بینظیر مقدس الہامی مثنوی

الکلام

کے ہر دو حصے

یعنی

جواہر بے نظیر

و

کتاب مبین

شریف لکھنؤ + مصنفہ عالیجناب حضرت

مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں چھپی

اطلاع - اس سنج مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹائیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انہین بعض کتب علم اخلاق و تصوف کی درج کرتے ہین تا کہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب اخلاق وتصوف اردو		غلام حیدر خان	۴ر
جامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی -	۵ر۶؎	ترجمہ عوارف المعارف - کامل دو جلد مین مترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی -	عہر
تہذیب النفوس - از سید فخر الدین حسین -	۲ر۳؎	خزینۂ دانش - ہوشمندی کی تعلیم از مولوی کریم بخش -	۳ر۶؎
باب دانش - مولفہ مولوی محمد کریم بخش	۲ر	معدن تہذیب - مصنفہ مرزا حبیب حسین صاحب بی-اے -	عہرپ ۱۱؎
ذخیرہ سعادت - ترجمہ بھامنی بلاس کی پستک دو فصل اول و آخر کا ترجمہ تہذیب اخلاق مین مولفہ لالہ لالجی صاحب	۱ر۲؎	مخزن الفصاحت معروف بہ مسدس آخر -	۲ر
گیان دیپک - مولفہ منشی گھاسی رام دہلوی جسمین عمدہ عمدہ بھجن وغیرہ مندرج ہین -	سہرپ	بستان تہذیب جامع اخلاق و ادب مرتبہ نواب حاجی محمد عمر علی خان بہادر فیروز جنگ مطبوعہ نظامی -	۲ر۱؎
ملفوظات عزیزی - از سید			

ذلک الکتاب لاریب فیه



مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

هو الله

بسم الله الرحمٰن الرحیم

بلا ساقیا ہات نفس و کرم
الا الحمد للّٰہ رب النعم

نہیں کوئی اُسکا شریک و کفو
ہو المغنی لا نظیر لہ

رحیم و رحمٰن و سمیع و خبیر
و صمد علی کل شئ قدیر

وہ باقی ہے غیر اُسکا معدوم ہے
احد ہے وہی حی و قیوم ہے

ہو ذو الجلال و الاکرام من
الٰہ الالٰہین حکم اللہ من

وہ ہے مالک یوم دین و حساب
ہو المستعان الیہ المآب

فمن ہدینا غیر الامین
صراط الرسول و لا الضالین

التجا

پلا ساقیا راحِ وحدت نسیم
ھُوَ اللّٰہُ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَظِیْم

ڈھلے وہ مئے رحمتِ ذوالجلال
زوال اُسکو ہرگز نہ ہو جز کمال

فنا مین بقا اپنی معلوم ہی
کہ مرجع مرا حیؔ و قیّوم ہی

عجب میکدہ ہی عجب شان ہی
کہ محبوب مستون کی ہر آن ہی

اُمنگین جہان موجۂ حبِّ ذات
ترنگین جہان اُمّہاتِ صفات

تو ساقی وہی بادۂ خاص دے
لبالب مجھے جامِ اخلاص دے

ترا فیض مستی مین شامل رہے
کہ وحدت مین تمیز حاصل رہے

دعا و اجابت مین ہو اتّحاد
عنایت سے تیری ملے ہر مراد

محمدؐ کا مسلک نہ چھوٹے کبھی
محبّت کا رشتہ نہ ٹوٹے کبھی

ہمیشہ بحقِ کلامِ قدیم
رہون جان نثارِ رسولِ کریم

فدا پنجتنؑ پر رہون دل سے مین
مشرّف ہون ایمانِ کامل سے مین

تمہید

پلا ساقیا جامِ عین النعیم
ھُوَ اللّٰہُ رحمٰنٌ رَبٌّ رَحِیْم

دے جا وہی راحِ رحمت خواص
جو ہو قرب افزائے ہر عام و خاص

پھکا وصلِ جانان سے کر بینظیر — لَرَبِّیْ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

ہر اک لفظ تو دُرِ خوش آب دے — یہ عقد الجواہر تو نایاب دے

مری مثنوی تیری تقریر ہو — فنا و بقا کی یہ تفسیر ہو

حقیقت ہی گو اوجِ بامِ وصال — نہوگا مگر بے شریعت کمال

اگر جان ہی وہ تو یہ ہی بدن — خلل ہو تو پھر ہی یہ بیت الحزن

بدن کی درستی ہی آرام جان — جو اعضا مین ہو نقص راحت کہان

اگر بے شریعت دکھائے کمال — لیستدرجہ اِنّہٗ فِیْ ضَلَال

جو یون خرقِ عادات ہو لاکھ بار — کمال اسکو کہتے نہین زینہار

یہ گو عابد از قاف تا قاف ہون — اگر ہون تو ہان اہلِ اعراف ہون

مشیخت کا دم گرچہ بھرتے ہین یہ — زمانے کو گمراہ کرتے ہین یہ

یہی ضعفِ ایمان ہی تو الحذر — کمالات دجّال کے دیکھ کر

مین ساقی محمدؐ پہ قربان ہون — خدا جانتا ہی مسلمان ہون

ڈبو دے خُمِ دید مین تو مجھے — رچا رنگِ توحید مین تو مجھے

بنا دے مجھے ناخدا ساقیا — لگا پار بیڑا مرا ساقیا

حبیب اور محبوب ہون ایک سب — نہ چھوٹے مگر جادۂ حسنِ ادب

عفونت لگی تو پر بھی نادم رہون | ہون مخدوم توکل کا خادم رہون
جدا ذات سے اُسکی تھا کوئی کب | تمیز و تعدد کے جلوے ہین سب
نہ جز نور تھی صورت انصاف | تعین نے پیدا کیا اختلاف
تو اب جو صفت اُسکو مرغوب ہے | وہی اُسکے بندے کو محبوب ہے
تو جسکو پلائے شرابِ تمیز | اُسے علم کلی ملے اے عزیز
یہ مستی جو قدرت سے مجھکو ملی | اُسے فیضِ رحمت نے تمیز دی
اُسی نے فتن سے نکالا مجھے | اُسی نے نشے مین سنبھالا مجھے
اُسی نے بنایا مجھے بے نظیر | اُسی نے کیا مجھ کو مہرِ منیر
اُسی نے دکھایا مجھے نورِ ذات | اُسی نے عطا کی تمیزِ صفات
ازل سے ملا فیضِ کامل مجھے | بلا واسطہ سب ہے حاصل مجھے
کوئی جام باقی پلا ساقیا | کہ ہون منتظر وقت کا ساقیا
بھلا پی کے مین کیسے مخمور رہون | کہ محبوب کا اپنے منظور رہون
وہی جامِ ہمت دیے جا مجھے | کہون کیا ہے مدِ نظر کیا مجھے
یہان تک وہی گردشِ جام ہو | کہ یہ ساری دنیا ہوا اسلام ہو
پلا دے وہ مے سب کو اے ذوفنون | کہ لا غول فیہا و لا ینزفون

اخوت کا دل مین وہی جوش ہو | کہ تائید و نصرت ہم آغوش ہو
ہم [illegible] اختلافِ فروع و اصول | کہ انسان ہے یکسر ظلوم و جہول
دکھا اہل ایمان کو اب وہ مقام | کہ بن جائین یہ نفس واحد تمام

مخمّس

پلا ساقیا راحِ نورِ مبین | ہو ایمان بالغیب حق الیقین
[illegible] کا سر [illegible] کا تاج ہو | کہ اپنا یقین اپنی معراج ہو
وہ مشرب ہو صافی حقیقت [illegible] | کہ ہر رند بھی ہو مصالح شناس
پھر [illegible] وہی مبدا انکشاف | بد و نیک عالم دکھا دے جو صاف
ہمیں کو [illegible] باطن بھی [illegible] سکو اگر | غوامض سے فطرت کے ہون باخبر
بھرے ہون [illegible] نیبن [illegible] سارے نیک | ابو وقت ہوتا ہے لاکھون مین ایک
پھر ان مین بھی جو سب کا سرتاج ہے | اسی کے مقدر کی معراج ہے
ضرورت پہ حاکم ہے تو وہ بشر | ضرورت کا تابع ہے عالم مگر
وہ آداب دان [illegible] سید و ہراس | ضرورت کا ہر دم مصالح شناس
زمانے کو کچھ حکم بھی دے اگر | رکھے وقت کی مصلحت پر نظر
کوئی اس سے کیا بڑھ کے تو کر بنے | کہ جو بے غرض سب کا خادم بنے

لقب پاے حق سے امامِ مُبین | ھُوَ رَحمۃُ اللہِ لِلعَالَمِین
بھرا ہو یہ انوار و جذبات سے | کہ اعجاز ٹپکے ہر اک بات سے
خودی یا ضرورت ہوئی جب فنا | تو باقی رہا کیا وہان جز خدا
خدا کے لیے جب ہر اک کام ہو | نہ پھر کیون خدا خضر ہر گام ہو
یہانتک وہ ہو غرق اس فکر مین | نہ جز حق رہے اور کچھ ذکر مین
فلک پر چمکتے ہوے یہ نجوم | دمِ صبح یہ طائرون کا ہجوم
یہ خورشید و مہتاب کا گھومنا | ہوا سے درختون کا یہ جھومنا
یہ گلزار و سبزہ یہ آبِ روان | یہ کہسار و وادی یہ دشت و مکان
یہ بجلی کا کڑکا یہ آوازِ رعد | یہ قوسِ قزح ابر چھٹنے کے بعد
یہ آغاز و انجام و شیب و شباب | یہ آثار و اطوار کا انقلاب
خدا ہی کا جلوہ دکھائے اُسے | خدا کے سوا کچھ نہ بھائے اُسے
ہر اک شان مین اُسکی حق جلوہ گر | ہر اک بات مین اُسکی سچا اثر
دکھا دے جہان کو عروجِ کمال | رہ پہچانتا ہو زمانے کی چال
موافق ضرورت کے شام و سحر | نظر اُسکی اصلاح و تجدید پر
ارادے پہ اپنے ہو وہ مستقیم | تذبذب سے لغزش سے بچتا ہو نیم

نہ پروا ہے سر ہو نہ سودائے زر | ہو نفعِ خلائق پہ ہر دم نظر

وہ انسانِ کامل فرشتہ خصال | عداوت سے ہرگز نہ رکھے ملال

یہان تک ہدایت سے مانوس ہو | مصیبت مین ہرگز نہ مایوس ہو

عوض دشمنی کے وہ رحمت کرے | عدو کے بھی زخمون پہ مرہم دھرے

خدا سے محبت ہو جب اسقدر | کہ بندون پہ اُسکے یہ رکھے نظر

تو کیونکر خودی سے وہ آگاہ ہو | نہ کیون اُس مین اللہ ہی اللہ ہو

یہان تک تو ہی کسبِ ذاتی سے کام | مگر قابلیت کو ہی دخلِ تمام

ازل سے وہ ہوتی ہی جسکو نصیب | وہ محبوب ہوتا ہی بنکر حبیب

جو ہوتا ہی آئینہ قلبِ سلیم | تو پڑتا ہی عکسِ جمالِ قدیم

یہانتک تو ایمان کا ہی کمال | جو ہو خاص پھر رحمتِ ذوالجلال

تو ہوتا ہی روشن چراغِ یقین | نئی آنکھ دیتا ہی ربِّ امین

ہر اک امر کا علمِ ذاتی اُسے | عطا ہوتا ہی عالمِ راز سے

اگر اسکی تصدیقِ کامل ہوئی | تو عینیّتِ جملہ حاصل ہوئی

وہان پر بھی قائم رہے جو حواس | جگہ اُسکو ملتی ہی پردے کے پاس

اگر جذبِ باطن اُٹھائے نقاب | تو دیکھے وہ اسرار کو بے حجاب

خبر اول و آخر و حال کی — جو کہلائے اللہ کہدے وہی

جسے یوں خبردار کردے خبیر — بجا ہو اگر ہو بشیر و نذیر

جو حق الیقین سے سروکار ہو — خدا کی خدائی کا مختار ہو

ہو مخلوق خالق کا ہر عام و خاص — جسے چاہے کر لے اخص الخواص

جو مامور تبلیغ احکام ہو — رسول و نبی اسکا پھر نام ہو

فنا ہو جو اس ذات میں یوں کوئی — نہ معشوق و عاشق میں ہو کچھ دوئی

تو کچھ بھی نہیں اسکا رہتا نشان — بجز ذات پروردگار جہان

مگر ڈال دیتا ہو وہ خود حجاب — کہ تا خلق بھی اس سے ہو فیض یاب

ہوا ان سب مراتب کی جامع ہوئی — محمد میں وہ ذات لامع ہوئی

جو کی وقت کی مصلحت پر نظر — تو اصلاح عالم پہ باندھی کمر

دکھائی رہ راست حسب مراد — کہ مقصود بعثت تھا رفع فساد

نہ دیکھی حاجت تھی مصباح کی — مطابق ضرورت کے اصلاح کی

نہ تاویل اور فلسفہ سے خبر — خدائی کا ہر راز پیش نظر

یہ اندیشیں بھی معلوم تھا — زمانے کا آئین بھی معلوم تھا

کہ جب تک نہ [illegible] گا [illegible] — [illegible] کچھ فتور

جو بڑھ جائیگا حد سے ظلم و فساد
وہ تازہ کرینگے رہ و رسم داد

مصالح کی رو سے وہ مخلص نواز
گھٹانے بڑھانے کے ہونگے مجاز

کہ کھل کر لحاظِ ضرورت کرین
وہ مستحکم اصلِ شریعت کرین

وہ صورت وہ سیرت محمدؐ کی سب
انھین وہ کمالات بھی دیگا رب

کہ وہ نقشِ ثانیِ احمدؐ بنین
خدا کی طرف سے مؤید بنین

اصولِ شریعت کی تجدید ہو
یہ ساری خدائی ہو توحید ہو

سوا اُنکے ایجاد جائز نہین
کہ مقصودِ اصلی کو فائز نہین

یہ پیری مریدی خلافِ اصول
ہو کیونکر مزین بحُسنِ قبول

جو بیعت کرین تو نمازین معاف
نداردسب ارکان روزے بھی صاف

جو پوچھو تو پیرون پہ اپنے یہ ناز
کہ پڑھتے ہین کعبے مین جا کر نماز

یہ کیا۔ بت معمور ہین وہ پڑھین
نہ ظاہر ہین پر حد سے آگے بڑھین

لگائی ہین مطلب کی گھاتین بہت
گڑھی ہین خرافات باتین بہت

معاذ اللہ یہ زہد یہ اِتّقا
حسینون مین بس رہ گیا ہی خدا

تدف نبی ہین جو ہر بات مین
وہ اکمل ہین سارے کمالات مین

یہ معصوم ہین بھورے بھالے ہین یہ
بڑے پہونچے اللہ والے ہین یہ

خلافِ شریعت ہین یہ اس لیے
کہے کوئی انکو ولی کس لیے

اگر ہوش ہی کچھ تو یہ سب غلط
عبارت غلط لفظ و مطلب غلط

کرین جو خلافِ خدا اور رسول
وہ ہو حاصلِ فقر و حسنِ قبول

اگر بارِ ظاہر اُٹھاتے نہین
کسی ٹھُوین کیون بیٹھ جاتے نہین

مرین گو وہ اللہ کے کام مین
گنین گے مگر ہم نہ اسلام مین

خلافِ شریعت جو فی الحال ہین
حقیقت مین یہ سب بھی دجّال ہین

وہ دجّال آخر مجسم ضلال
دکھائیگا آکر نہ کیا کیا کمال

مگر اہل ایمان نہونگے مطیع
خدا اُنکی رکھیگا ہمّت وسیع

وہ مرشد پرستی کا پھیلا کے جال
ہمہ اوست کی کر کے کچھ قیل و قال

تعیُّش کا نقشا جمانا اُنھین
مزا زندگی کا اُڑانا اُنھین

کسی کا ہو دوزخ کہ جنّت مقام
اُنھین حلوے مانڈے سے ہی اپنے کام

نہین عیب مرشد پرستی کبھی
مگر ہو نہ وہ غیرِ حکمِ نبی

شریعت اگر ہو یہ حورین کہان
حسینون کو بٹھلا کے گھورین کہان

جو ہون پاکدامن بھی تو ہم کو کیا
کہ گمراہ ہوتی ہی خلقِ خدا

نہین علم سے بہرہ ور جو عوام
اُنھین وہ سمجھتے ہین عالی مقام

کتابین جلانے کے قابل ہین جو
اُنھین پیش کرتے ہین سمجھانے کو

مگر اُنکا یہ ہزل نافع نہین
شریعت حقیقت کی مانع نہین

حقیقت مین واصل ہین جو اہل دین
زبان سے ہمہ اوست کہتے نہین

نہین محرمیت مین جنکا مقام
وہ بکتے پھرین لغو تو کیا ہو کام

جو منزل گزین ہی وہ کہتا نہین
جو بولا وہ منزل مین رہتا نہین

جو خود گم ہو اُسکو کہان یہ خبر
کہ رہزن کہان کون ہی راہبر

یہ پیری کہان یہ مریدی کہان
امید اور یہ نا امیدی کہان

کہان اُسکو جلسون مین اتنا شعور
کہ گانے مین کوئی حسین ہو ضرور

طریقہ جو ہی چشتیہ لاکلام
بزرگون کا اُس مین یہ تھا اہتمام

غذا روح کی جانتے تھے اسے
اسی وجہ سے مانتے تھے اسے

نہ ہو غیر محرم کوئی زینہار
یہ تھا حفظ آداب لیل و نہار

شب و روز سرگرم تھے دید مین
مکرم تھے وہ اہلِ توحید مین

سنا ہی کہ اک روز خواجہ معین
کسی کے ہوے گھر مین راحت گزین

جو دعوت کے کھانے سے فرصت ہوئی
تو پھر راگ سُننے کی رغبت ہوئی

دیا حکم جز محرمان و خواص
نہ رکھے کوئی بزم سے اختصاص

چلے سب تو پاپوش اک شخص کی　　شتابی کے باعث وہین رہ گئی

نہ طاری ہوا حال اصحاب پر　　تو حضرت کو القا سے پہونچی خبر

ہو اک غیر محرم کا اس جا خیال　　ہو جسکے سبب سے یہ نقص کمال

وہ کرتا ہو پاپوش کی جستجو　　وہ جائے تو چھائے یہان رنگ ہو

غرض ڈھونڈھ کر اُسکو پہونچا دیا　　تو محفل نے بھی رنگ دکھلا دیا

جب اک غیر محرم کا عکس خیال　　پریشان کرے بزم ارباب حال

تو جلسون مین کیونکر وہ ہوگا روا　　غرض رائج الوقت ہو ناروا

جسے ذکر حق سے غرض ہو نمود　　وہ بیشک ہو مغضوب رب ودود

اگر کوئی مجذوب و دیوانہ ہو　　یگانہ کسی کا نہ بیگانہ ہو

نہو کھانے پینے کی اُسکو ہوس　　حیات و ممات اُسکی اللہ بس

ہو غالب کچھ ایسا محبت کا جوش　　کسی کا نہ باقی رہے کچھ بھی ہوش

تو حکم شریعت بھی اُسپر نہین　　حدود طریقت کے اندر نہین

وہ مسلم جو باہوش و بیکار ہو　　مسلمان ہو پر گنہگار ہو

نہین غیر پر اُسکا مطلق اثر　　کہ یہ فعل ہو لازمی سر بسر

جو پیری مریدی کرے الامان　　مشیخت کا وہ دم بھرے الامان

خلافِ شریعت جو ہو کوئی کام
روا اُسکی بیعت نہین لاکلام

جو ہو سامنے کوئی امرِ خلاف
تو دو اہلِ بیعت جواب اِسکا صاف

کہ کس طرح بیعت وہ جائز رہی
کہان چھوڑ دی تم نے شرعِ نبی

اگر عشق ہی تو وہ بے پیر ہی
شریعت ہی لازم جو تدبیر ہی

لکھا ہی صحیحین مین جا بجا
ھُوَ الرَّدُّ مَا لَیْسَ فِیْ اَمْرِنَا

خلافِ شریعت گوارا نہین
یہ واللہ مسلک ہمارا نہین

نظر آئے اکثر بزرگانِ دین
جنھین فی الحقیقت کہین جانِ دین

محبت ہدایت تلاوت نماز
نہین چھوڑتے کچھ بھی وہ پاکباز

وہ اہلِ خدا اہلِ تمیز ہین
خدا جانتا ہی بڑی چیز ہین

مگر کچھ مریدین بد امتیاز
نہ مسلک شناس اور نہ دانائے راز

شب و روز رکھتے ہین کیا جگھٹے
ہین مفسد یہی بچے شیطان کے

ہوس پروری پر جو مرتے ہین یہ
بزرگون کو بدنام کرتے ہین یہ

کتابین وہ کرتے ہین یہ مشتہر
نہ ہو جس مین کچھ راستی کا گذر

نبی پر بھی کرتے تھے یہ افترا
قصور ان بزرگون کا ہی اسمین کیا

یہ رکھتے ہین مقصودِ بیعت شریر
کہ کہنے پہ انکے چلے انکا پیر

بہت پیرِ شیطان صفت انکے رام
گماں اس شرارت کو سمجھے عوام

جو فرعونِ وقت اور ہامان ہین
یہ بہکے ہوے سب مسلمان ہین

یہ بندے ہین تیرے سب آشفتہ حال
ہدایت انھین کر تو یا ذا الجلال

ضرورت

کہان ہی تو ای ساقیِ باکمال
اَدِرْ مَا رَاحَ عِشْقٍ بِکَاسِ الْوِصَالِ

مجھے کر دے ہان نشّہ مین چور چور
وَبَلِّغْ مَعَ الرَّاحِ رُوحَ السُّرُورِ

دکھا دے اب ای آفتابِ علوم
اَنَا بَدْرُ عِلْمٍ وَصَحْبِي النُّجُومُ

یہ محفل یہ جلسہ یہ بزمِ سرور
برستا ہی کیا سب کے چہرونپہ نور

حسد سے ہی پاک انمین ہر رشکِ بدر
نہین کچھ بھی تمیز پائین و صدر

جدا کرتے ہین یہ بد و نیک کو
خودی سے لگاوٹ نہین ایک کو

ہی ممتاز مجلس مین جو ذی ہمم
سمجھتا ہی مین ان مین ہون سب سے کم

نہین کرتے کچھ نام کے واسطے
مگر نفسِ اسلام کے واسطے

مظاہر الگ اور جادہ ہی ایک
سبھون کا ارادہ ارادہ ہی ایک

یہ صاحب عمل اہلِ ادراک ہین
خدا کے یہ بندے بہت پاک ہین

ریا سے الگ رہتے ہین یہ غیور
پرکھتے ہین کھوٹے کھرے کو ضرور

[illegible]ول وعقائد کے مخزن تمام — خلافِ پیمبر کے دشمن تمام

یہ احکام کے گرد پروانہ وار — یہ ہر فعل مسنون کے شیدائے زار

[illegible] کی جانب کو یہ زود خیز — نواہی سے ہر وقت انکو گریز

[illegible] کچھ ہے انکی نیت یہی — ترقی ہو دنیا مین اسلام کی

کوئی بات ہو یا کوئی کام ہو — انھین حفظِ آدابِ اسلام ہو

[illegible] سب بزم ہوش گئین — یہ ڈوبے ہوے ہین عجب رنگ مین

[illegible] شریعت ہین یہ — مریدانِ پیرِ طریقت ہین یہ

[illegible] طبیعت یہ روشن دماغ — اندھیرے مین گمرہون کے منور چراغ

یہ ہین جادۂ [illegible] مستقیم — یہ ہین پیر و رہبر وان قدیم

[illegible] ہین یہ — حقیقت مین یہ ہین مرید [illegible]

یہ مقبولِ حق خلق کے غمگسار — یہ عاشق خدا و نبی پر نثار

اگر کوئی بھٹکے تو [illegible] نہین یہ — مکائد سے شیطان کے واقف ہین

نہین چاہتے جز رضا کوئی چیز — نبی کو یہ پیارے خدا کو عزیز

یہ ہر فکرِ بیہودہ سے بے خبر — نظر رات دن انکی انجام پر

مشائخ پیشین کے مختار [illegible] — یہ اگلے بزرگون کے یادگار

یہ امراضِ روحی کے حاذق طبیب
نہ پھٹکے ہوا و ہوس کے قریب

ہو زحمت مین کوئی جوان و مسن
انھین فکرِ اصلاح کی رات دن

یہ مخلوط مانندِ شیر و شکر
لذائذ سے اسلام کے بہرہ ور

انھین لوگون سے دہر آباد ہے
کہ انکی حمیت خداداد ہے

انیسانِ بزمِ محبت ہین یہ
جلیسانِ اہلِ حقیقت ہین یہ

یہ سرگرم ہین دید و وادید مین
ہر اک ان مین ہے فرد توحید مین

کوئی بات کہتے نہین بے محل
یہ ہین پردہ دارِ حریمِ ازل

رموزِ حقیقت سے ماہر ہین یہ
نگہدارِ رازِ اکابر ہین یہ

نجومِ فلک یہ چراغِ زمین
یہ مخدومِ کل خادم المسلمین

جدا ہین یہ گو نام مین کام مین
مگر نفس واحد ہین اسلام مین

یہ اجماعِ آخر بھی ہے اس لیے
کہ ہم سب سے پیچھے رہین کس لیے

یہ دنیا بھی ہو اسقدر کم سے کم
کہ اورون کو دین نفع ہم بیش و کم

مگر وہ بھی ہو سر بسر دین کے ساتھ
زمانے کے انداز و آئین کے ساتھ

عمل حسنِ نیت پہ دائم رہے
اصولِ شریعت پہ قائم رہے

نہ ہم خواہشِ نفسِ بد پر مرین
کرین جو وہ حکمِ خدا سے کرین

جو کھانا بھی کھائین تو اسواسطے — کہ قوّت سے لین کام اسلام کے

سمائے یہ اسلام ہر کام مین — کہ ہم خود سما جائین اسلام مین

کوئی فکر و محنت کہ آرام ہو — یہ سب بہرِ تائیدِ اسلام ہو

یہ مطلب ہو دولت جو حاصل کرین — کہ ہم خود کو خدمت کے قابل کرین

ریا سے تعلق نہ زنہار ہو — نہ ذاتی غرض سے سروکار ہو

پئے اہلِ اسلام کھو جائین ہم — غرض عینِ اسلام ہو جائین ہم

نہ جب تک ہم اک دوسرے پر مرین — یہ ممکن نہین ہم ترقی کرین

یہ اسلام جو حاصلِ اِنّمَا یوحی الی — رَضِیتُ لکُمُ کی مبارک بنا

لگا ہون مین کس کی سماتا نہین — وہ ہے کون جسکو سُجھاتا نہین

یہ جذباتِ روحی کا صورت نگار — یہ انوارِ باطن کا آئینہ دار

یہ روحانیون کا فروغِ کمال — یہ نورانیون کا چراغِ خیال

یہ تدبیر آموزِ قدسی نہاد — یہ محکم اساسِ معاش و معاد

وفا کا سفینہ محبت کا جام — تمدّن کا زینہ ترقی کا بام

یہ اُستادِ تہذیبِ اخلاق کا — معلّم بزرگانِ آفاق کا

امیر و مساکین کا یہ دستگیر — یہ دلسوز اللہ والون کا پیر

یہ اہلِ شریعت کا قندیلِ راہ — یہ اہلِ طریقت کا نورِ نگاہ

حقیقت کی غایت معارف کی اصل — جو بندے کو اللہ سے کر دے وصل

بغیر اسکے انسان کامل نہین — وہ کیا شی ہے جو اس سے حاصل نہین

یہ ہادی ہر اک خضر و گمراہ کا — یہ ناموسِ اکبر ہے اللہ کا

کسے اسنے رستہ بتایا نہین — کہان اسنے جلوہ دکھایا نہین

یہ عاشق ہین جو ننگ پر نام پر — مٹے جاتے ہین ٹھیٹھ اسلام پر

نہ معلوم اسلام کیا چیز ہے — کہ جسکی فقط انکو تمیز ہے

نہ آغاز کچھ ہے نہ انجام ہے — الگ سب سے چلنا یہ اسلام ہے

ضرورت ہے تعلیم کی اسقدر — کہ ہم علمِ مغرب پڑھین عمر بھر

تو پہلے نہ کیون سیکھین آدابِ دین — نہ انکی طرح تا ہون ڈھلمل یقین

نہین کرتے کیون کوششین اسقدر — کہ اُردو مین ہون سب یہ علم و ہنر

یہ کیون عہدِ مامون کی شہرت ہوئی — ترقی یہ کس کی بدولت ہوئی

انھین ترجمون کا تھا فضل و ہنر — کہ تحصیل آسان ہوئی اسقدر

زمانے مین ہر عہد کے بینظیر — رہے اپنی اپنی زبان مین شہیر

اسی مین کیا سب نے کسبِ کمال — کہ ہے قابلِ قدر نورِ خیال

زمانے مین جن جن کی شہرت ہوئی
خیالاتِ عالی کی وقعت ہوئی

وہ موقوف ہین اُس زبان پر تو خیر
نہین ہی تو نہین ہرج اُسکے بغیر

یہ مانا زمانے کا یہ انقلاب
بغیر انکے ہونے نہ دیے کامیاب

تو جون جون زمانہ بدلتا رہے
یہان بھی نیا دور چلتا رہے

کدھر ہین یہ پوچھے کوئی آپ سے
زمانے کے تابع کہ اسلام کے

خود اسلام کے آپ طالب نہین
اسی سے زمانے پہ غالب نہین

کرین کیون نہ اس درجہ ہم سعی و صبر
زمانے کو قابو مین لائین بہ جبر

کرین مسلکِ غیر کیون اختیار
مقلّد ہمارا ہے سب روزگار

جو بادِ مخالف چلی دہر پر
بہت کچھ سنبھالا نہ سنبھلے مگر

برابر تھپیڑے جو کھاتے رہے
اِدھر سے اُدھر سب یہ جاتے رہے

اگر اصلِ محکم پہ ہوتا قیام
تو لغزش نہ ہوتی کبھی تا قیام

ضرورت ہی دنیا کی اسلام کو
کرین خوب حکمت سے اس کام کو

اگر دل سے ہو عہدِ واثق حضور
ہو بادِ مخالف موافق ضرور

کہ یون تابعِ وقت ہر فرد ہی
ابو الوقت جو ہو وہی مرد ہی

خدا ایسے لوگون پہ رحمت کرے
کہ انکو سوے حق ہدایت کرے

مناجات

پلا ساقیا اب وہ جامِ طہور ‏ کہ دیکھوں اِن آنکھوں سے مہدی کا نور

بنا پیرِ خمخانۂ لطفِ خاص ‏ کہ اُس بزم میں ہوں اخص الخواص

بتنگ آرہا ہوں بہت جی سے میں ‏ مؤید ہوں تائیدِ غیبی سے میں

مئے عشق و تمییز پر جوش دے ‏ مجھے عینِ مستی میں تو ہوش دے

کہ خاصانِ اُوفُوا بِعَہدِی سے ہوں ‏ میں اوّل رفیقانِ مہدی سے ہوں

پلا وہ مئے حکمتِ بالغہ ‏ کہ کاسہ بھی ہو شمس سان بازغہ

کروں ہر طرح سے میں رفعِ فساد ‏ زبانِ قلم بھی ہو تیغِ جہاد

حرم میں نہ جب تک ہوں وارد حضور ‏ نگہداشت ہو حاسدوں سے ضرور

پلا مئے مجھے دے وہ شانِ کمال ‏ کہ ہو جس میں تیرا جمال و جلال

عطا کر وہ شمشیر بُرّان مجھے ‏ کرے اپنا آصف سلیمان مجھے

فراغت جو ہر فرضِ منصب سے ہو ‏ تو قطعِ تعلّق یہاں سب سے ہو

جو ہو کل مشاغل سے فرصت مجھے ‏ ملے اسپہ تیری اجازت مجھے

تو پھر میں حرم کا مسافر بنوں ‏ مدینے کی جانب مہاجر بنوں

مخالف مصالح کے ہو یہ اگر ‏ وطن ہی میں رکھ مجھ کو گرمِ سفر

وہ مے دے کہ حق جسکا خمار ہو | مرا جسم بھی روح و انوار ہو
مشرف ہون جسمی حضوری سے مین | زیارت کرون شکلِ نوری سے مین
وہ قوت تو بازو مین دے جان مین | کہ پہونچا کرون آن کی آن مین
رہون اسقدر محوِ دیدارِ یار | پھرے گرد کعبہ مرے بار بار
دعا کے لیے دے وہ صدقِ لسان | نکالون مین ڈوبی ہوئی کشتیان
برا یا بھلا شاہ جیلانؓ کا ہون | مین جیسا ہون محبوبِ سبحان کا ہون
فَاذْکُرْنِیْ اَلْاٰنَ فِیْ کُلِّ شَانٍ | کَمَا قِیْلَ کَمَا تَدِیْنُ تُدَانَ
کہ ہَلْ تَعْلَمُ لَہٗ سَمِیًّا ضرور | خبر دے رہا ہے مجھے ای غیور
مگر تو وہی اسمِ عالی بتا | کہ علم الکتاب اسکا پورا پتا
جو وہ حرزِ اعظم ہو حاصل مجھے | ہو آسان قطعِ مراحل مجھے
کہان تک ستائون تجھے بار بار | عطا کر مجھے ایکی وہ ذو الفقار
جو بالجبر تعلیمِ اسلام دے | جو بیداری و خواب مین کام دے
کہ خالی ہین اب ہوشمندی سے لوگ | بہت دور ہین حق پسندی سے لوگ
بڑے مرتبے کا جو ہو لا کلام | ہو آمد کا اسکی بڑا اہتمام
چمن مین نہ جز گل کوئی خار ہو | مصفا ہر اک شہر و بازار ہو

ہر اک شخص ہو دین کا پاسبان
اخوّت بنا دے ہمین جسم و جان

ہر اک دل مین جوشِ خدا داد ہو
غرض دہر اسلام آباد ہو

ملا ہو نے مجھے حکم گو بارہا
اجازت کی اب پھر ضرورت تھی کیا

مگر ہو یہ حُسنِ ادب ساقیا
کہ مین ہون اجازت طلب ساقیا

یہ تفسیر مین ہو کسی جا رقم
کہ موسیٰؑ کو اک دن تھا دردِ شکم

ہوے جبکہ شدت سے وہ بیقرار
دعا کی حضورِ خداوندگار

ہوا حکم صحرا کو جاؤ ابھی
وہ بوٹی جو ہو اُسکو لاؤ ابھی

غرض حسبِ فرمان جو تدبیر کی
تو صحّت نے بھی کچھ نہ تاخیر کی

اُسی درد نے عود اکدن کیا
نہ بوٹی نے پھر کام ہرگز دیا

جو کی التجا پیشِ پروردگار
ہوا حکم ای موسیٰؑ نامدار

گیا حسبِ فرمان تو پہلے وہان
تری سعیِ ذاتی ہوئی رائگان

مین ہون اُمتِ احمدؐ ہی ساقیا
ادب کا مین ہون ملتجی ساقیا

وہ می دے کہ تائید جسکا لقب
وہ می جسکی ہر عینِ فرمانِ رب

وہ می دے جو کا دل بنا دے ہمین
اخوّت کا سچا مزا دے ہمین

ہو اسلام کا گرم بازار پھر
مخالف ہمارا نگونسار پھر

پھرے جو اُسے راہ پر لاؤن مین ید اللہ کا زور دکھلاؤن مین

رب ایک یارب مرا حال و قال مین بندہ ہون مالک ہے تو ذو الجلال

ذکر

پلا ساقیا جوہر زنجبیل وَ اَدۡهِقۡنِیۡ کَاسًا مِّنَ السَّلۡسَبِیۡلِ

وہ نوری چھلکتا ہوا جام دے جو اس دور والون کو آرام دے

گرانی ہے انبوہِ اوہام کی طلبگار ہے روح آرام کی

ترے نور سے رونقِ آب و خاک شِفَاءُ الۡعَلِیۡلِ اَنۡتَ لَا مَا سِوَاكَ

ازل سے ملا ہے تجھے ہر کمال اِذَا کَانَ فِیۡ غَایَةِ الۡاِعۡتِدَالِ

وہ مے دے کہ ابطال باطل کرون ہر اک طرح تجدیدِ کامل کرون

جو ترک محارم کی تصدیق ہو ادائے اوامر کی توفیق ہو

شرورِ حوادث سے کیا خوف و بیم اِذَا مَسَّنِیَ الضُّرُّ اَنۡتَ الۡکَرِیۡمُ

کوئی لاکھ ہو صاحبِ صلح و خیر نہ پوچھیگا کوئی وسیلہ بغیر

ابد تک یہ در میرا مامن رہے مرے ہاتھ مین تیرا دامن رہے

ضمائر ہون بایکدگر گو خلاف مگر تو ہی مرجع نظر آئے صاف

لگی فاتحہ مین نہ مستون کی بات وہان بھی رہی صنعتِ التفات

وہ ہم کو دے سکھا دے جو طرزِ کلام | لِرَوْحِ الْمَسَامِعِ لِشَرْحِ الْمَرَامِ
خدا کے لیے حمد شایان ہے سب | یہ قدرت اُسی کی نمایان ہے سب
نہین بے سبب جب کسی کا ظہور | مسبّب ہے اسباب کا بھی ضرور
اُسی کے مراحم سے کے نقش و نگین | کہ فرشِ خلائق ہے مہدِ زمین
نجومِ فلک اور اوتادِ کوہ | دکھاتے ہین قدرت کی شان و شکوہ
سپیدہ دمِ صبح عین الفتوح | جِلاے قلوب اور تنویرِ روح
نسیمِ سحر کی یہ اٹکھیلیان | یہ ہر مرغِ تسبیح مین تر زبان
یہ شام و سحر سرخ رنگِ شفق | یہ سبحانہٗ اذا طبق بر طبق
یہ خورشید کا دوپہر کو جلال | مہ چاردہ کا کمال و زوال
مطیع اُسکے آثار و اطوار بھی | فلک بھی ثوابت بھی سیّار بھی
مجازًا جو کچھ ہو بھی ردّ و بدل | نہین سنت اللہ مین کچھ خلل
یہ موسم یہ اوقات کا اختلاف | هُوَ الدَّهْرُ کا آئینہ ہے صاف
دکھاتا ہے قدرت کے اجلال کو | بتاتا ہے کُل کے خط و خال کو
کہ تعیین سب اعتباری ہے یہ | کسی اور کی اختیاری ہے یہ
وَمَا يَنْزِلُ الْحَقُّ مِنْ مُعْصِرَاتٍ | فَيُحْيِي بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ الْمَمَاتِ

وہ کہسار مین چشمہ ہاے روان
یہ جو نہر اُسکی طلب مین دوان

یہ اب وحدائق یہ حب ونبات
متاعِ عوام ومتاعِ ثقات

بلا اعتبار مناصب تمام
خلائق مین جاری وہی فیضِ عام

تعالی اللہ یہ رحمتِ عامّہ
لک الحمد یہ قدرتِ تامّہ

حبابِ بحورِ معانی ہین سب
تری ذات باقی ہی فانی ہین سب

زمین وفلک کا تو مسجود ہی
ہین مخلوق سب تو ہی معبود ہی

ہی مشمولِ عالم یہ رحمت تری
طلب پر یہان تک اجازت تری

بڑی سے بڑی چیز گو مانگین سب
نمک بھی کرین ہم تجھی سے طلب

تجھی سے ہر اک عقل کو برتری
حدود وتعین سے خود تو بری

ترے فیض سے حسنِ ادراک ہی
عیوب ونقائص سے تو پاک ہی

بزرگ وتوانا ہی تو بے غرض
نہ جوہر نہ تو اندرونِ عرض

ہر اک شی کی تو نے ہی کی ابتدا
کوئی اس سے پہلے نمونہ نہ تھا

تری ذات مین کل صفاتِ کمال
تری شان مین کل جلال وجمال

عوض ظلم کا لینے والا ہی تو
بڑا بے عوض دینے والا ہی تو

تو نشو ونما خار وگلشن کا ہی
تو روزی رسان دوست ودشمن کا ہی

تو حاصل ہے تحصیلِ مطلب کے بعد | تو ہی سب سے اول تو ہی سب کے بعد

ہمیشہ سے ہے تو رہیگا تو ہی | کہ ہے بعدِ کل رہنے والا تو ہی

غفور الرحیم اور پروردگار | تو آگاہ ہر چیز سے بردبار

تو سنتا بھی ہے جانتا بھی ہے تو | غنی ہے مگر مانتا بھی ہے تو

تو پوشیدہ ہے آشکارا ہے تو | نہ ہم سے نہین پر ہمارا ہے تو

گھمنڈ اور قدرت تری شان ہے | کہ رحمٰن و غالب تو ہر آن ہے

منزا سے خداوندی و برتری | تو شایانِ سلطانی و داوری

بڑا دینے والا الٰہِ بزرگ | تو بندون کا پشت و پناہِ بزرگ

زبردست و قادر قوی و شدید | علیٰ کلِّ شیٔ قدیرٌ مجید

تری یاد مین ہر فقیر و غنی | بڑا تو نگہبان بڑا تو سخی

ہمہ اوست کا مغز تو پوست تو | جو تیرے ہین اُنکا بڑا دوست تو

جو دنیا میں چاہے تجھے تو ہے اُسکا حبیب | جو دل سے پکارے تجھے تو مجیب

ہر ایک دونون پہ فیضِ عمیم | فسُبحانکَ یا علیُّ العظیم

یہ نیرنگ یہ دور سب کچھ ہے تو | یہ سب تجھ سے ہین اور سب کچھ ہے تو

علی قدرِ ادراک مانا تجھے | کسی نے نہ جز تیرے جانا تجھے

دمِ بندگی جب سے بھرتے ہین ہم | عبادت تری خاص کرتے ہین ہم
جوارح سے [illegible] ہر نوع سے | غرض یہ بہر نوع پوجین تجھے
جو ہی شاملِ حال تیرا کرم | اعانت طلب خاص تجھ سے ہین ہم
وہ راہ ہو ہمی پیشِ ہر گام ہو | کہ ہم پر ترا فضل و انعام ہو
بہت دو[illegible]کھ ہم سے راہِ ضلال | تو ہر شی پہ قادر ہی یا ذا الجلال
رہے عاصیون پر عنایت تری | کہ غالب ہی غصّے پہ رحمت تری
دو عالم ترے جود سے فیضیاب | تو جو چاہے دیدے ہمین بیحساب
تری شان یہ اور ہین یون سقیم | فانحم بحق النبی الکریم
ہمیشہ ترا فضل ہم پر رہے | دعا ہم کرین روح آمین کہے

[illegible]

پلا ساقیا وہ انگوری شراب | کہ ہو ہر صحیفہ مرا لاجواب
[illegible] عینان | وَفِیہِمَا عَیْنَانِ نَضَّاخَتَانِ
دیے جا [illegible] | کہ ہو عشق و تمیز دونون کا نام
[illegible] اون سے مجھے | نہ کم اسقدر تو بھلا دے مجھے
مین افراط و تفریط سے ہون نفور | لاوسطہا فی خیر الامور

نہ اتنی رجا ہو کہ بے باک ہوں | نہ خوف اسقدر ہو کہ غمناک ہوں
اسی طرح اقوال و افعال میں | رہے اعتدال اپنے اعمال میں
غرض یہ تو بیخود کیے جا مجھے | شرابِ محبّت دیئے جا مجھے
میں گو ملکِ مستی کا مالک رہوں | صراطِ سویّا کا سالک رہوں
جو اہر وہ بے مثل اب پاس ہوں | کہ اضداد بھی عین اجناس ہوں
عطا کر وہ کنجی بد و نیک کی | کہ ہو قلبِ ماہیّت ایک ایک کی
تو گو ساری محفل کا ساقی رہے | مراتب کی ترتیب باقی رہے
نہیں اس میں اول سے کچھ اختلاف | کہ ہوتا رہا ہے یونہیں انکشاف
خدا کی طرف سے بلا واسطہ | ہوا اسرار سے روح کو رابطہ
ہو آگاہ یا یوں کوئی راز سے | ہو ادراک ہاتف کی آواز سے
فرشتہ کوئی آسے بھیجا ہوا | کہ نبیوں کو پہونچائے حکمِ خدا
من اللہ یا دل کو الہام ہو | کچھ القا سے یا کشف و اعلام ہو
بشارت یہ کچھ خواب میں نافعہ | نگاہوں میں پھر جائے یا واقعہ
یہ سب کچھ ہی وحی خداوندگار | مگر ہاں مراتب کا ہو اعتبار
اگر اس طرح راز ہوں آشکار | تو یہ مسمریزم نہیں زینہار

وہ اک شاخ ہے علمِ اشراق کی | یہ حکمت خداوند آفاق کی

اگر شخص خدمت پہ ممتاز ہو | وہ ہر طرح سے واقفِ راز ہو

جو بندہ خدا تک رسائی کرے | خلائق کے حق مین بھلائی کرے

انھین بھی بتائے وہی نیک راہ | اگر رستے مین ہو رہزنون سے پناہ

وہ جو کچھ کہے مان لینا ہمین | مگر اسکو پہچان لینا ہمین

اٹھا جام کب تک یہ امید وبیم | کہ بہتر سے بہتر ہے عقلِ سلیم

کہین نخل [illegible] کہین عقل [illegible] | کہین اسم موسیٰ کہین بطنِ حوت

رسول و نبی کودکِ شیرخوار | ہر اک کو ملا حکمِ پروردگار

اترتی رہی یونہین وحیِ خدا | مراتب مین لیکن بڑا فرق تھا

فرشتے جو آتے تھے شوکت کے ساتھ | کبھی شان بھی وہ نبوت کے ساتھ

مراسم نہ وہ طور باقی رہے | مراتب جو تھے اور باقی رہے

دیے جا وہ جام حضوری مجھے | نظر آئے ہر فردِ نوری مجھے

رہے خاص یہ رحمتِ ذوالجلال | کہ یُوحی اِلیٰ عَبدِہٖ حال

نہ تا مطمئنہ ہو یہ نفسِ عُول | نہین وحی کا یہ مقامِ نزول

مرکب مین کیونکر سمائے بسیط | کہ آخر صفاتِ بشر ہین محیط

...حبت کے ساتھ	نہ کیون مجھ کو حیرت ہو وحشت کے ساتھ

روایت

علیؑ ولی سے روایت ہی یہ	رسولِ خدا نے صراحت کی یہ
کہ صحرا کو جاتا تھا مین بارہا	وہان یا محمدؐ کی سنتا صدا
کوئی تخت زرّین پہ نوری لباس	ہوا پر معلّق خلافِ قیاس
اگر تخلیہ مین مین ہوتا کبھی	تو آتی تھی آواز اک غیب کی
کہ سن کر جسے کانپتا تھا بدن	کئی مرتبہ یون ہوا جب سخن
تو مین نے خدیجہؓ سے ظاہر کیا	انھون نے مجھے مشورہ یہ دیا
ابو بکرؓ کو ساتھ لو بے ہراس	کہو جا کے سب ابنِ نوفل کے پاس
غرض مین انھین ساتھ لیکر گیا	انھون نے کہا سن کے یہ ماجرا
کہ ابکی پکارے اگر وہ خطیب	جو کہتا ہی سنیے گا ہو کر قریب
غرض پھر جو اک دن وہ آئی صدا	کہا مین نے لبیک تو یہ سنا
انا جبرئیلُ وانت النبی	تشہد سے بھی مجھکو تسکین دی
یہ حالت تھی جب سیدِ پاک کی	تو ہستی ہی کیا مجھ کفِ خاک کی
یہ انکی غلامی کا اعزاز ہی	کہ میرا جو سرمایۂ ناز ہی

چُننے گر خداوند اک فرد کو
کہ پہچانتا ہو جو ہر درد کو

دوا و شفا دیکے بھیجے اُسے
مؤید کرے عالمِ غیب سے

علاجِ خلائق پہ راغب ہو وہ
کسی اجر کا بھی نہ طالب ہو وہ

دوا دے وہ پہچان کر جو مزاج
تو پھر اُس سے بہتر کہان ہو علاج

کوئی ہٹ دھرم گر نہ مانے اُسے
شفا کا خزینہ نہ جانے اُسے

تو بیشک اُسے موت کا ہے مرض
نہ جیتا بچیگا کبھی الغرض

جو کوئی کہے مین نہین ہون علیل
تو دانا ہے سب سے خدائے جلیل

نہ جب تک پیئے گا کوئی وہ دوا
نہوگی کبھی حشر تک بھی شفا

نہ کیونکر ہو صحت مین اُسکی کلام
دوا ہے یہان پر شفا ہی کا نام

یہ ما فوقِ عادت خلافِ قیاس
انھین کی سمجھ تک ہے اور حق شناس

ازل ہی مین جب بدوِ خلقت ہوئی
ہر اک کی جداگانہ فطرت ہوئی

ملا انبیا کو عروجِ کمال
تقرب مین اعلی کمالِ وصال

مشرف ہوے عزت وجاہ سے
ملا علم و حکمت بھی اللہ سے

یہ جو معجزے اُن سے صادر ہوے
وہ خود اپنی فطرت پہ قادر ہوے

وہ اقرب تھے سب سے خدا کے حضور
وہ لاریب بھیجے ہوے تھے ضرور

انھین پہلے پہچان لینا ہمین
وہ جو پھر کہین مان لینا ہمین

مگر مادّہ بھی ہو تصدیق کا
تو کھلتا ہو دروازہ توفیق کا

ہو جسکا کہ بعدِ نبی مرتبہ
وہ تصدیق کرتا ہو بے معجزہ

جو ہین عقل مین اُن سے ہیٹے ہین کم
اُنھین دیکھکر آتے ہین دمبدم

شہادت وہ دیتے ہین ہر بات کی
کہ پہچان ہو کچھ کمالات کی

جو اِن دونون فرقون سے بھی دور ہین
بلا معجزہ وہ تو مجبور ہین

جو ہوتی ہو تسکین حاصل اُنھین
تو ملتا ہو ایمانِ کامل اُنھین

یہ ہین رہروِ کوچۂ اعتدال
مگر ہان مقیمانِ کوئے ضلال

جہالت کے پھندے مین جکڑے ہوے
ہر اک بات پر ضد کو پکڑے ہوے

نہین مانتے کوئی حکمِ خدا
نہین جانتے کچھ خودی کے سوا

خدا کا ہو گیا اس مین سود و زیان
وہ خود کرتے ہین عمر کو رائگان

تو ساقی مجھے نشہ مین چور رکھ
محمدؐ کی اُلفت سے معمور رکھ

فدا ہو جو اُنپر مری جان ہو وہ
وہ جو کہہ گئے عینِ ایمان ہو وہ

وہ عقلِ نبوّت یہ عقلِ عوام
کہان پہونچے اُس حد کو یہ لے خام

یہ اسلام کیا نخلِ شاداب ہو
کہ ہر برگ و بار اسکا نایاب ہو

نہ پہونچے اگر ہاتھ تا شاخِ نخل — تو ہرگز نہین عقلِ انسان کو دخل
جو فرمان ہو مان لینا ہمین — دلائل کو رد جان لینا ہمین

الحکم

پلا ساقیا جامِ عین الصفات — کہ ادراک سے ہی بری کنہِ ذات
کسی کو نہین اِسکی مطلق خبر — کہ ہم کون ہین جا رہے ہین کدھر
پڑے کس لیے کوئی خلجان مین — توقف نہین اپنے امکان مین
یہی فہمِ معمولی و درکِ عام — حقیقت مین ہی منتہائے کرام
جو آندھی چلی فکر و تحقیق کی — بہت علمِ باطن کی تشریح کی
رہی بحث کیفیت و مدرکات — کسی کا نہ مدرک ہوا سرِ ذات
تفاوت تھا جو حسِ امثال مین — پڑے اختلافات اقوال مین
ہر اک زعم مین اپنے کامل ہوا — مگر پھر بھی مطلب نہ حاصل ہوا
رہی اسکی تحقیق اب تک محال — ہین کیا چیز یہ نفس ذہن و خیال
یہ ذی قوتِ باطن و ظاہری — قدیم و ہیولی سے دونون بری
تو ماہیت انکی کھلے کس طرح — پڑھین حوصلے فکر کے کس طرح
مگر اندرونی جو ترکیب ہے — ہمارے لیے وجہ تہذیب ہی

یہ حکمت ہی خلّاقِ آفاق کی — یہی اصل ہی علمِ اخلاق کی

ہین اسباب ہی مورثِ شرّ و خیر — نہین کوئی معلول علّت بغیر

یہ سب گم ہون گو عالمِ ذات مین — مگر شک نہین اعتبارات مین

اُدھر سے نہ ملتے جو ذہن و حواس — تو آتا کہان سے یقین و قیاس

جو واجب کے جلوے سے خالی نہین — تو ہرگز یہ عالم خیالی نہین

وجودِ خیالات کا اعتراف — بتاتا ہی اقرارِ منکر کا صاف

جو خارج نہین ذات سے یہ نمود — یقیناً دوامی ہی کل کا وجود

ہون ظاہر ہین گو ہم تجدّد گزین — فنا استحالے سے ممکن نہین

غرض کچھ ہو انجام و آغازِ دہر — مگر اسقدر تو کھلے رازِ دہر

یہ عالم محلِّ مظاہر ہی کیون — یہ موجود فی الخارج آخر ہی کیون

نہ تھے جب زمان و مکان غیرِ نور — کہان سے ہوا مادّے کا ظہور

یہی داخلی خارجی مُدرِکات — بتاتے ہین مقصود و منشاے ذات

جو مفہوم سے قلب آگاہ ہی — یہ ادراکِ وہبی من اللہ ہی

اگر معرفت اسکا مصقل بنے — تو یہ چھوٹی چنگاری مشعل بنے

اگر کاہلی اسکی مانع ہوئی — تو بے شک یہ تقدیر صانع ہوئی

یہ ادراک کیا شی ہی فی نفسہ — رہا اس مین حیران ہر فلسفی

نہ سمجھا کوئی جز خواصِ خدا — قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ہی کیا

کرین عمر اس فکر مین کیون تلف — یہ اعراض معروض ہین کس طرف

نہ مُدرک ہو جو سرِ امرِ ودود — ہیولی کا ہم مان لین کیون وجود

اگر منتزع ہون حقائق تمام — ہیولی ہی اُسوقت کس شی کا نام

کوئی شی جو معدوم و مفروض ہو — وہ کیا بہرِ اعراض معروض ہو

اگر مان بھی لین ہیولی ہی کیا — نہ معلوم مصداق اسکا ہی کیا

تو کیا ان قضایا سے حاصل ہمین — ضروری نہین سعیِ باطل ہمین

اگر نفس کے اپنے محرم نہین — ہمین خود ہیولی سے کچھ کم نہین

یہ فرضی خیالات و لاف و گزاف — ہی مجذوب کی بڑ کا آئینہ صاف

زہے حکمت و صنعِ ربِ امین — حقیقت کسی شی کی کُھلتی نہین

نہین گو معین فضائے خیال — کل اسرار کا درک ہی پر محال

جز اسکے کہ محسوس فی الذہن ہو — کوئی سمجھے کیا عالمِ امر کو

بتائین یہ پابندِ ظن و قیاس — کہ تلخی ہی کیا چیز کیا ہی مٹھاس

جو ہو ظنِ محضِ اور فرضی خیال — وہان گُلگُلے کا اثر ہی محال

نہو کلّیہ تو قیام اصول — ہو کس طرح اسکا جہان ...

انھین خاص وجہون سے اس علم کا — نہ اب تک کوئی مسئلہ ...

رہا اجتہاداتِ ذہنی مین شک — نہ کامل ہوا فلسفہ آج تک

زمانے کے پرزے تو چلتے رہے — اصول اسکے لیکن بدلتے رہے

ہوا مستعد اس پہ ہر ذی کمال — رہی اسکی تکمیل لیکن محال

محقق بنے گو کرام و کبار — بالاجماع کچھ بھی نہ پایا ...

تفاوت ہی جو درک و افہام مین — گھرے اختلافات و اوہام ...

یہ حاصل ہوا کچھ بھی حاصل نہ تھا — کوئی ان مین انسانِ کامل ...

بڑھے فلسفی اسطرف کیا مجال — یہی عجز ہی اسکی قدرت پہ دا...

نہ جب تک ہو روح القدس کی مدد — ہی بیفائدہ اس طرف جدّ و ...

یہ احساس فی الذہن و درکِ خیال — ہی جلوہ گہِ قدرت ذوالجلا...

تو اب فطرتًا یہ ضرورت ہوئی — جہان مین رہے فردِ کامل ...

اٹھا دے جدا اسکے دل سے حجاب — ہو القاؤ الہام سے فیضیا...

نہ جب تک مکمل ہوئی راہِ نور — مسلسل ہوا انبیا کا ...

یہ ظاہر ہو توریت و انجیل سے — نہ تھے وہ نبی غیر کے وا...

جو کامل ہوئی رحمتِ ذوالجلال
محمدؐ کو بخشا گیا یہ کمال

ہوئی آپ کے دم سے تکمیلِ دین
محمدؐ ہوے افضل المرسلینؐ

وہ تکمیل کیا ہے بتاؤ نگا مین
ذرا دور چل کر دکھاؤ نگا مین

تھا جس عین کا ظل کلامِ رسُل
یہان جلوہ گر تھا وہی عینِ کل

تھے الفاظ عینِ تمثُل تمام
بنا امرِ روح القدس خود کلام

کلامِ خدا ذاتِ شئ ہو گیا
یہ تاریک کوچہ بھی طی ہو گیا

سنا اہلِ ادراک نے لا کلام
محمدؐ کے منھ سے خدا کا کلام

ہوئی ایسی عینیتِ تامّہ
محمدؐ ہوے رحمتِ عامّہ

یہ فرما دیا کھُل کے با صد طرب
کہ ہین جنّتی اہلِ توحید سب

فَاَسْلَمْتُ لِلّٰہِ جس نے کہا
نہ اسلام مین اُسکے کچھ شک رہا

جسے ذاتِ واحد کا ایقان ہی
کوئی ہو وہ لیکن مسلمان ہی

کہا پھر کہ مشروطِ نیّت ہوئی
جزا و سزا جملہ اعمال کی

اسی ایک جملے مین ہین لا کلام
نظامِ جہان کے مسائل تمام

کہا پھر کہ دنیا مین ای اہلِ نور
ہو تم مجھ سے اَعلم میانِ امور

رخِ صدق پہلے دکھا یا ہین
پھر آزادِ کامل بنا یا ہین

اوامر نواہی حلال و حرام — مفصل بیان کر دیئے لا کلا

پھر اس طرح ان سب کی توجیہ کی — کہ علّت بھی ظاہر ہو ہر امر کی

یہ تھی جامعیّت بحکمِ خدا — کہ ہر امر اک کلّیہ ہو گیا

دکھا یا پئے اہلِ حُسنِ خصال — مصالح کا اور راستی کا کمال

بحکمِ خدا کی یہ تادیبِ نفس — مکمّل ہوا علمِ تہذیبِ نفس

مخالف موافق کوئی ہو مگر — نہین اُسکو تقلید سے اب مفر

جسے عدل و توحید پر ہی یقین — ہمارا مقلّد ہی کچھ شک نہین

خداوند کو ایک جانین گے ہم — محمدؐ کا احسان مانین گے ہم

جو پائے بھی کوئی یہ وہی کمال — تقدّم محمدؐ پہ اب ہو محال

اُنھون نے دکھائی جو راہِ یقین — قیاسات کو دخل اُس جا نہین

خدا کی طرف سے جو طے ہو گیا — گذر اُس مین کیا اجتہادات کا

بنا قولِ فیصل جو حق کا کلام — ہوا علمِ تہذیبِ نفسی تمام

مگر قابلِ خوض ہین وہ امور — کہ ہر علم جنکا بشر کو ضرور

کمی ہو نہ تفصیل و تدقیق مین — بڑھے جائین ہم راہ تحقیق مین

بڑھے تجربہ اور ذوقِ نظر — رہین تا ترقی پہ علم و ہنر

اثر طبعی بہت ایسے آثار ہین جو بے تجربہ محض بیکار ہین

یہ جسمی کو الفت نہانی عیان حِکَم کے مصادر ہین ای رازدان

جواہر کی کیفیتِ مستقل بتاتی ہی اعراض ہین منتقل

ارادہ ہو ادراک ہو یا نظر یہ کہتے ہین علم القوی ہو اگر

تو ظاہر ہو ماہیتِ جملہ شی ہو درکِ حقائق کی منزل بھی طی

جو تفسیرِ اسبابِ عالم ہو سمجھ لون مین فطرت کے اسرار کو

یہی معجزہ جو کرامات ہے کہ انسان خود اک طلسمات ہی

ان اسباب مخفی کا ہے جو علم انھین خرقِ عادات کہتے ہین ہم

جو اکثر کا عالم ہو وہ فرزانہ ہی کہ ہر شی کی فطرت جدا گانہ ہی

قوی باطنی خمسہ ظاہری انھین سے ہی بنیاد ہر علم کی

موقع ہوئین جس قدر قوتین ہین سب ہم مین موجود وہ قدرتین

انھین کام مین ہم نہ لائین اگر تو بہتر ہین ہم سب سے پھر گاؤخر

کہ وہ اپنی فطرت کے پابند ہین اسی حال مین شاد و خرسند ہین

گوئی جتنے مذموم و محمود ہین یقیناً وہ سب ہم مین موجود ہین

جہانتک جسے علم حاصل ہوا نبی و ولی اور کامل ہوا

نہ ہوان مین جو قوتِ انتظام
تو بیکار رہین یہ برائے عوام

ملی ہی جنھین قوّتِ فیصلہ
وہ طے کرتے رہتے ہین ہر مرحلہ

سبب ہو کوئی یا سبب کا سبب
قوانینِ قدرت کے تابع ہین سب

نہ بدلی کبھی فطرتِ ذوالجلال
جہانتک ہو اس علم مین ہو کمال

قوائے مجرّد کا احساس و درک
بتاتا ہی ہر چیز کا اخذ و ترک

ہو علم اوّلین تجربہ یا نظر
ہین سب تحتِ فطرت مین ای باخبر

یہ ابطالِ باطل یہ احقاقِ حق
تصفّح کے قانون کا ہی سبق

ریاضی فلاحت یہ کیمسٹری
اسی سے ہوے مائلِ برتری

جیالوجی سائنس علمِ کلام
طب و علم الاصوات و علمِ نظام

یہ علم الصّنائع یہ علم الاصول
یہ علم المناظر یہ شرحِ نقول

غرض علم و فن جسقدر آج ہین
ہمیشہ تصفّح کے محتاج ہین

بڑھے جسقدر تجربہ اور نظر
کمالاتِ فطرت سے ہو گی خبر

ضروری ہی یہ امر بے اشتباہ
کہ اگلون کے ہون تجربے پیشِ راہ

نہ جب تک ہو کل تجربون پر عبور
ترقی مین نقصان ہو گا ضرور

اسی واسطے بہرِ تکمیلِ علم
شریعت مین ہی فرض تحصیلِ علم

ہون جب تک نہ ہم قابلِ اعتماد ۔ بنین کس طرح صاحبِ اجتہاد

مقولہ ہی یہ خضرِ آگاہ کا ۔ کہ انسان خلیفہ ہی اللہ کا

خلیفہ ہو جسکا اُسی پاک ذات ۔ ہو ویسا ہی ذی اختیار و صفات

مجازاً دیا جاوے جو اختیار ۔ وہ ہو اپنے پایہ پہ کامل عیار

اگر کچھ بھی ہو نقص کامل نہین ۔ خلافت کا مقصود حاصل نہین

کسی کو کہین جو کوئی پادشاہ ۔ روانہ کرے دیکے فوج و سپاہ

کل اسباب بھی رزم کے بزم کے ۔ مہیا رہین ساتھ ہی عزم کے

کل اسرار پنہان سے دیکر خبر ۔ حکومت بھی دے ملک پر مال پر

امیر و رعیت کو تاکید ہو ۔ کہ ہر امر مین اسکی تائید ہو

جن اشیا پہ بخشے اُسے اختیار ۔ نہ ممکن ہو ان نعمتون کا شمار

وہ پہونچے وہان تو زراہِ ستم ۔ معطل کرے فوج کو یک قلم

کل اسباب کو توڑ کر پھوڑ کر ۔ اکیلا رہے سب سے منھ موڑ کر

جو اشیا پہ بخشا گیا اختیار ۔ اُسے جبر مانے وہ بیہودہ کار

ملی ہو جو تمییزِ نیک و زبون ۔ اُسے سلب سمجھے وہ تیرہ درون

حکومت کو کھو دے وہ ناحق شناس ۔ شکایت ہو لب پر بجاے سپاس

لکھے پھر وہ سلطان کو برملا — مین ہون رات دن مبتلاے بلا

نہین بخشش شاہ مین کچھ کلام — یہ روتا ہے اپنے کیئے کا تمام

یہ نہین ذاتِ اقدس نے ای پاک ذات — مجازاً دیے ہم کو اپنے صفات

حواس و خرد عزم و نفس و وجود — ترقی کی قوت میانِ شہود

کہ ہم دل سے شکرِ عطایا کرین — فرائض کو فطرت کے پورا کرین

یہانتک ملے ہم کو اپنے صفات — وہ سب کر دیئے ہم نے منسوبِ ذات

نہین جن صفاتِ نہان کی تمیز — تامل سے ڈھونڈھین اُنھین ای عزیز

جو عارف ہین وہ اس سے آگاہ ہین — خواص و اثر سب من اللہ ہین

جسے معرفت اپنی حاصل ہوئی — یقیناً وہی ذات کامل ہوئی

بھٹکتا پھرون کیون مین ہر راہ مین — تغیر نہین فطرۃ اللہ مین

ترقی کا ہر دم رہے یہ خیال — کہ ہو علمِ فطرت مین پیدا کمال

یہ تکمیل کی دھن مین پیہم رہین — نہایت کو بھی ابتدا ہی کہین

رہے تا دمِ مرگ اِسکا یقین — کمالات کی کوئی غایت نہین

ہون محدود کس طرح ای خوش صفات — صفات اُسکے طاری ہین عینِ ذات

جو خارج نہین ذات سے کوئی شی — نفوس و مظاہر مین پھر کون ہی

عدم جسکو کہتے ہین ہی محض ذات
ترقی کا عالم ہی شانِ صفات

نہین علمِ فطرت سے جسکو خبر
کسی طرح کامل نہین وہ بشر

سنبھال اب تو اے ساقیِ دلستان
کہان تھا بہک کر مین سہونچا کہان

وہ مے دے کہ ساقی تجھے مان لون
کل اسبابِ مخفی کو پہچان لون

ترا فیض ہر وقت شامل رہے
حضوری تری مجکو حاصل رہے

وہ مے دے کہ حاصل ہو تمیز تام
علیکَ الصَّلوٰۃُ علیکَ السَّلامُ

ادب

پلا ساقیا جامِ راحِ کریم
وَ فتّح لنا بابَ فضلٍ عظیم

برابر چلے دورِ جامِ شراب
کہ مغرب سے نکلا نہین آفتاب

کشش ہی جو اَلحُبُّ فِی اللہِ کی
فَمَا دُمتُ اَطلُبُکَ فِی حُبِّہٖ

نہین مجکو دوری سے کچھ اضطراب
کہ ممکن نہین روح سے کچھ حجاب

برابر ہین مجکو شہود و غیوب
فَمَا عِندَکَ یَا مُرَادَ القُلُوب

وہ مے دے محبت کی گرمی بڑھے
شدائد مین دشمن سے نرمی بڑھے

جو ہی خاک اس در کی قلبی لدیہ
لقد حرّمَ اللہُ نارًا علیہٖ

کہ سوزِ غمِ عشق کے روبرو
جہنم ہے اک موجۂ آبجو

پلادے تو وہ ساغرِ آفتاب — یکون من النار لی الحجاب

کہانتک خیالِ سپید و سیاہ — نگر قلب مومن ہو عرشِ الٰہ

بنادے جو تو میرے دل کا مکان — ابنی منہ لک مثلہ فی الجنان

ادر کاس راحٍ وقل فاشربون — کہ دار الامن ہو یہ دنیائے دون

نہین دھیان جسکو تری بات کا — وہ پتلا ہو تضییعِ اوقات کا

پلا مے اُٹھادے حجابِ خیال — وقل ظلک اللہ تحت الظلال

اُٹھا جام دے وہ شرابِ حلم — کہ گم ہو یہ افسانۂ کیف و کم

مئے ناب مین تو پلادے وہ شے — کہ ٹپکے ہر انداز سے رنگِ مے

بڑا معرکہ نفس و شیطان سے ہے — یہ ہنگامہ سب عقل و سامان سے ہے

وہ مے دے جلادے جو نخلِ ملال — نہو گلشنِ قلب تا پائمال

خودی کی نہ باقی رہے بیخ و بن — من اتقی السلاح فہو امن

وہ مے دے کہ بیخوف و بےغم ہوئین — نہ پھر موردِ رنج و ماتم ہوئین

کہ عاشق ہر آفت سے ہو بےخلل — لفی روضۃ الجنۃ لم یزل

وفیہا بانعام رب المنون — لہم ما یشاؤن ما یدعون

وہ مے دے خبائث سے مین پاک ہون — عزیزِ دلِ اہلِ ادراک ہون

نہ جس دل مین ہو خدشۂ زشت و خوب
ہُوَ طَیِّبُ الرَّجِیْ عِنْدَ الْقُلُوْبِ

وہ مُے دے بچائے جو آثام سے
نکالے مجھے قیدِ اصنام سے

چھپا دے معاصی مرے مو بمو
فَمَنْ سَتَرَ رَجُلًا اَنْسَتَرَ لَہٗ

وہ مُے دے کہ رحمت سے گہری چھنے
وہ مے جو حجابِ معاصی بنے

اِذَا اَحْدَثَتْ فِیْ ذَالِکَ نَتِیْجٌ مُّبِیْنٌ
وَرَبِّیْ لَفِیْ عَوْنِ عَبْدٍ مُّعِیْنٍ

پلا مُے کہ دوری گوارا نہین
کوئی تجھ سے بڑھکر ہمارا نہین

کریگا جو کچھ خیر تو اے جمیل
ہُوَ فِیْ سَبِیْلِ الْکَرِیْمِ الْجَلِیْلِ

وہ مُے دے کہ پیتے ہی مدہوش ہون
خطاؤن سے بچکر خطا پوش ہون

پلا دے مےِ ناز کے خُم کے خُم
وَقُلْ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ ذَوْقِکُمْ

کہ دن رات پیتا پلاتا پھرون
نہ رندون سے آنکھین چراتا پھرون

وہ مُے دے کہ رہجائے عالم مین بات
اَنَا ضَیْفُکُمْ فَاَکْرِمُوْا یَا ثِقَاتْ

ازل سے ترا مجھپر احسان ہے
مے و جام پر میرا ایمان ہے

وہ مُے دے کہ راضی ہون مردانِ راہ
یقیناً مجھے اجر دیگا الٰہ

فَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ مُؤْمِنٍ
اَلَیْسَ لَہُ اللّٰہُ فَبِمُحْسِنٍ

ترے جود سے ہر گدا سیر ہے
مجھے بھی ترے حکم کی دیر ہے

وہ مے دے ہون مرنے پہ زندہ جنکے ساتھ — محبت پڑھے جسکی تربت سے زندہ دلونکے ساتھ
جسے دردِ دل کی خبر ہی نہین — وہ کیا جانے مستونکے ارکانِ دین
نماز انکی حیرت فنا انکا صوم — زکوٰۃ انکا مرنا جہاد انکا لوم
نہین سخت گیری پسندِ عفو — وَمَنْ سَہَّلَ فَاللّٰہُ سَہَّلَ لَہٗ
وہ مے دے کہ کامل ہون اعمالِ خیر — نہ ہون کچھ بھی سرزد جز افعالِ خیر
تو پھر کیا غمِ سیئات ای ہدیٰ — فَاِنَّ الحَسَنَاتُ یُذْہِبْنَہَا
وہ مے دے کہ تجھ سے نہ پردا رہے — زمانہ جو چاہے وہ بکتا رہے
نہین کچھ غمِ طعنۂ اہلِ قال — اِذَا نِلْتُ خَیْرًا لِاَعْلٰی صَحْبِ حَال
وہ مے دے کہ رندونمین ہل چل پڑے — تحیر سے عالم مین کھلبل پڑے
رہے حسن و شانِ ظہورِ صفات — فَانْظُرْ اِلٰی ہٰذِہِ الْبَیِّنَات
پلا دے وہی ساغرِ راحِ نور — کہ تلچھٹ ہو جسکی شرابِ طہور
وہ مے دے تو ہی تو ہو ہر بات مین — درخشان ہو خورشید ذرات مین
یہ آئینہ خانہ ہی عالم نہین — رَاَیْتُ مِرَارًا بِعَیْنِ الْیَقِیْن
وہ مے دے کہ عالم مین اک شور ہو — ترے مست کا ہر طرف زور ہو
ترا نور ہر شکل مین جلوہ گر — اِذَا رُفِعَتِ الْحُجُبُ اَیْنَ الْمَفَر

بلا مجھ کہانتک یہ پاس ادب   تری خود نمائی کا جلوہ ہے سب

نہ دیکھیں جو ہم تو ہمارا قصور   وَاِنْ اَنْتَ نُوْرٌ وَاللّٰہُ نُوْر

ارادہ ترا دہر کا منتظم   وَفَاكُرِمْ مَقَامِیْ وَلُطْفُكَ اٰدِمْ

ترا ہیچ کیا میرے عصیان سے   نہ منہ موڑ تو اپنے احسان سے

بلا مجھ بڑھا ظرف بھی اسی وجہ   لِفَیِ الشُّکْرُ یَغْلِیْ دِمَاغُ السَّفِیْہِ

نہیں مے پرستی سے دین مین خلل   ہے مشروطِ نیّت جزائے عمل

وہ مے دے پلا دون زمانے کو مین   بنا دون فلک بادہ خانے کو مین

بنے کہکشان [illegible] انجم جام   سبو جے بنین رشکِ ماہِ تمام

اثر کون کا ہے میری گفتار مین   مین ڈوبا رہون رنگِ دیدار مین

خدا اسکا طالب ہے بے اشتباہ   ھُوَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ الْاِلٰہ

یہ کیا لطف ہے دوست و دشمن کے سات   کہ معبود ہے عبد کے ظن کے ساتھ

نہیں جو طلبگارِ دیدِ خدا   فَلَنْ یَّھْتَدُوْا وَھُمْ اِذًا دَائِمَا

وہ مے دے کہ مجھ سے ترا دل ملے   وہ مے جس سے تمییز کا دل ملے

نہ ہو کچھ بھی اسکی رضا کے خلاف   عَلٰی مَا ھُوَ اَخْوَفُ مَا اَخَاف

جو الفت ہو دل سے کسی ماہ کی   محبت ہو اَلْحُبُّ فِی اللّٰہ کی

اوامر ہین بہرِ حصولِ جمال ‌ ‌ وَاِنَّ النَّوَاهِيْ لِرَفْعِ الْجَلَالِ

ہو جو حکمِ خالق کا پابند تر ‌ ‌ ہو محبوب تر مجھکو وہ سیمبر

نہو گا وہ راہِ طلب مین سقیم ‌ ‌ مَنِ اسْتَمْسَكَ بِالْكِتَابِ الْكَرِيْمِ

وہ مرد ہے جو نورِ صراطِ حمید ‌ ‌ وہ مرد جو فروغِ کلامِ مجید

نہ کیون قابلِ رد ہو وہ ای وجیہ ‌ ‌ مَنْ اَحْدَثَ لَفِي الْاَمْرِ مَا لَيْسَ فِيْهِ

وہ مرد ہے سکھا دے جو حسنِ ادب ‌ ‌ سما جائے رگ رگ مین فرمانِ رب

محارم ہین عینِ حقوقِ خدا ‌ ‌ وَاِنْ هُمْ يُرِيْدُوْنَ اِتْلَافَهَا

تمیز و ادب عشقِ صادق مین ہی ‌ ‌ بڑا فرق مخلوق و خالق مین ہی

کہے مَا عَرَفْنَا جو تو ای عفو ‌ ‌ فَمَنْ يَّدْرِكُ حَقَّ اِدْرَاكِهٖ

وہ مرد ہے کہ رندی کا معیار ہون ‌ ‌ ترا مست ہو کر مین ہشیار رہون

جو کرتے ہین مرشد پرستی عوام ‌ ‌ فَاَنْتَ اَحَقُّ بِهٖ مِنْ كِرَامٍ

جو سنت مین فانی ہو صوفی فقیہ ‌ ‌ هُوَ مُرْشِدٌ كَامِلٌ وَاَنْتَ فِيْهِ

بلا مرکہ گذری ہی حد سے طلب ‌ ‌ نہ چھوٹے کہین یہ مقامِ ادب

ہی یہ خاص اکرام و لطفِ الٰہ ‌ ‌ يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ مَنْ قَدْ هَدَاهُ

وہ مرد ہے جو ہو ماحیِ خبط و غول ‌ ‌ نہو ترک تیرا کوئی فعل و قول

بناے دغا رہتی ہی کالعدم | فَمَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ زُوْرٍ ظَلَمْ
نہ قائم ہوں جب ہم ترے حکم پر | فَاَنّٰی لَنَا خَیْرُ زَادِ السَّفَرْ
وہ دے جابرا بروہی جام مُل | کہ اغراضِ نفسیہ ہٹ جائین کل
ھُوَ نَاجِیْ مَنْ عَفٰی مِنْ اَخِیْہِ | وَمَنْ حَفَرَ بِئْرًا اَنْکَبَّہٗ لِفِیْہِ
کہ مومن کو جائز نہیں بدخیال | ہیں پر تین دن منتہاے ملال
ہوئی تجھ سے ظاہر رضاے خدا | فَمَنْ کَذَّبَ اِنَّہٗ قَدْ غَوٰی
ترے طالبِ حُسن اہلِ عقول | ھُوَ ضَالٌّ مَنْ اٰضَاعَ الرَّسُوْل
وہ مے دے بنا دے جو مستِ الست | نہ رہجائے دل میں غمِ نیست و ہست
جو بنتے ہیں مومن یہ اہلِ نفاق | یَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ ظَنَّ الْفِرَاق
محبت کی ہو راستی پر بنا | فَمَنْ غَشَّنَا لَیْسَ مِنْ صَحْبِنَا
جو تقویٰ کا عامل ہو بہرِ نمود | فَلَنْ یَّسْتَطِیْعَہٗ مَعَکَ الْخُلُوْد
وہ مے دے جو خاصانِ حق کی غذا | وہ مے جو مریضانِ غم کی دوا
مگر تیرے دل کی سمائی سے ملے | تنک ظرفیوں سے رہائی ملے
نہ کیوں واجب القدر ہو تیری ذات | لَعَلَّمْتَنَا خَیْرَ حِلْمِ الصِّفَات
وہ مے دے معارف سے آگاہ ہوں | نظارہ کُنِ لِیْ مَعَ اللّٰہِ ہوں

ترا سب پہ احسان ہو نا گزیر
نہ پیرو ہون کیونکر اکابر ترے
مگر جان نثاران دنیائے دون
وہ مجھے جو حق سے ملادے مجھے
بجائے خدا ہی تو روحی فداک
خدا کی اطاعت اطاعت تری

أَمَاذَتِ الْبَرَايَا بِخَيْرِ كَثِيْرٍ
سراج السُّبُل ہین اوامر ترے
يُفِرُّوْنَ مِنْهَا وَهُمْ كَارِهُوْنَ
وہ مجھے دے جو حق مین دکھادے تجھے
عَصَى اللهَ يَا سَيِّدِيْ مَنْ عَصَاكَ
اُسی کی محبت محبت تری

وہ مجھے دے کہ تیرا رہون تا ابد
محمد محمد کہون تا ابد

الہامین

تمییز

کہان ہو تو اے ساقی پُر خرد
وہ مجھے دے کہ کچھ تجھ سے پروا نہو
یہ اپنی طبیعت پہ قادر ہون ہین
جہان نفس کی اپنے پروا نہین
ہمین جب کھینچے ہون کسی کی طرف

کہ لازم ہو مستون کی تجکو مدد
کسی شی کی مجکو تمنا نہو
تمنا اگر ہو تو کافر ہون مین
وہ حکم خدا ہو تمنا نہین
اُسے خاک کھینچین گے اپنی طرف

جو راہِ قناعت کا سالک نہین
وہ متروکِ دنیا ہی تارک نہین

جس انسان کو قابو نہین نفس پر
تمنا کا محکوم ہی وہ بشر

جو حاکم نہین اپنے جذبات کا
اُسے لطف ہی کیا کسی بات کا

یہ داخل ہی فطرت کے اسرار مین
کشش ہی رُکاوٹ مین انکار مین

رُخِ یار ہی جلوہ گر بے حجاب
امید و تمنّا ردا و نقاب

گلہ ہی عبث حق سے اغماض کا
فرائض مین کیا دخل اغراض کا

غرض ہی ہی متاعِ خیر و کمال
امیدون کو للہ دل سے نکال

وہ مَی دے ملے بیمرادی مجھے
نہ ہو حسِّ آلام و شادی مجھے

محبت مین گو سر بسر درد ہون
جو اک حال پر ہون مین تو مرد ہون

مقولہ ہی یہ ایک ذی حال کا
کہ دشمن بھی مصلح ہی اعمال کا

نہ دشمن ہین بد گو نہ اہلِ حسد
اگر ہین تو دشمن ہین اخلاقِ بد

وہ مَی دے کہ جو جانِ ہشیار عُمر
گزر جائے پیتے پلاتے یہ عمر

نہ چھوڑونگا مین طرزِ مستی کبھی
نہ بھائیگا اندازِ پستی کبھی

ہو گو لاکھ پیری سے حالت خراب
رہیگا طبیعت کا یونہین شباب

بقا مَی کو کوئی دم تو راسخ ہو
حیاتِ ابد کیا اگر رنج ہو

وہ مردے فلک جی ہی جی مین کٹے — غنیمت ہی جو دم خوشی مین کٹے

گلابی کہان صبح کے جام مین — کہان راحِ گلگون خُمِ شام مین

مہ و خور مین گردش کہان جام کی — شرابِ شفق ہی تو کس کام کی

ہی زہرہ مگر نغمہ زنی کہان — یمِ کہکشان مین بطِ مے کہان

کچھ اس دور سے کام چلتا نہین — خُمِ چرخِ گردان اُبلتا نہین

سلوکِ فلک پیچ در پیچ ہی — نہو جس سے کچھ فیض وہ ہیچ ہی

نہین بانگِ طبل و دہل شورِ عشق — گھٹے گا نہ مرنے سے بھی زورِ عشق

جو مٹ جائے دل سے وہ حسرت نہین — جو کم ہو سکے وہ محبّت نہین

بھڑکتی رہے آتشِ شوقِ دید — تَقُوْلُ الْجَہَنَّمُ ہَلْ مِنْ مَّزِیْد

ترا سوزِ غم ہی تو کچھ غم نہین — مرا قلب دوزخ سے خود کم نہین

نہ کیون نور ہو قلبِ ناکام مین — ترا عکسِ رُخ ہی مرے جام مین

شریعت ہوئی ختم باقی ہی وحی — ہین عشّاق سرمست ساقی ہی وحی

سمجھتے ہین اہلِ خبر بالیقین — کہ لَا وَحْیَ بَعْدِیْ کسی جا نہین

دیے جاوہی بادہ اے خوش یقین — عَسٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ

نہ ہو جور تو کیا ہی قدرِ وفا — اَلْاَشْیَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِھَا

دکھا منہ ہٹا دے نقابِ جلال — کہ ربّی جمیلٌ یحبُّ الجمال

پلادے جا وہی ساغرِ راحِ ناز — کھلے لِی معَ اللہِ وقتٌ کا راز

جو وقتٌ مین وحدت کی تنوین ہی — وصالِ دوامی کی تحسین ہی

نہ الحبُّ فِی اللہِ مین ہو قصور — وَھٰذَا ھُوَ مِنْ اَھَمِّ الْاُمُوْر

یہ بیجو دبنا دے اُسی جاہ مین — نہو شرک حُبٌّ معَ اللہ مین

ایقان

پلا ساقیا وہ مئے بے مثال — کہ زورون پہ ہو رحمتِ ذوالجلال

یہان تک نہ مجھے جوشِ مستانہ ہو — کہ ساری خدائی ہو میخانہ ہو

پرکھتا ہی رندون مین توکیا مجھے — ابھی تونے مجھے دیکھنا ہی تجھے

چلا جائے یونہین ترا دورِ جام — کہ دل بستگی کا نہین یہ مقام

پلا مے بڑھا دیدِ حق کی طلب — کہ معقول و موہوم ہی خلق سب

عوام اور معقولی و باکمال — نظر آئین سب مستِ جامِ وصال

اُٹھا جام ہان سب سے اکمل ہی تو — کہ اس بزم مین فردِ اوّل ہی تو

پلا مے بڑھا جذبۂ عینِ ذات — کہ ہون تابعِ عشق جملہ صفات

کچھ ایسا نہ مجھے محوِ مقصود کر — نہ ہو غیر مشہود کی کچھ خبر

یہ اسلام ایمان سے معمور ہو | کہ علم الیقین عالمِ نور ہو
تشخص ہی جو ہر بد و خوب مین | فنا ہو یہ سب ذاتِ محبوب مین
پلا مے دکھادے وہ عینِ شہود | کہ واجب ہو بالذّات جسکا وجود
حوادث مین بھی رکھ مجھے مستقیم | کہ موجودِ مطلق ہی ذاتِ قدیم
نہ وہ جز کہ کل کا تقاضا رہے | نہ وہ کُل کہ محتاج اجزا رہے
یہ ہر فردِ موجود کا اختلاف | بہر حال محض اختراعی ہی صاف
کہ مطلق تشخّص مین ہر ذات کے | تغیّر نہین استحالات سے
پلا مے عطا کر فنا مین بقا | کہ آخر محبت کا حاصل ہی کیا
حقیقت کی غایت ہو ہر میری بات | فنا ہون مین باقی رہے تیری ذات
وہ تجرید کی شان ہو جلوہ گر | نقیضین کا ہو نہ جس مین گذر
دکھادے وہی ہستیِ مطلقہ | جو اہر بھی اعراض ہون جس جگہ
پلا مے مٹا قصّۂ فرع و اصل | نظر آئین تا متحد جنس و فصل
نہ کیون کل پہ ہو ذاتِ مطلق محیط | کہ خارج مین ہی ہر مرکب بسیط
وہی علم و عالم ہی معلوم ہی | یہ سب وہم و تعبیر و مفہوم ہی
نہ کیون اعتباری ہون یہ ممکنات | کہ علمِ حقیقی بھی ہی عینِ ذات

وہ مخو دے کہ یہ شرک موقوف ہو ۔ کہ ہر اک صفت عینِ موصوف ہو

نہین رویت طلب جز مقید نہ ہون ۔ کہ پھر لن ترانی کا مورد نہ ہون

تجدد کے پڑتے رہین گو حجاب ۔ حقیقت مین ممکن نہین انقلاب

یہ اطلاق و تقیید کا انتظام ۔ یہ تشبیہ و تنزیہ کی بحثِ خام

تعین کی ساری کرامات ہی ۔ اگر یہ نہو ذات ہی ذات ہی

نہ تھی عینِ حق گر یہ شانِ شہود ۔ تو خارج مین آیا کہان سے وجود

کہان تک یہ جھگڑے پلٹ دے وہ جام ۔ فنائے اتم ہو بقائے تمام

من اللہ دل مین یہی جوش ہو ۔ مگر ساتھ ہی اسکے یہ ہوش ہو

کہ لوگون کو رستے یہ لاتا رہون ۔ خواصِ عمل بھی بتاتا رہون

جو کوئی کہے یہ موحد ہون مین ۔ نہین ایک کا بھی مقلد ہون مین

تو ہرگز نہ مانین گے ہم اُسکی بات ۔ کہ باقی ہی اب تک تمیزِ صفات

اُسے اسکی تمییز کیونکر ہوئی ۔ کہ مین ہون موحد کہ مین ہون ولی

جو فانی ہی وہ خود فراموش ہی ۔ جو بولا تو بیشک اُسے ہوش ہی

نہ جب تک خدا اُٹھا دیتا تھا حجاب ۔ محمد نہ کرتے تھے ہرگز خطاب

کوئی دم جو کرتے تھے دربار وہ ۔ تو پھر توبہ کرتے تھے سو بار وہ

وہ گو اختیاری تھا اُنکا مقام | تعیّن تھا لازم برائے کلام

ہو عینِ شہودات پر جو نظر | ہو کیا عقلِ جزئی کو اسکی خبر

ہو تعمیل دل سے جو فرمان ہو | کہ ایمانِ بالغیب ایقان ہو

اگر جذبۂ شوق ہو اس قدر | کسی کی نہ باقی رہے کچھ خبر

تو بیشک وہ ہر طرح سے ہے معاف | ملامت سے تہمت سے بھی پاک و صاف

موحّد اگر صاحبِ ہوش ہو | تو لازم ہے اُسکو صفا گوش ہو

اگر سنکھیا کو بھی جانے وہی | تو اُسکے اثر کو بھی مانے وہی

رہے معتبر طرزِ حسنِ عمل | شریعت میں آنے نہ پائے خلل

کہ جب تک نہ تمیز گم ہو تمام | بجا ہیں خواصِ عمل لا کلام

نہیں کفر وحدت تیقّن کے ساتھ | مگر شرک ہے وہ تعیّن کے ساتھ

ہوا اسلیے یہ عرب میں ظہور | ہمیں جامعِ کُل بنائیں حضور

سکھائے وہ آدابِ کسبِ معاش | کہ مردانگی سے کریں ہم تلاش

ہوں اس شان سے دہر پر حکمران | کہ کسریٰ و قیصر کا کھو دیں نشان

بتائی وہ ترکیبِ حسنِ عمل | کہ بنجائیں ہم مُصلحینِ ملل

یہ کامل ہوں ہر سیرتِ خوب میں | تھے جیسے نبی آلِ یعقوبؑ میں

[illegible] حقیقت [illegible] وہ جلوہ گاہ — کہ عینِ یدُ اللہ جس پر گواہ

محمدؐ سے بڑھ کر عروجِ مقام — کسی کو نہ حاصل ہوا لا کلام

وہاں تھے جہاں کوئی صورت نہ تھی — ہماری اُنھیں کچھ ضرورت نہ تھی

اُنھوں نے تنزل گوارا کیا — لحاظِ مراتب ہمارا کیا

[illegible] طرف سے بنے وہ کلیم — سنائی ہمیں وہ کتابِ کریم

[illegible] حرف ہیں جسکے یہ آب و تاب — کرے اُس سے کسبِ ضیا آفتاب

برائے یقین و علوم و قیاس — برابر سمجھ لیں منازل شناس

[illegible] کچھ اور صورت نہ تھی — اب اس سے زیادہ ضرورت نہ تھی

تھی [illegible] کرامات کی — علی قدرِ عقلِ بشر بات کی

[illegible] ہو جو کوئی [illegible] — تو ممکن نہیں اُس بشر کی نجات

[illegible] دل سے توبہ کرے — شریعت کا دم مرتے دم تک بھرے

تو [illegible] دل کھلا — گلابی مئے عشقِ احمد پلا

جو احمد بنتے ہیں مکار ہیں — ہمیں تو محمد ہی درکار ہیں

مقام

[illegible] شرابِ حیات — ھُوَ حیٌّ ھُوَ قائمٌ باالذات

مرا نورِ دل بحرِ موّاج ہو — یہ گوہر ترا درّۃ التاج ہو

نہ کر خودستائی کا تو کچھ خیال — کہ یہ بھی ہے اک انعکاسِ جلال

ملے ابکی وہ موجِ ذات سے — جو کر دے منزّہ خیالات سے

وہ روحِ مجرّد عن المادّہ — دکھا دے مجھے ہستیِ مطلقہ

نہ بھولوں اثر پر کسی چیز کا — کہ عالم میں ہی لطف تمیز کا

اگر منقبض ہوں تو پہونچوں وہاں — یہ کونین ہوں اک نقطہ جہاں

جو ہو عمر کی کمی پر نظر — ہزاروں برس ہوں اک لمح البصر

جو وسعت کا طالب ہو شوقِ نہاں — ہوں نقطے میں سارے حقائق عیاں

جو طولِ زمانہ کا ہو کوئی کام — ہو لمحے میں لاکھوں برس کا نظام

جو منظور قطعِ مسافات ہو — قریب و بعید ایک ہی بات ہو

نظر آئیں یکساں مہ و سال بھی — یہ ماضی و مستقبل و حال بھی

مگر تو دے ساقی مجھے وہ شراب — بنا دے جو اس دور میں آفتاب

دل [illegible] سے تم کو محبوب ہوں — [illegible] ہر [illegible] ہوں

تو گو [illegible] وحدت کا ساقی ہے — [illegible] ہو [illegible]

[illegible] — خطا میں سے [illegible] گنہگار [illegible]

معارف مین یہ پایۂ ارجمند — ہی نخلِ نبوت کی شاخِ بلند
وہی مرتبہ علم کا راز کا — تفاوت کرامات و اعجاز کا
محمد کہ عینِ حقیقت ہوے — چراغِ شبستانِ وحدت ہوے
جہان ہین وہ شمعِ حریمِ وصال — اُسی جا پہونچتے ہین اہلِ کمال
مگر شان مین فرق معلوم ہی — وہ حاکم ہین یہ فرقہ محکوم ہی
تنزل [illegible] اُسکے آئین مین — نہ دنیا مین ذلت نہو دین مین
اصولِ تنزل مناسب رہین — خدا کی طرف بھی مخاطب رہین
مگر تو دیے جا وہ جامِ شراب — کہ خود نشۂ مے اُٹھا دے حجاب
دلیلِ حقیقت مری راہ ہو — طریقِ وصولِ الے اللہ ہو
دکھا دے وہ نورِ ظہورِ صفات — تجلیِ اعظم ہو تمیزِ ذات
ہر اک موجِ مے نقش بر آب ہو — کہ عین الیقین عالمِ خواب ہو
عطا کر وہ معراجِ عین الفتوح — جہان جسم کا حکم رکھتی ہی روح
زبان پر مگر مَا عَرَفْنَاكَ ہو — کہ ہم کیا ہین اسکا تو ادراک ہو
پلا وہ مئے عشق وحدت نما — کہ جامع ہون اطلاق و تقئید کا
دکھاتا ہی یہ انتظام و نظام — ہی اللہ تمیزِ ذاتی کا نام

محبت کا پیدا ہوا جب اثر — مشیئت ہوئی ذات مین جلوہ گر

تو اب اُس سے باہر نہین کوئی شی — جو ہونا ہی وہ علم عالم مین ہی

نہ مسئول ہی آبِ حیوان نہ خمر — اَنَا اَسْئَلُ اِمْتِنَاناً لَا لِاَمْر

کہ موقوف ہی مانگنے پر عطا — نہین تھی بے آہ و زاری دوا

بلاؤن پہ جو لوگ شاکر رہے — دعا کی تو پھر کیون نہ صدمے سہے

یہ توفیق بھی ہی اُسی سمت سے — یہ تصدیق بھی ہی اُسی سمت سے

کہ القائے رحمانی و نفثِ روح — ہی سالک کے حق مین پیامِ فتوح

افاضہ پہ آئے جو وہ ذاتِ پاک — نہ کیون مرکزِ نور ہو مشتِ خاک

مظاہر یہ اجناس و اضداد کے — موافق ہین منشاے ایجاد کے

مجازا ہی یہ فصل یہ اتّصال — عَنِ الْحَقِّ لَيْسَ لَنَا الْاِنْفِصَال

محرک جو اسکا ارادہ نہ ہو — کسی مین یہ سلب و افاضہ نہو

ہی انسان مین جب تک خودی کا اثر — لطائف اُسے کیونکر آئین نظر

پلا وہ دواے دل ای ذو فنون — کہ اغراضِ نفسیہ سے پاک ہون

اُٹھین ہاتھ بھی گو دعا کے لیے — ہو جو بات وہ ہو خدا کے لیے

خبر بے طلب کب وہ لیتا نہین — جو مانگین تو کیا ثمرہ دیتا نہین

فقیر اُسکے سایے ولیؔ و نبی — غَنِیٌّ ھُوَ لَا افْتِقَارَ بِہٖ
یہ بندے ہین وہ مالکِ تخت وتاج — اُسی کی طرف سے ہے ہر احتیاج
مشیت کو اُسنے ہویدا کیا — جو چاہا وہ قدرت سے پیدا کیا
جہان کچھ تعین کا خطرہ نہین — دو عالم وہان ایک قطرہ نہین
بتا دے وہی ماحیِ کیف وکم — مُمِدُّ المعارف مُمِدُّ الہمم
ترا حکم بالغیب گو مان لون — تجھے تو مگر جان پہچان لون
کہان تک یہ در پردہ حسنِ کلام — بنا دے مجھے مرجعِ خاص وعام
دکھا جلوہ کب تک یہ منھ پر نقاب — کہ عالم ہے خود اُسکا عین الحجاب
وہ مو دے تکلف نہ باقی رہے — نگاہون مین ساقی ہی ساقی رہے
کہون کیا زمانے کا ردّ وبدل — ازل ہے ابد ہے ابد ہے ازل
مگر یان وہان بھی محمدؐ ہے تو — کوئی وقت ہو پر مؤیّد ہے تو
کہ جب تک نہ یہ جلوہ منظور تھا — وہ خود اپنی ہستی مین مستور تھا
اٹھا پھر وہ جامِ شرابِ کہن — وَاَخْرِجْ اِلَیْنَا بِہٖ سَاقِیًا
خدا نے جو عالم ہویدا کیا — ہمین اپنی صورت پہ پیدا کیا
ہوا آدم اس جسم ظاہر کا نام — ہوئی شکلِ حق شکلِ باطن تمام

ہر اجمال کو حق نے تفصیل وار — کیا ظاہرا باطناً آشکار

حقائق کا جامع ہوا جو بشر — نہ کلی کی جزئی کو پہونچی خبر

یہ کامل وہ ناقص وہ شعلہ یہ نور — کہان تک نہ ہو معرفت مین قصور

عجب جلوۂ شانِ معبود ہی — کہ آدم ملائک کا مسجود ہی

چھکا دے نہ جوش مین تا کمی — لِاَبْتَغِی اِلّا مَا اُمِرْتُ بِہٖ

برابر مین پیتا پلاتا رہون — تری خیر ہر دم مناتا رہون

تماشا تھا اپنا جو مدِّ نظر — ہوا نقشِ کُن ذات مین جلوہ گر

فلا یُنتسبُ اِلینا الوُجُود — مَع کونہٖ الظاہرُ للشُہود

ہے تخصیص جز جوشِ ہستی نہین — یہ ہستی مری کوئی ہستی نہین

اُسی کی نمائش اُسی کا ظہور — نہ دیکھین تو آنکھون کا اپنی قصور

اَدِر کاس عِشقٍ کما ہی لدیک — وما ہُو فالقاہ رَبی علیک

کہ پیشِ نظر عالمِ ذات ہو — ہر اک بات میری تری بات ہو

نہ چھوٹے مگر یہ رہِ بندگی — کہ زیبا ہی ہم کو سر افگندگی

ہُوَ القادرُ کُلُّ شانٍ لدیہ — فلا بُدّ مِن اِفتقارٍ اِلیہ

حقیقت مین اک شکلِ وہمی ہین ہم — کہ عالم ہو مرآۃ مرئی ہین ہم

مشیّت کا ہی عکس شانِ شہود
مجازا ہی ہر اک صفت کی نمود

ان اسما کی رو سے میانِ ظہور
یہ انسان ہی کونِ جامع ضرور

نظر آئی جو بات جز افتقار
ملی اُس سے اک شانِ پروردگار

حقائق کو اپنے پرکھتے رہے
خصائص کا ہم نام رکھتے رہے

ہر اک شان سے یون ہوئی آگہی
وَلَمَّا عَلِمْنَا وَصَفْنَا بِہٖ

سوا انکے ہین اور کتنے صفات
اُنھین جانتی ہی فقط اُسکی ذات

[illegible] جتنی تعلیم منظور تھی
کتابِ ازل مین وہ مسطور تھی

نہ ہو غیبِ حکمِ خدا کا شعار
فَجَرَّدْتُ نَفْسِیْ لِدَافِعِ الْمُنَازِ

کہا خوب اُسنے جسے خوب ہی
جو عامل ہی اُسکا وہ محبوب ہی

وہ مردے مجاز [illegible]
خداوند کے آگے سچّا رہون

نہ رکھ فکرِ ذاتی سے مجھکو سقیم
فَانْظُرْ اِلٰی مَا بَدَعَہُ الْقَدِیْمُ

بری ہی خیالات سے شانِ ذات
مناسب ہی بندون کو فکرِ صفات

رہون بادہ کش مین تو ساقی لئے
ادب اور تمیز باقی رہے

وہ مے جسکا سرجوش ہی فتح و نصر
وہ مے عالمِ امر کا جس پہ حصر

وہ مے جو کلیدِ درِ امتیاز
وہ مردے جو محبوبِ اربابِ راز

وہ مے دے جو ہر حسن کا نور ہو | وہ مے دے جو خود تیری منظور ہو
وہ مے جسکا حق الیقین ہو خمار | وہ مے معرفت جسکا ادنی شعار
وہ مے جسکو پیتے ہین وہ ذو فنون | عَلیٰ سُرُرٍ قَدْ یَاْهُمُ الْعَاقِفُوْنَ
وہ مے جو خفا سے نکالی گئی | خُمِ کُنْتُ کَنْزًا سے ڈھالی گئی
وہ مے جسکا ہر قطرہ عین الحکم | وہ مے جسکی مستی وجود اتم
وہ مے دید حق جسکا پہلا سرور | وہ مے جسکا نشہ تجلائے نور
شَرَابٌ کَیْ یُمُّ الْمُفَا رُ لَدَیْہِ | هُوَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ اِلَیْہِ
وہ مے جو ریا سے نکالے مجھے | وہ مے جو خودی مین سنبھالے مجھے
وہ مے جس مین ہو رنگ اسرار کا | وہ مے جو ہو غازہ رخ یار کا
وہ مے دے کہ جو عین ہر خاصہ | وَفَاطِعُ عَلٰی عَیْنِیَ الثَّابِتَہ
وہ مے دے جو ظلمت سے بخشے خلاص | وہ مے مست جسکے اخص الخواص
وہ مے جسکا خم ذات رب امین | وہ مے جسکا ساغر دل مخلصین
وہ مے جسکی صافی فضائے جلال | وہ مے جسکا ہر قطرہ عین الکمال
مین کس سے کہون کیون مکرم ہون مین | مگر مظہر اسم اعظم ہون مین
نہ جبتک میسر ہوئے انکشاف | نہین زیب دیتا ہے لاف وگزاف

توساقی وہ عالم دکھادے مجھے ‌ ‌ خدا سے کیے اب چھکا دست نے مجھے
اُٹھا جام کر دور دل سے غبار ‌ ‌ کہ دیکھون تری شان تفصیل ش
ہٹا ابرِ اجمال کر رشکِ بدر ‌ ‌ مفصّل ہو مکشوف تا سرّ ق
یہان بوئے مرجانِ اخلاص ہے ‌ ‌ محمّد کا یہ مرتبہ خاص ہ
حقیقت یہی ہین جو فنا فی الرّسول ‌ ‌ ملی اُنکو یہ شانِ حُسنِ قبول
جسے جسقدر چاہے دے وہ امین ‌ ‌ کہ رَبِّی غَنِیٌّ عَنِ العَالَمِین
تصوّر مین ایسی ہو شانِ حضور ‌ ‌ رگ و پے مین ہو بس محمّدؐ کا نو
وہ مے دے جو ظلمت کو کھوتی رہے ‌ ‌ تصوّر کی تصدیق ہوتی رہے
وہ پیرِ مغان قادری بانسوی ‌ ‌ شہ عبد الرّزاق وآلِ نبی
فنا تھا مرا شاہ اُس ذات مین ‌ ‌ نمایان تھا اعجاز ہر بات مین
وہ اُمّی تھے لیکن خبر جب ملی ‌ ‌ زبانِ عرب مین تھا حکمِ جلی
شک و ریب سے پاک تھا وہ کلام ‌ ‌ ہوے معتقد جس کے مُلّا نظام
مرید اُنکا سارا فرنگی محل ‌ ‌ خلیفہ ہر اک عالمِ بے بدل
پلا مے کہ ساقی زرو سے یقین ‌ ‌ مین اُس شاہ کا ہون عقیدت گزین
یہ پیشین گوئی تھی اُس شاہ کی ‌ ‌ عیان جسپہ قدرت تھی اللہ کی

چھٹے سلسلے مین ہی اک آفتاب — نہ ہوگا مِن اللہ وہ فیضیاب
خدا کی طرف سے ہو جب انکشاف — نہ کیون رازِ مخفی نظر آئے صاف
دیے جاؤ نہین وہ مُے بے خمار — کہ تمئیز و مستی ہو کامل عیار
نگاہون مین پھرتی ہی گوشانِ ہُو — فَلَا تُدرِکُہُ اللہ اِدراکُہٗ
وہ مُردے رہے حد کے اندر قدم — کَمَا حَدَّہٗ لِی اِمَامُ الاُمَم
ہو نورٌ علیٰ نُور کا گو ظہور — رہے حافظ العہد بندہ ضرور
خدا سے ہی تمئیز کی التجا — وَارجُوا اَنا اَن اَجابَ النِّداء
نہ چھوٹے کبھی یہ رہِ مستقیم — کہ حادث کا مُدرک نہو گا قدیم
یہی مسئلہ اختیاری رہے — محمدؐ کا فرمان جاری رہے
کُھلا اولیا رضؓ انبیا پر جو حال — یہ اُنکی حقیقت کا تھا سب آل
ملا جسقدر کشف باطن اُنھین — خدا نے کیا اُتنا مومن اُنھین
جہانتک دکھاتا ہی نورِ یقین — وہ غائت ہی اپنی خدا کی نہین
بری ہر تعیُّن سے ہی وہ جلیل — وہان کام کیا آئے علمِ قلیل
پلا مے دکھادے وہ شانِ مبین — لِیَجعَلَکُمُ اللہ مُستَخلَفِین
کہانتک یہ حیرت کا ہر دم وفور — کہ انسانِ کامل مین ہی کُل ظہور

خبر کیا کسی کو ہو اس حال کی ۔۔۔ یہ تفصیل ہو سارے اجمال کی

وجود اسکا ہو ظلِ شانِ جلیل ۔۔۔ ہو حَسبُنَا اللہُ نِعمَ الوَکِیل

وہ مردود ہے کہ جز حق مین قائل نہون ۔۔۔ اَضَلُّوا کَثِیرًا مین شامل نہون

بری قید سے کب ہوا یہ مقام ۔۔۔ کہ اطلاق ہو عالمِ ہُو کا نام

لگا ہون ہین جنہشان حیرت یہان ۔۔۔ یہ ادراک و تمیز و غفلت کہان

نہ ہو شیئِ مطلق کی اس جا تمیز ۔۔۔ نہ ہو مطلق الشئ یہان کوئی چیز

یہان ابتدا او نہایت نہین ۔۔۔ کمالاتِ روحی کی غایت نہین

دکھاتے ہین علم و عمل بے گمان ۔۔۔ علاوہ مراتب علوے مکان

ہو کافی پر اُسکی معیّت ہمین ۔۔۔ میسر ہو یہ جامعیّت ہمین

نہ جب تک ہو لطفِ خدا دستگیر ۔۔۔ علوے مراتب ہو نقصان پذیر

علوے مکان کا ہوا جو مکین ۔۔۔ وہ امین ہو منصب سے گرتا نہین

کہ جامع ہو ہر دو علو کی وہ ذات ۔۔۔ محلِ ظہور اُسکا ظلِ صفات

چھکا ابتو ساقی مین بے چین ہون ۔۔۔ کہ مستغرقِ عینِ ہر عین ہون

مرے دل کی وسعت من اللہ ہے ۔۔۔ ازل سے پسندیدہ شاہ ہو

ہو جس گھر مین خود جلوہ حق مکین ۔۔۔ کروڑون ہون عالم تو کچھ بھی نہین

تو ساقی اُسی مے سے بھر دے مجھے | کہ جو مصدرِ نور کر دے مجھے
غلو کیون نہ مستون کی ہو جاہ مین | وسیلہ ہے تو اُسکی درگاہ مین
وہ مے دے کہ حاصل ہو تخلیقِ وہم | نظر آئے خارج مین تصدیقِ وہم
ہو منظور جو ذہن مین روبرو | فَهٰذَا الْهُوَ اَمْرٌ عَامٌ لَّهٗ
ہو کامل جو حاکم خیالات کا | وہ عارف ہے اعیان کا ذات کا
کوئی شکلِ ذہنی جو پیدا کرے | خدا چاہے تو وہ ہویدا کرے
نظر آئے خارج مین جو ہو بہو | هُوَ مَا يَكُوْنُ وَجُوْدٌ لَّهٗ
بنے کیون نہ عالم کا فرمانروا | کہ ناظر ہے وہ عینِ اسباب کا
من اللہ جو کچھ کرے وہ ہے کم | هُوَ خَارِجٌ مِّنْ مَّحَلِّ الْهِمَمْ
جو ناقص ہے ناقص ہے اُسکا علو | وَيَخْلُقُ فَمَا لَا وُجُوْدَ لَهٗ
کہ مقدورِ خلقت پہ قادر نہین | خیال اُسکا ہرگز مؤثّر نہین
ہر اک طرح کامل کو گو ہوش ہے | جو اکمل ہے اس جا وہ خاموش ہے
کہ عارف بھی ہوتے ہین بے اختیار | مگر ہان جسے حکم دے کردگار
مشیّت پہ ہوتی ہے جس کی نظر | وہ ہوتا ہے اَوہام سے بے خبر
وہ مے دے کہ پی کر جسے مین کہون | مِنَ اللّٰهِ اَعْلَمُ وَلَا تَعْلَمُوْنَ

یہی ظاہر نہان ہین نہان ہین عیان | تضاد اور ہر شانِ حق تو امان

مٹادے جو بالکل دوئی کا اثر | وہ جس شان ہین چاہے ہو جلوہ گر

جو حفظِ مراتب پہ قائم رہا | ہوا غیر مردود و سالم رہا

کہ ہر کل کی حافظ وہی شانِ ہو | فَکُنْ عَبْدَ رَبٍّ وَلَا رَبَّہٗ

اگر رب کی طرف کل کی ہی احتیاج | ہی بندے کے سر پہ کرامت کا تاج

اگر اسطرف ہی تو مجبور ہی | اگر اُس طرف ہی تو مغفور ہی

جو مجبور ہی وہ ہی مردودِ کُل | نہین کوئی بجز عبد محمودِ کل

فنا ہو کے پاتے ہین جو یہ مقام | ہین خاصانِ درگاہِ ربِّ انام

کہ ہی نفسِ عارف کا تقویٰ یہی | وَلَیْسَتْ بِغَیْرِ ھُوِیَّتِہٖ

وہی عینِ اوّل وہی انتہا | لَنِسْبُ الْاِلٰھِیُّ صَحَّ لَنَا

مگر انتہا کی بھی غائت نہین | یہ تحدید جز ضبطِ نسبت نہین

یہ اسما کہ عین المسمّیٰ ہین سب | معارض ہین باہم بحُکمِ النَّسب

ہُوِیَّت سے جب شان ظاہر ہوئی | طلب بھی جدا گانہ آخر ہوئی

ہر اک شان سے امر مربوط ہی | کہ قادر کا مقدور مشروط ہی

تجلّیِ غیب و شہادت تمام | کہ ہی قلبِ عارف مین جسکا مقام

عطا کرتی ہے قابلیت ہمین
دکھاتی ہے پھر ویسی صورت ہمین

جو ہوتا ہے قلبِ مشاہد وسیع
تو ملتا ہے اُسکو مکانِ رفیع

وہ تقئید کو دل مین لاتا نہین
نہین دیکھتا غیرِ مطلق کہین

جدھر دیکھیے جلوہ ہے یار کا
نہین تا ابد دخل انکار کا

سمائی ہے رحمت مین کل شی ضرور
وہ رحمت ہے کیا قلبِ عارف کا نور

اُسی کی طرف سے ہے ہر حسن و عیب
کہ ہین پاس اُسکے مفاتیحِ غیب

ہُویّت کا عالم وہان نورِ ذات
کتابٌ مبین شرحِ علمِ صفات

وہ مے دے کہ ترکِ تصرّف کرون
مقامِ ادب مین توقّف کرون

نہ جز عجز ہو کچھ بھی اپنا شعار
ہو بالجبر جو ہو نہ بالاختیار

ہر اک امر مین حق کا تابع رہون
من اللہ جو پیش آئے کہون

مَنْ اَحْبَبْتَ کو جب نمانے خدا
وَلٰکِنَّ یَہْدِیْ ہُوَ مَنْ یَّشَاءُ

نہین تجھ سے اعلیٰ و اقویٰ کوئی
دعا پر کرے ناز پھر کیا کوئی

بنین اہلِ تصدیق کیا سب کے سب
کہ لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدَاھُمْ ہو جب

نہین بہرۂ عام نورِ یقین
ہُوَ اللہُ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْن

وہ مے دے جو اکمل بنا دے مجھے
وہ مے وصل کا جو مزا دے مجھے

وہ مے جو کہ خود رند و خمار ہو — وہ مے دے جو وحدت کی معیار ہو

کہ ہے مظہرِ ذاتِ عالم سبھی — هُوَ الْعَيْنُ لِهُوِيَّاتِ حَقِّهٖ

وہ مے دے ہوں ہر امر سے باخبر — وَهٰذَا هُوَ عَيْنُ سِرِّ الْقَدَر

پلا دے تو وہ ساغرِ عینِ دید — نہ ڈالے مجھے شک میں خلقِ جدید

اسی ذات سے ہے یہ نشو و نمو — وَاَعْيَانُنَا الظِّلُّ لَا غَيْرُهٗ

وہ دیکھے جسے دے وہ نورِ نگاہ — لَقَدْ قَامَ كَوْنِيْ بِكَوْنِ الْاِلٰه

اَدِرْ رَاحَ نُوْرٍ بِشَانِ لَدَيْك — وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْك

چھکا دے کہ ہو کیا فنا سے کمی — ترقّی میں ہر وقت ہے آدمی

وہ مے دے کہ حکمت کا گنجینہ ہوں — میں شانِ محمد کا آئینہ ہوں

وہ مے دے جو عاشق کا نورِ نظر — وہ مے دے جو عارف کا سمع و بصر

وہ مے دے جو تصدیق کی جان ہو — وہ مے جو مُصَدِّق کا ایمان ہو

وہ مے دے کہ محبوبِ آفاق ہوں — میں خَيْرًا كَثِيْرًا کا مصداق ہوں

وہ مے علم باللہ کا فیضِ تام — هُوَ مَا لَهٗ غَايَةٌ فِي الْكِرَام

سرور اسکا ہر دم زیادہ رہے — ترقّی پہ حُسنِ افاضہ رہے

پلا دے وہی راحِ فیضِ قدم — کہ ہو نفخِ روح القدس میرا دم

یہ آنکھون مین دل مین ترا نور ہو ۔۔۔ مجھے ہر جگہ وادیٔ طور ہو

ترے عشق مین دل یہ جلنے لگے ۔۔۔ کہ ہاتھون مین لوہا پگھلنے لگے

مگر پھر بھی راحم جہان پر رہون ۔۔۔ تری شانِ رحمت کا مظہر رہون

دیے جا وہی جام راحِ حرام ۔۔۔ کہ دوزخ بھی ہو تو ہو بردو سلام

وہ مَے دے کہ قبضے مین عالم رہے ۔۔۔ خطِ جام خود نقشِ خاتم رہے

وہ مَے دے کہ ہو یہ یقین کا کمال ۔۔۔ بنے عینِ تعبیر خود عینِ حال

کہ تیرے لیے مین غمِ جان کرون ۔۔۔ مرے پاس جو ہو وہ قربان کرون

وہ مَے دے ہو گرمی سے جسکی جلال ۔۔۔ نظر مین ہو روحانیون کا جلال

وہ مَے دے کہ دل شک سے خالی کرون ۔۔۔ ہر آیت کی تفسیر عالی کرون

وہ مَے دے ہو رویا مین بھی یہ خیال ۔۔۔ علیٰ قدرِ وسعت ہو تعبیرِ حال

وہ مَے دے کہ گو مین رہون غرقِ سُکر ۔۔۔ نہ چھوٹے مگر مسلکِ صبر و شُکر

نہون وقف حرص و ہوا کے لیے ۔۔۔ مین جو کچھ کرون وہ خدا کے لیے

وہ مَے دے رہون وجد مین باخبر ۔۔۔ عمل ہو نصوص و احادیث پر

تھے خود اسپہ قائم جنابِ رسول ۔۔۔ جو چھوڑے اسے ہے انھا پر جہول

ہوا پر اڑون یا چلون آب پر ۔۔۔ کرامت یہ ہرگز نہین معتبر

ہین بالقصد پابندِ سنت عوام — یہ ہر شیوۂ مؤمنین و کرام
ولی کی ہی یہ حالتِ عامّہ — کہ ہو اتنی محوییّتِ تامّہ
یکایک بلا قصد بھی ہو جو کام — وہ ہو تابعِ شرعِ خیر الانام
اسی طرح ہر فعل و ہر قول بھی — ہو بے قصد بھی حسبِ حکمِ نبیؐ
خلافِ اوامر جو ہو اک عمل — تو ایمان مین پڑتا ہی اتنا خلل
نہین اُس سے تعزیر کا کچھ گلہ — فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَة
ہمین اُسنے بخشا یہ حُسنِ تمیز — نہ پہونچائے تا کچھ ضرر کوئی چیز
روانہ کیے انبیا و رسل — اُنھون نے دکھایا ہمین خار و گل
تو اب پھول توڑے کوئی یا کہ خار — غرض ہر طرح ہی اسے اختیار
رہِ عشق کا جو وہ سالک ہوا — تو خود ملکِ لیلیٰ کا مالک ہوا
یہان بحثِ عقلی ہی بالکل فضول — اِذَا مَا تَجَلّٰی تَحَارُ الْعُقُوْل
کسی کو اگر جانتا ہو طبیب — کہ رنجور ہوگا یہ میرا حبیب
ابھی سے اگر چارۂ کار ہو — بفضلِ خدا پھر نہ بیمار ہو
جو خاموش بیٹھے تو مجرم ہی وہ — نہ صادق نہ مخلص نہ مسلم ہی وہ
وہ پہلے ہی سے جو بتا دے علاج — بگڑنے نہ پائے ذرا بھی مزاج

نہ مانے کہ مانے کوئی اس سے کیا — طبیب اپنے حق سے ادا ہو چکا
نہ جب تک خدا دے کسی کو یقین — وہ کس طرح جانے کسی کو امین
محمد مین جو شانِ اخلاص تھی — خداوند کی رحمتِ خاص تھی
چلے اُنکے ارشاد کے جو خلاف — وہ خود اپنی صحت کا دشمن ہی صاف
جسے کچھ رسالت کی تصدیق ہی — اُسی کو اطاعت کی توفیق ہی
وہی ہو کہ حق جس مین خورسند ہی — وہ بخشے نہ بخشے خداوند ہی
کرے لافِ تقوی کوئی کیا مجال — گنہگار بندے کا ہی بال بال
نہ ہون جو شریعت پہ ثابت قدم — محمد کو کیا منھ دکھائین گے ہم
محمد وسیلہ ہین پیشِ خدا — یہان ہی ترا واسطہ ساقیا
خدا کے لیے ہان چھکا دے مجھے — ہون دلدادہ دلبر بنا دے مجھے

آمین

اطاعت

ف ۱۰

پلا ساقیا بادۂ بے خمار — کہ صورت سے بہتر ہی صورت نگار
یقین ہی مجھے قسمتِ خوب سے — یہ مجنون ہی راضی ہو محبوب سے
بنائے کوئی لاکھ صورت تری — کسوٹی ہی لیکن طبیعت مری

جو کوئی شریعت سے کچھ بھی ہو دور — وہ پائیگا کیونکر محمد کا نور

اسے حق سنبھالے وہ ٹلتا نہین — خداوند پر زور چلتا نہین

وہ مطلوب کل عین طالب ہے وہ — وہ ہر شے پہ قادر ہے غالب ہے وہ

قویٌّ عزیزٌ بدیعُ السماء — فسبحان ذی الملک والکبریاء

یہ مانا کہ ہے وہ بڑا بے نیاز — وسیلہ ہے لیکن رسولِ حجاز

لروحی ینادی لصمدِ المجیب — ویرتاح قلبی لذکرِ الحبیب

مئے وصل ساقی پلادے مجھے — محمد سے ساقی ملادے مجھے

ارحنا بإکرام راح الیقین — وقد کان ذا الفضل للطاہرین

کہاں تک تعیش کا یہ اہتمام — کہ فانی ہے دنیا کی زینت تمام

فلا خیر فیہا و اربابہا — فالعبد یغنی عن اسبابہا

یہ دنیا کبھی سیر کرتی نہین — طبیعت کسی طرح بھرتی نہین

ومختار عبدٍ لاخذ العطا — فالامر والنہی ثم الرضا

فمن غافر الذنب الا الامین — ومن عاصم العبد الا المعین

نہ مین مدعی ہون کمالات کا — نہ عالم ہون مین غیب کی بات کا

بہار جوانی ہے دلشاد ہون — علائق مین بھی فرد و آزاد ہون

ہو محویت ایسی عنایت مجھے
کہ ہو رنج بھی عینِ راحت مجھے

لبِ بام پہونچا اگر آفتاب
تو اُس وقت کیا ہوگی فکرِ صواب

خدا اس پہ شاہد ہی ای ذی وقار
کہ مقصود فانی نہین زینہار

غمِ ضیق و فکر فراغت نہین
کسی غیر واجب کی حاجت نہین

توقّف مناسب نہین زینہار
کہ مطلق نہین زیست کا اعتبار

غنیمت ہی جو دن ہی ای خوش عمل
کسی کو خبر کیا ہی کیا ہوگا کل

تکلّف نہین شرعِ اسلام مین
تو کیون سادگی ہو نہ ہر کام مین

جہان ہون مین نصرت مرے ساتھ ہی
کہ مجھپر خدا کا مرے ہاتھ ہی

یہ اہلِ دغا گھیرتے ہین مجھے
رہِ راست سے پھیرتے ہین مجھے

خدا پر مگر زور چلتا نہین
مین ہون کوہ صرصر سے ٹلتا نہین

کوئی دم مین آفت یہ ٹل جائیگی
چلی ہی یہ آندھی نکل جائیگی

خدا نے ہدایت جو دی ہی مجھے
ھُوَ الحق محمدؐ کہونگا تجھے

جو تو نے کہا ہی وہی حکمِ رب
خلافِ اوامر ضلالت ہی سب

مین اس دائرے سے نکلتا نہین
طبیعت کی مرضی پہ چلتا نہین

نہ جز حکمِ رب کچھ بھی آئے خیال
یہی ہی کرامت یہی ہی کمال

جو بہکاتے رہتے ہین یون رات دن
یہ اشرار سالک کے ہین ممتحن

یہ رہزن ہین دشمن ہین ایمان کے
شیاطین ہین پردے مین انسان کے

رہِ حق اگر جاننا چاہیے
انھین پہلے پہچاننا چاہیے

کہ یہ منتشر سارے عالم مین ہین
ہین ابلیس پر شکلِ آدم مین ہین

یہ پیرون کی صورت مریدون کی شکل
مصادر سے بس یاد انھین شرب و اکل

بنین لاکھ ہادی یہ گم کردہ راہ
کہان تک چھپیگا سفید و سیاہ

نہو حفظِ عصمت کا جسکو خیال
وہ ناپاک کیا ہوگا صاحب کمال

اُٹھا جام کیا تجھکو وسواس ہی
خدا کی کسوٹی مرے پاس ہی

نہ مانے شریعت کو جو بے ادب
یقیناً ہی شیطان وہ مردودِ رب

کسی سے یہ مکّار کھُلتے نہین
بجز زور کے مُلتے جُلتے نہین

نہ جب تک کوئی انکا ہمدم بنے
وہ کیا قابلِ قدر و محرم بنے

مگر ہان ابھی کم سنی ہی مری
محافظ رہے شانِ رحمت تری

پھنسائے مجھے حُسنِ ظن جو کہین
بچانا مجھے اے معین و امین

نہ جب تک ہو عین الیقین بار بار
مرے دل پہ کیا ان سے آئے غبار

تواتر ہو جب تجربون کا مجھے
تو ہو قطعِ حجت پکارون تجھے

ابھارے جو غیرت تجھے ساقیا | تو آئینہ کر دے مجھے ساقیا

دکھا مو بمو جلوۂ شانِ ذات | کہ ہون مجھ مین پیدا ترے کل صفات

تو سمع و بصر ہو تو میری زبان | غرض ہو تو ہی تو نہان و عیان

نظر آئے تا عینِ حق ای کریم | اَنَا اَسْئَلُکَ لِحَابِّ الْعَظِیْم

زمان و مکان کا ہی تجھ مین ظہور | ترے سامنے کیا ہی نزدیک و دور

تو ہی بابِ نظّارۂ شانِ ذات | نہ جس مین تعدّد نہ جس مین جہات

تری دید ہی دیدِ حق ای حسین | بغیر اسکے دیدار ممکن نہین

جہان تک مجھے تابِ دیدار ہی | ترا جلوۂ حُسن درکار ہی

اسیرِ خمِ زلفِ شبگون ہو مین | ازل ہی سے ہان تیرا مجنون ہو مین

بنا دے تو للّٰہ لیلا مجھے | عنایت بھی کر ظرف اپنا مجھے

یونہین روز افزون ہو رحمت تری | مگر مجھکو بھولے نہ ہستی مری

ابد تک ترا فیض ساقی رہے | مین گم ہون تری شان باقی رہے

سراپا مین روحِ مجرّد بنون | زمانے کا اپنے محمدؐ بنون

پھرائیگی گو یہ طلب دور دور
ملیگا تو اِنشاءَ ربّی ضرور

ادراک

پلا بادۂ سوزِ دل ساقیا
ھِیَ لَنَا وَ فِیْہَا السَّلَامُ لَنَا

چھکا دے کہانتک یہ حالِ سقیم
فَالْحُکْمُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَظِیْم

مٹا رنجِ مافات کر منتقع
ھُوَ الْقَدَرُ وَالْخَیْرُ فِیْمَا وَقَعْ

محبت تری میرے گوہر مین ہے
ازل ہی سے مستی مقدر مین ہے

یہ دنیا نہین جائے دلبستگی
کہ حاصل نہین کچھ بھی جز خستگی

نہین کوئی ہرگز کسی کا یہان
کہ اپنی غرض کا ہے تابع جہان

جہانتک رہین دور یہ اہلِ زور
غنیمت ہے ای جانِ اہلِ شعور

ولیؔ و نبی گو مکرم تھے سب
وفا دار کوئی نہ تھا بے سبب

عدوئے عدو دوست کے دوست تھے
کہین مغز تھے وہ کہین پوست تھے

ہدایت ہے یہ خضرِ آگاہ کی
صمد ہے فقط ذات اللہ کی

عنایت کا پابند کوئی نہین
غنی جز خداوند کوئی نہین

وہ ہے کون گرنے مین جو ہاتھ دے
برابر بد و نیک کا ساتھ دے

وہی فرد ہے بس وہی کارساز
نہین کوئی اُسکے سوا بے نیاز

کوئی حُسن سے عشق کرتا رہا
کوئی مرنے والون پہ مرتا رہا

غرض یہ کہ اوّل سے تا انتہا — محبت نہین خلق کی بیریا

یہ عین الیقین دے جو ربِ غفور — محبت ہی فانی کی باقی ضرور

چمک ہو یہ ذرّون مین لیکن عیان — ملے آفتابِ ازل کا نشان

مجازی ہین دیکھون یہ حُسنِ صفات — کہ ہر شی ہو آئینۂ نورِ ذات

مگر یہ اُمنگین جوانی کی ہین — جو دلدادہ محبوبِ فانی کی ہین

جہان نورِ باقی نظر آگیا — جو پانا تھا عاشق کو وہ پا گیا

لگاوٹ مٹے جسمِ ظاہر سے جب — تو ہر چیز ہو عینِ انوارِ رب

مراتب مظاہر کے ہین پر جدا — جدا گانہ ہی شانِ امرِ خدا

کہین ہی تخالف کہین اتفاق — کہین اتحاد اور کہین ہی فراق

اُسے چاہین چاہے جسے ذوالجلال — ہو یُحبِبکُمُ اللہ تا عینِ حال

ہوا تجربہ یہ مجھے لاکھ بار — کہ جھوٹے ہین دنیا کے سارے نگار

جو اِن گلرخون سے طبیعت ہو سیر — نہین کچھ بھی مقصود پاتی ہین دیر

تو عاشق بنا حکمِ رب کا مجھے — نہ ہو نازِ بیجا نسب کا مجھے

کہ احوالِ مقبول و حُسنِ جمال — جسے دے خدا ہی وہی خوش مآل

پر اسکا بھی کیا ناز اے خوش عمل — نہین جانتا کوئی کیا ہوگا کل

کسے اپنا انجام معلوم ہی
کہ عالم وہی حیّ و قیّوم ہی

مَنْ اَبْطَا بِہٖ عَمَلُہٗ کی خبر
مُشاق ہی نازِ نسب سر بسر

وہ توفیق دے تو ہو مرتد ولی
وہ ہادی نہ ہو تو ہو فاسق نبی

وہ جس شی کو چاہے مٹادے وہین
وہ سب کچھ بنادے جہان کچھ نہین

یہ ایان و توفیقِ خیر و صواب
اُسی کی عنایت ہی ای حق مآب

وہ رحمت سے جو چاہے دے ای حسین
ہم اُسکے ہین کچھ بھی ہمارا نہین

مگر جب فَحَدِّثْ کا فرمان ہو
نہ کیون شکرِ نعمت کا اعلان ہو

کرے شاہ کو وہ غریب الدیار
غریب الوطن کو کرے تاجدار

نہ اپنی اقامت نہ آوارگی
فقط بندگی اور بیچارگی

جسے وہ یقین دے وہ پھرتا نہین
وہ جسکو اُٹھاے وہ گرتا نہین

میانِ عقولِ کرام و کبار
تفاوت مراتب کا ہی آشکار

تو اب لامحالہ ضرورت ہوئی
خدا کی طرف سے ہوا کمل کوئی

نہ کیونکر وہ کامل حق آگاہ ہو
کہ جو عقلِ کامل من اللہ ہو

ہوا دین کامل تو پھر کیا ضرور
کہ ہو انبیا و رسل کا ظہور

ضرورت یہ باقی رہی تا قیام
مجدد کرین دین کا اہتمام

یہ فرمادیا حق نے بھر سکون — کِتابٌ وَّ اِنّا لَہٗ حافِظُوْن
ہوئی پاک تحریف سے جو کتاب — مخالف کو باقی رہا کیا جواب
جہانتک کرین اِتّباع رسُول — دلیلِ ولایت ہے ای خوش اصول
جہانتک شریعت مین نقصان ہے — حقیقت مین ناقص وہ انسان ہے
اوامر پہ قائم ہو جو اس طرح — اُسے کوئی بہکائے پھر کس طرح
ہو جس دل مین عشقِ خدا ورسُول — شدائد سے ہوتا نہین وہ ملول
شیاطین کے ظلم سہتا ہے وہ — خدا کی حفاظت مین رہتا ہے وہ
غرض ہے جسے فقر سے اخذِ مال — کسی کے ضرر سے اُسے کیا ملال
جو ہو بندۂ نفس و حرص و ہوا — اُسے شرم عقبیٰ نہ خوفِ خدا
تھے سرگرم خدمت جو صحبِؓ کبار — نبیؐ اُن سے زائد تھے خدمتگزار
وہان خدمتِ خلق پر تھی نظر — نہ تھا دینِ حق مین خودی کا گزر
خلافِ پیمبر جو ہو خود پسند — ہو کیونکر ہدایت اسے سودمند
جو ڈھونڈھے غرض اور آرام کو — وہ کب دوست رکھتا ہے اسلام کو
مگر چاہتا ہے وہ مردِ شریر — کہ ہون اور بھی اس بلا مین اسیر
بری آدمیت سے ہے انکی جنس — انھین سے غرض ہے شیاطینِ انس

تھے محتاجِ وحیِ خدا مصطفےٰ
یہان غیب دان ہر ہر اہلِ دغا

اگر حق سے اک نسبت خاص ہے
اداے سخن مین بھی اخلاص ہے

تو الہام ہے بہرہ اولیا
کہ پرتو ہے وہ صاحبِ وحی کا

جو سنت کا تارک ہو یا بدعتی
نہ معلوم کیونکر وہ ہوگا ولی

ابھی تک تو یہ عہد ٹوٹا نہین
خدا اپنے وعدے مین جھوٹا نہین

کسی کو بھی پروردگارِ غنی
نجاے گا بے اتباعِ نبی

جو حاصل ہوئی کچھ بھی تعلیقِ وہم
کمال اُسکو سمجھے یہ اربابِ فہم

ولایت اگر سحر کا نام ہے
تو کیا حاجتِ شرع و اسلام ہے

کرامت دکھاتے ہین جوگی بہت
محبت کے بھی ہین بروگی بہت

جو بنتے ہین نامل کرامت شعار
شریعت کے عامل نہین زینہار

شریعت سے جو فعل ہے کچھ بھی دور
وہ بالکل ہے واللہ فسق و فجور

کسی کو عمل ہے جو ہمزاد کا
وہ ہادی ہے فرعون و شداد کا

رہِ کجروی ہیچ در ہیچ ہے
یہ سب لغو ہے ہیچ در ہیچ ہے

من اللہ جو کہہ گئے ہین نبی
شریعت یہی ہے حقیقت یہی

شریعت ہے علم اور طریقت عمل
یہ ہو تو نہ ہو معرفت مین خلل

ہو شرع و طریقت مین کیونکر خلاف
بطون و ظواہر موافق ہین صاف

ہوس پروری پر جو کوئی مرے
تو بدنام اسلام کو کیون کرے

ہمہ اوست کا نام لیتے ہین یہ
دغا سب کو پردے مین دیتے ہین یہ

سکھاتے ہین اسواسطے یہ پلید
کہین تا خدا پیر جی کو مُرید

جو حکم رسالت کا عامل نہین
وہ صدرِ ہدایت کے قابل نہین

نہین تو خدا کا یہی حکم ہے
کہو تم کہ مخلوق ہے جملہ شی

لگا ہون مین جسکی نہ جُز حق رہے
ہمہ ساتھ اوسکے وہ کیونکر کہے

جو خود گم ہو فانی ہوا دستگیر
اُسے یاد آئی ہے کیونکر ضمیر

نہین چاہیے کچھ دلیلِ ہوس
ہمہ اوست کہنا ہی کافی ہے بس

مکلف ہر اک صاحبِ ہوش ہے
کہ مستغرق الحال خاموش ہے

مگر کچھ بھی جسکو نہ ہو تجربا
وہ کیا سمجھے تزویرِ اہلِ دغا

رہے قال مین پاسِ شرعِ نبی
کہ جو حال ہے قال سے ہے بری

خلافِ شریعت ہے سب مکر و فن
یہی حُسنِ ظن ہے بڑا راہزن

وہ باتین نہ تھین جو نبی کو روا
فقیرون کو جائز ہون کیونکر بھلا

یہ فرماتے ہین حضرتِ غوثِ پاک رض
کہ بیٹھا تھا مین بادلِ دردناک

سوئے آسمان جو اُٹھائی نظر | تو اک نورِ اخضر ہوا جلوہ گر

عجب اُسکی سبزی عجب نور تھا | سراپا جو حیرت سے معمور تھا

مین سمجھا تجلّیِ جانان ہے یہ | یقین ہوگیا نورِ رحمان ہے یہ

ندا اُس سے آئی کہ ای پاکباز | پسند آگیا ہمکو تیرا نیاز

جو ثابت قدم ہم نے دیکھا تجھے | کیا آج محبوب اپنا تجھے

حرام و حلال و روا ناروا | تجھے سب ہے جائز اب ای باوفا

نہ ابتک چلا تو ہمارے خلاف | فرائض کیے ہم نے سارے معاف

سنا یہ تو بولے وہ شاہِ غیور | کہ لاحول الّا بربِ غفور

یقیناً تو مردودِ شیطان ہے | ہدایت کے برعکس یہ شان ہے

نہ وہ نور تھا پھر نہ وہ ریب تھا | منادی مگر ہاتفِ غیب تھا

کہ ای پیارے محبوب عالی مقام | یہ مردود شیطان تھا لاکلام

ہزارون کو اسنے گرایا یونہین | ضلالت کے بن مین پھرایا یونہین

رہِ حق روی سے نہ ٹلتا کبھی | خلافِ اوامر نہ چلنا کبھی

پسند آئی یہ استقامت ہمین | ہوئی تم پہ لازم عنایت ہمین

تم اہلِ ولایت کے سردار ہو | مرے پیارے محبوب و مختار ہو

ہدایت ہی یہ حضرتِ غوثؓ کی
تو کیون بے شریعت کو جانین ولی

جو مجذوب و دیوانہ ہو باخدا
تو بیعت نہین اُسکی ہرگز روا

خلافِ شریعت ہو جو حسنِ ظن
یقیناً وہ سالک کا ہو راہزن

فقیرون کی صحبت سے ہی یہ غرض
نہ رہ جائے باطن مین کوئی مرض

بڑھے ولولہ ذوقِ طاعت بڑھے
خدا و نبیؐ سے محبت بڑھے

معاذ اللہ ہو کیا فقیری یہی
کہ رخصت ہو اسلام کی شان بھی

ہو جائز سماع اہل وذی حال کو
اگر ساتھ محرم کے خلوت مین ہو

ستار اور ڈھولک پہ ذکرِ اِلٰہ
کنشت و کلیسا کی ہو رسم و راہ

بکھر ایا ہمین جس سے اسلام نے
پھنسایا اسی مین پھر اس کام نے

اگر شعبدے کچھ بھی حاصل ہوئے
کرامات مین سب وہ داخل ہوئے

جو دعویٰ کرین ہم ہین دربار مین
دعائین وہی بیچین بازار مین

محبت ہو معیارِ حسنِ قبول
اسی سے ہین راضی خدا و رسولؐ

خدا کی شریعت نہ چھوڑے کبھی
کوئی حکم ہو منھ نہ موڑے کبھی

یہی بس محبت کی پہچان ہو
اطاعت ہی عاشق کا ایمان ہی

کسی سے جو راضی ہو وہ ذوالجلال
تو کیا چیز ہو اُسکے آگے کمال

اگر لب ہلائے دعا مین فقیر | تو ہر نیت کو نیست کردے قدیر

سمجھتا ہے وہ جسکو تمیز ہے | کہ مالک کی مرضی بڑی چیز ہے

ہے اسکی رضا اتباعِ رسول | نہ ہو یہ تو کیا ہون دعائین قبول

شریعت محبت کی زنجیر ہے | یہ محبوب ہونے کی تدبیر ہے

اسی کی ہے توفیق اسی کی مدد | خدا رکھے مخلص ہمین تا ابد آمین

التجا

پلا ساقیا ساغرِ اتحاد | اِذَا كُشِفَتِ الْحُجُبُ فَهُوَ الْمُرَاد

ترلائیگا کب تک غمِ اشتیاق | بِاَيِّ هُمُوْمٍ اُبْتِلَانِيْ الْفِرَاق

کہان تک لحاظِ وفا و جفا | مقامِ محبت مین ہے سب روا

جفا کی شکایت وفا کی طلب | ہین دونون یہان عینِ ترکِ ادب

فَمَا ذَا السُّلُوْكُ وَمَا ذَا الطَّرِيْق | لِقَبْلَ الطَّرِيْقِ يَكُوْنُ الرَّفِيْق

ہو مشکور یہ سعیِ کامل مری | کہ ہو واجب القدر منزل مری

نہین عین ذاتِ خدا جو صفات | فَاَنّٰى لَنَا هٰذِهِ الْبَيِّنَات

نصیحت گری عشق مین ہے فضول | هِيَ عِلَّةٌ لَا اَرَاهَا تَزُوْل

ازل ہی سے مستی ہے فطرت مری | ہوئی مے پرستی طبیعت مری

أَدِرْ كَاسَ رَاحٍ بِرَوْحِ الْوِصَالِ — وَأَذْهِقْ دِهَاقًا عَلَى الْاِتِّصَالِ

نہ ہو لب پہ کچھ غیرِ ذکرِ دوست — نہ کچھ چشم دل مین ہو جز نورِ دوست

نہ ہو جسکے نامے مین اک فعلِ زشت — ضروری نہین اُسکی خاطر بہشت

جو دفتر کسی کا ہو یکسر سیاہ — عجب کچھ نہین بخشدے جو آلہ

اُسی کی رضا پر ہی سب انتظام — کہ دربانِ جنّت کا رضوان ہی نام

جو دل سے پکارے کوئی یا مجیب — فَنَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ فَتْحٌ قَرِیْبٌ

کہانتک ستائین گے یہ اہل کین — اَلَیْسَ ھُوَ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ

خدا اے جہان آفرین بے نیاز — ہی عاجز پسند اور مسکین نواز

فَمَنْ یَّذْھَبُ الرِّجْسَ عَمَّنْ عَصَاہ — وَمَنْ یَّصْرِفُ السُّوْءَ عَمَّنْ دَعَاہ

بَدِیْعٌ سَرِیْعٌ مُجِیْبُ الدُّعَاء — وَاِنْ شَاءَ اَمْرًا یُرَدُّ الْقَضَاء

فَاَدْعُو الَّذِیْ مَنْ ھُوَ ذُو انْتِقَام — وَقَدِ اعْتَصَمْتُ بِرَبِّ الْاَنَام

مرے رب مرے قادرِ ذوالجلال — لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَا مِثَال

نہین ہی صمد یار تیرا کوئی — مصاحب نہ مختار تیرا کوئی

ملائک رسول و نبی و ولی — ہین تیرے ہی محتاج سب اے غنی

نہ جب تک ترا حکم ہوا ے معین — کوئی ذرہ عالم مین ہلتا نہین

فانت [illegible] — فاذا دعا داع فانت الجواد

تیرے [illegible] سے [illegible] نظر — تیرے فیض سے ہر دعا مین اثر

فمن جاء [illegible] فانت [illegible] — ومن ذل حیدقا فانت الوکیل

ہین گو معرکے سخت شیطان کے — خود انسان زبون ہین انسان کے

[illegible] پریشان [illegible] — کہ سرتا قدم سہو و نسیان ہین ہم

بچائے سوا تیرے کون ای سلام — فانت الرقیب الذی لا ینام

نہ مغموم کرنا جفاؤن سے تو — بچانا ہمین بیوفاؤن سے تو

الٰہی صفا گوش اصحاب دے — ہمین تو وفادار احباب دے

بوقتِ ضرورت کرین جو طلب — ملے بے توقف وہ ای میرے رب

[illegible] ہر ایک کام کو — کہ دون جانِ تازہ مین اسلام کو

نہ اشرار کے جور ہرگز سہین — تو راضی رہے ہم سے ہم خوش رہین

ثنا بھی ترا فضل ہے ای حمید — وانت علی ما نقول شہید

[illegible] پہ میرا [illegible] — بحقِ محمد علیہ السلام

تمت

[illegible] — گر موجِ بادہ ہو تیغِ کمال

ستائش کے قابل ہے ذاتِ قدیم | قدیرٌ کبیرٌ علیٌ عظیم
ثوابت کو دی یہ بزرگی جہان | ہے ذرے سے کم آفتابِ جہان
اُسی نور سے ہین یہ سب فیضیاب | ہر اک ان مین ہے غیرتِ آفتاب
ہین خود اپنے مرکز پہ جلوہ نما | کسی سے نہین کرتے کسبِ ضیا
جو اقرب ہین ہمین وہ ہین اتنی دور | نہین کام آتا کسی کا شعور
جنھین ہفت گردون بتاتے ہین ہم | کروڑون ہین اک میل سے بھی ہین کم
معین ہے ہر چرخ کی برتری | سمٰواتِ سبعہ سے ہین یہ بری
مصابیح قدرت سے اے ذی وقار | عیان ہے جلالِ خداوندگار
لکھے کوئی اعداد جو عمر بھر | ثوابت کی دوری نہ ہو مختصر
جنھین کہتے ہین ہفت باغِ ارم | وہ ہین بعض ثابت کی وسعت سے کم
کسی گوشۂ کہکشان کے نجوم | نہین گن سکے ابتک اہلِ علوم
تو کتنے ہین یہ سب ز روئے شمار | کوئی جانے کیا جز خداوندگار
جو تارے نہین آتے مطلق نظر | ہین گنتی مین انسے کہین بیشتر
جو ہون اُنکے اعداد یکجا سبھی | کروڑون مین نسبت نہو ایک کی
جو آتے ہین رائی سے کمتر نظر | ہے وسعت سے انکی خدا کو خبر

ہی گردش مین یہ ہر کرہ ای نگار | کہ سرعت کا جسکی نہ ہو کچھ شمار
نہین کوئی ساکن بحکمِ ودود | یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی الْوُجُوْد
کیا قدرتِ حق نے جب انتظام | لیا قوتِ جاذبہ سے یہ کام
یہ مقدارِ اجسام یہ فاصلہ | ہی کیا قدرت و حکمتِ کاملہ
کشش ان مین اتنی ہی بایکدگر | نہین ایک سے ایک کو کچھ ضرر
بدلتا ہی در پردہ جو کچھ نظام | کسی کو نہین اُسکی تمیز تام
ہزارون برس کے ان اطوار مین | ذرا فرق آتا ہی رفتار مین
بتاتا ہی یہ انقلابِ نہان | کہ جو کچھ ہی نظم و نظام جہان
پڑیگا ضرور اس مین اک دن خلل | کَمَا قَالَ لِکُلِّ شَیْءٍ اَجَل
اگر ریزہ ریزہ ہون ٹکرا کے سب | فنا ہو یہ عالم بہ فرمانِ رب
یہ انجم ہین شانِ کمالِ حکیم | فَالْعَظَمَۃُ لِلْعَزِیْزِ الْعَلِیْم
یہ گو علمِ خالق مین محدود ہین | ہمارے لیے غیر معدود ہین
خدا جانے ان مین جلالی ہین کون | نہ معلوم ان مین جمالی ہین کون
ثوابت ہین یہ سب کہ سیّار ہین | یہان دم بخود اہلِ اسرار ہین
یہ ممکن ہی ای ساقیِ باخبر | کمال انکی دوری کا ہو اسقدر

ہین جس خطِ دوری پہ گردش کنان | نہ ہو اُسکی تمیز مطلق یہان

ہو یا چال مین نسبتِ واحدہ | نہ ہوتے ہون جس سے یہ پیدا عدد

یہ سب شاہدِ حُسنِ ایجاد ہین | جداگانہ خلقت سے آباد ہین

نہین خالی از خلق عنصر کوئی | سمندر ہین موجود آتش مین بھی

پر اقسامِ خلقت کو جانے خدا | فقط کُن سے جسنے یہ پیدا کیا

اُسی کی تجلّی کا ہے سب ظہور | کذا قِیلَ فِی الذِّکرِ اَللّٰہُ نُورٌ

ہین تسبیح گویان یہ سب ای کریم | کہ سُبحانَ رَبِّ الکَبِیرِ العَظِیم

فلک پر ثوابت کہ سیّار ہین | ہمین تو مگر دو ہی درکار ہین

کہ مغرب مین خورشید ہو جب نہان | تو نورِ قمر سے ہو روشن جہان

ہے ذاتِ رسولِ کریم آفتاب | قمر جسکے پرتو سے ہے فیضیاب

ہر اک مائلِ حُسنِ تدبیر ہے | جو ہو ماہ کامل وہی پیر ہے

جسے اسکی تمئیز اللہ دے | اسے کیا دغا کوئی گمراہ دے

مگر ریخ قسمت مین ہوتا ہے جب | تو ہوتا ہے کوئی نہ کوئی سبب

نہ دے اسقدر حُسنِ ظن بھی خدا | جو رہزن کو جانے کوئی رہنما

شریعت مین پائے جو کچھ بھی خلل | تو سمجھے کہ ابلیس ہے یہ دغل

اسی مین ہی عشق و طریقِ ادب — شریعت ہی سچی ہی دھوکا ہی سب

نہ ہو جو کہ پابندِ حکمِ خدا — بھلا اُس سے حاصل ہو کیا جُز دغا

نہین چاہیے بس یقینِ صفات — کہ شامل ہی ہر اک صفت مین وہ ذات

ہی جس امر مین جس صفت کا ظہور — وہی اُسکا انجام ہو گا ضرور

تھے عینِ ہدایت جنابِ رسول — وہ بتلا گئے شانِ ردّ و قبول

یقیناً اک مرتبے مین ولی — خلافِ شریعت نہو گا کبھی

جو مستغرقِ حال ہون بھی کہین — وہ اورون کو برباد کرتے نہین

انھین کیا غرض جو کرین وہ مرید — جو ایسا کرے ہو وہ دیوِ پلید

کوئی مست اگر ہو تو مجبور ہی — وہ بیعت کے لینے سے معذور ہی

کہ وہ اپنے باطن کا ہی خود گواہ — کرے اور لوگون کو پر کیون تباہ

ولی اپنی شہرت پہ مرتے نہین — مسلمان یہ کام کرتے نہین

جو ہو حُسنِ نیت پہ قائم عمل — تو نیکی مین پڑتا نہین کچھ خلل

ہی دانا و بینا خداے جہان — نہین کرتا اجرِ عمل رائگان

جو ہی راست اُسکا قوی ہاتھ ہی — خدا نیتِ خیر کے ساتھ ہی

وہ مردے کہ ہین حق پہ قائم رہون — پیئے جاؤن می اور صائم رہون

نالہ و نیاز

پلا بادۂ وصل ای خوش نصیب | لَقَدْ طَالَ شَوْقِیْ وَاَیْنَ الْحَبِیْب

کہون کیا کہ پہونچا کہانتک ملال | [illegible] احوال

یہ بارِ الم یہ نقاہت مری | نہین تجھ سے پوشیدہ حالت مری

یہ زاری ہی خود دردِ دل کی گواہ | فَارْحَمْنِیْ وَالْحَالُ [illegible]

کہانتک یہ غربت یہ سوز و گداز | جگہ ہو مری تیری آغوش ناز

جو آفت پہ آفت گزرتی رہی | طبیعت وہ برداشت کرتی رہی

کہانتک اُٹھاتا مین بارِ ملال | سنبھالے رہی پر امیدِ وصال

ہوئے ارمان و حسرت ہوے سب فنا | اَمَا اٰنَ لَکَ اَنْ تَرِقَّ لَنَا

پلادے کوئی مست پیرِ مغان | اسی کے لیے ہمنے چھانا جہان

حریفون پہ کیا کیا نہ تھا اعتماد | شَکَوْتُ اِلَیْہِمْ وَاَیْنَ الْمُرَاد

ہوا جب ہویدا یہ رازِ نہان | فقط نانِ گندم کی تھین [illegible]

کسی مین نہین راستی ای جلیل | فَاَیْنَ صَدِیْقِیْ وَاَیْنَ الْخَلِیْل

بہت لوگ ناقص ملے نیک بھی | [illegible]

دکھاتے کمالات رحمان کے | یہ خانہ [illegible] سے انسان کے

نہین رہتی یکسان زمانے کی چال — فما من یجب علی کل حال

لغزشون سے بچاتا ہر وہ — محبت مین اپنی رچاتا ہر وہ

فذی تصحبنی علی کل حال — ولکن من ذا ھو ذو الجلال

ہی پر حکم جو عشق کا دم بھرے — محمد کو اپنا وسیلہ کرے

محمد کا ارشاد ہر بار بار — کہ اس گھر مین ہر بس ترا اختیار

نہ جب تک ہو تیری عنایت قریب — فکیف الیہ وصول الحبیب

جہان مین سراج السبل ہر وہی — کہین شاخ گل پھولے گل ہر وہی

حبیبی غنی و قلبی لدیہ — اتدری بما صار امری الیہ

ترے فیض سے گو بہت کچھ ملا — نہ اب تک مگر غنچۂ دل کھلا

وہ مردے کہ مین عین اخلاص ہون — خداوند کا محرم خاص ہون

فانظر الی وما ذا اجری — وانی علی ذلک من متی

جہان تو نے سب کچھ دیا اے کریم — مٹے ہجر کا بھی عذاب الیم

اکابر جو تھے راز کے منتظم — کشفت لنا عن مقالاتہم

پئے حفظ ناموس دین متین — دیا منصب خاص حق الیقین

تپ ہجر سے ہون مگر بیقرار — گیا تا سر عرش دل کا بخار

ہی تیرے سوا کون میرا طبیب — وَمَنْ یَّسْئَلُ عَنْ سِقَامِ الْغَرِیْب

اُلٹ دے نقابِ وجوب وشہود — اَنَا لِلْوِدَادِ وَاَنْتَ الْوَدُوْد

تغافل سے تیرے بڑھا اضطراب — فَمَالِیْ اَرَاکَ کَثِیْرَ الْحِجَاب

لَقَدْ زَادَ بَثِّیْ وَحَلَّ الْوَبَال — اِذَا جِئْتَنِیْ بِہٖ یَتِمُّ الْمَلَال

کسی طرح غفلت نہین اب روا — مَتٰی تَرْحَمُوْنِیْ وَحَالِیْ کَذَا

کہان تک یہ صبر وامید ویقین — کہ اب اسنے تسکین ہوتی نہین

ہی سب حال میرا عیان مو بمو — فَیَا لَیْتَ شِعْرِیْ مَتٰی تَرْحَمُوْا

یہ مانا کہ تجھکو نہ ہو کچھ خیال — مجھے تو ہی تجھ سے امیدِ وصال

تَعَالِ اِلٰی بَکْنَنِ الْاُصُوْل — وَاُدْخُلْ عَلٰی بِحُسْنِ الْقَبُوْل

مئے شوقِ دیدار سے چور ہون — خدا جانے مین کب سے مخمور ہون

مئے وصل اب تو پلا ساقیا — وَلَا تَسْئَلُ مِنِّیْ مَضٰی مَامَضٰی

تعیّن کا پردا اُٹھے جو کہین — تو دراصل جز ذاتِ حق کچھ نہین

فَمِنْ اَیْنَ لِلْخَلْقِ ھٰذَا الْوُجُوْد — لِمَاذَا الْفِرَاقُ لِمَاذَا الصُّدُوْد

کہانتک رُکاوٹ کہانتک حیا — کہ محرم سے پردا نہین ہی روا

فنا و بقا حسب منشائے ذات — اُسے ہو جسے دے وہ علمِ صفات

تقضی القدیم سیقفی المجدد
ولا یبقی الا الذی ما یرید

ہو جز ذاتِ حق جملہ شئ کو فنا
اُسی کے ارادے کو ہی بس بقا

اذا مس لطفا یصیب العطا
ویلقیہ روحا علی من یشاء

فکن منعما الی بعض قریب
وجئنا بشیرا بوصل الحبیب

آمین

محبت

کہان ہو تو ای ساقیِ خوش جمال
دکھا جام بادہ مین نورِ جلال

تو کیون میرے نالونسے دل تنگ ہی
کہ جو دل ہی بیدرد وہ سنگ ہی

ہین تسبیح مین آسمان و زمین
نہ ہو عشق تو پھر یہ کچھ بھی نہین

یہی حاصلِ حسنِ تمیز ہی
محبت ہی عالم مین اک چیز ہی

محبت ابتدا مین ہو شوق وصال
کہ ہی بے نیازی دلیل کمال

ازل سے یہ آئینہ بے رنگ ہی
مرے دل کا ابتک وہی رنگ ہی

اسے غیر کی یاد بھاتی نہین
کوئی فکر اس مین سماتی نہین

تماشائے وحدت جو مطلوب ہی
جسے دیکھتا ہون وہ محبوب ہی

بد و نیک کی اس مین تمیز کیا
ہوا جب یقین وہم پھر چیز کیا

اگر عشق ہو حُسن ہی حُسن ہے — محبت مین ہر عیب بھی حُسن ہے

نہ خوشرو نہ کوئی حسین چاہیے — مگر ہان نظر حُسن بین چاہیے

لقب دون کسی کو اگر یار کا — حقیقت مین نقطہ ہو پرکار کا

مین عاشق ہون وہ گل سراپا رہے — کہ اَوْفُوا بِعَہْدِی کا اظہار ہے

جو ہو صادق الوعد وہ فرد ہے — جو ہو فرد الافراد وہ مرد ہے

کوئی زشت صورت ہو یا ہو حسین — محبّت مین کچھ سوجھتا ہی نہین

وہ مے دے کہ محبوبِ محبوب ہون — مین طالب رہون اور مطلوب ہون

اثر کا ہو در پردہ یہ اہتمام — یہان دل ہی دل مین ہو باہم کلام

یہان وحی کی کچھ ضرورت نہین — محبّت ہے یہ کچھ نبوّت نہین

تعیُّن پہ اسما مین ہے ناگزیر — ھُوَ اللّٰہُ نزدُ سمیعٌ قدیر

یُکَلِّمُہٗ وَحْیًا لَنَا فِی الْکِتَاب — یُکَلِّمُہٗ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَاب

جلائے جہان سوزِ دل شمعِ نور — وہان کیا ہو تعینِ نزدیک و دور

پھراتا ہے گو در بدر اشتیاق — نہین لذّتِ وصل کچھ بے فراق

وہ مے دے کہ ہو فخر حاصل مجھے — ملے منصبِ عشقِ کامل مجھے

وہ ہے نور مین پیکرِ مشتِ خاک — مین جسمِ کثیف اور وہ جانِ پاک

جو ہو عشق وہ روح الا[illegible] — بنادے مجھے حُسن مین رشکِ گل

جسے حُسن تمیز دے ذاتِ پاک — وہ کیونکر کہے ایک ہین نور و خاک

بنا مستِ خوبی سے بھر دے مجھے — تو مثل اپنے محبوب کر دے مجھے

مگر کچھ نہ کچھ ہو تمنّا ضرور — کہ حاجت دلاتی ہی شوقِ حضور

غذا روح کی سوز اور درد ہی — یہان جام قہوہ دم سرد ہی

تصوّر مین پیدا ہو یہ اتحّاد — نہ ہو کچھ تمیزِ مرید و مراد

جو تصدیق ہو کشف بھی ہو ضرور — محبّت بناتی ہی مٹّی کو نور

یہان بے کلام و کتاب و ورق — ہی القاء و الہام پہلا سبق

نہین لذّتِ دید محتاجِ قال — زبانِ بیان ہی یہان عینِ حال

کوئی بات آئی جو دل مین اُدھر — ہوئی قلبِ عاشق پہ وہ جلوہ گر

ادھر دل مین جو بات پیدا ہوئی — دلِ یار پر وہ ہویدا ہوئی

اگر حسرت و شوق مین ہو کمال — فراقِ اتم بھی ہی عینِ وصال

بدلتی ہی گو شکل لیلیٰ بہت — پر اک دل کو ہی اک تمنّا بہت

جو نقطہ ہو مرکز کا پیشِ خیال — دوائر ہون پیدا علیٰ قدرِ حال

زمین و فلک انجم و مہر و ماہ — جسے دیکھیے عشق مین ہی تباہ

یہان بوالہوس دل لگاتا نہین — کہ عاشق کبھی چین پاتا نہین

یہ ہے منزلِ عشقِ صادق یہان — قُمِ اللَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا کہان

محبت سے جنکو ہوا یہ خطاب — ہین محبوبِ حق وہ رسالت مآب

اُنھین کو تھا زیبا یہ حق کا پیام — کہ عاشق پہ ہے خوابِ راحت حرام

یہی اس محبت کا اسلوب ہے — جو عاشق ہے کامل وہ محبوب ہے

بہت قابلِ قدر ہے جذبِ دل — کہان روحِ یزدان کہان آب و گِل

خیالی رہے کچھ دنون گفتگو — تو ہوتی ہے وہ شکل خود روبرو

نہ جب تک وسیلہ ہو یہ عشقِ پاک — سراپا بنے روح کیا مشتِ خاک

مشیت نہ ہوتی جو صورت پذیر — تو کہتا اُسے کون رَبٌّ قدیر

یہ ظاہر یہ باطن غرض جملہ شی — حقیقت مین اِک عالمِ امر ہے

ہر اک امر کی جسکو تمئیز ہے — کہون کیا مین ساقی وہ کیا چیز ہے

وہ نقشہ کھنچے کشفِ حالات کا — مین ہر امر پہچان لون ذات کا

کہین ہے کلام اور نُوۡرٌ مُّبِیۡن — کہین حاملِ وحی و روح الامین

کہین اِمرِ اُلکُلّ ہے سامع کہین — ہے فارِق کہین اور جامع کہین

سمجھ مین جو آجائے منشائے ذات — خلافِ او امر نہ ہو کوئی بات

خداوند کے اپنے پیارے رہیں
ہم اُنکے رہیں وہ ہمارے رہیں

اگر کچھ ہو بر عکسِ منشائے ذات
تو کیا بن پڑیگی حضوری میں بات

وہ مے دے کہ جو عینِ دیدار ہو
خطِ جام بھی خطِ گلزار ہو

نہ ہو دل میں کچھ جز تجلّیِ یار
کہ اس آئینے پر نہ چھائے غبار

نہ ہو وہ جو عاشق کا آرام دل
تو پھر کیا ہے انسان جز آب و گل

محبت کے قابل ہے وہ ذاتِ پاک
کہ روشن ہے پرتو سے جسکے یہ خاک

مگر چاہیے کچھ تو مظہر ضرور
کہ پر لطف ہو جائے شانِ ظہور

تصور میں باتیں ہوں اک ماہ سے
حقیقت میں ہو ربط اللہ سے

نہ ہو ہوشِ جان فکرِ ہستی نہو
یہ سب کچھ ہو پر بت پرستی نہو

محبت میں پیدا ہو اتنا کمال
کہ گم ہو نشانِ فراق و وصال

نہ ساغر نہ بادہ نہ ساقی رہے
خداداد تمیز باقی رہے

کہ جو شے تصور میں ہو جلوہ گر
وہ خارج میں ویسی ہی آئے نظر

ہو معشوق و عاشق میں یہ اتّفاق
کہ ہو اختیاری وصال و فراق

جدائی یہی شانِ تمیز ہے
حجاب اور فراق ایک ہی چیز ہے

مزا کیا جو باہم نہ ہو اشتیاق
کہ وصلِ حقیقی ہے عینِ فراق

فَاَحبَبتُ کی تا ہو زیبا نمود	محبت مین خوشتر ہی دو کا وجود
کہ میکش ہون مین پارساقی رہے	خودی مین بھی اللہ باقی رہے

مجبوب

پلا بادہ ای ساقیِ گلعذار	کہ ہو یہ جوانی شبابِ بہار
اچھوتا دے پھر کوئی جامِ نبیذ	کہ سنتا ہون کُلُّ جدیدٍ لذیذ
لبھائے مجھے جو کسی کا جمال	وہ ہو پر توِ جلوہ ذوالجلال
تعیُّن مین تو وہ مرا ماہ ہو	الگ ہوکے دیکھون تو اللہ ہو
ہو صورت پرستی مین پہلے کمال	کہ قابو مین آجائے اپنا خیال
ہو جب دہر کی بے ثباتی عیان	ضمائر ہون راجع سوئے اصلِ جان
نہ ہو جب تصور مین کچھ غیرِ ذات	ملے بت پرستی سے اُسدم نجات
نہ عاشق نہ کوئی مرا ماہ ہو	لگا ہون مین اللہ ہی اللہ ہو
مگر جو تعیّن نہ ہو درمیان	ہو کیا رازِ اَوفُوا بِالعَہدِ ہی عیان
نہ ٹھہرے جو اس مین تو فاسق ہو وہ	جو ہو حافظ العہد عاشق ہی وہ
نہ ہو گو تمنّا بد و خوب کی	ہو تمئیز پر شانِ محبوب کی
جسے غیرِ عاشق کا آئے خیال	وہ محبوبِ ناقص ہی ای باکمال

خدا سے اُسے کیا سروکار ہو | جو اپنی غرض کا فقط یار ہو
پر اس مین خطا کیا کسی ماہ کی | کہ بے عیب ہی ذات اللہ کی
ستم مین ضرر کچھ ہمارا نہین | مگر کچھ بھی لغزش گوارا نہین
نہ قائم رہے جسکا یکسان خیال | وہ محبوبِ باطل ہی صاحب زوال
پرکھتی ہی لیلی بد و خوب کو | پرکھتا ہی صادق بھی محبوب کو
ہر لغزش جہان ہم ٹھہرتے نہین | محبّت کو بدنام کرتے نہین
نہ جب تک کہین جلوہ گر ہو وہ ذات | کوئی سمجھے کیا قلبِ عاشق کی بات
ازل سے جو محبوبِ یکتا نہین | وہ صادق کو پہچان سکتا نہین
میسّر جسے یہ کرامات ہی | وہی مظہرِ کاملِ ذات ہی
وہی ذاتِ اقدس ہی شایانِ عشق | نہین جز محمدؐ کوئی جانِ عشق
اگر جوش ہو آپ کی چاہ کا | یہی عشق ہی عشقِ اللہ کا
فنا ہو محمدؐ مین جو ساقیا | وہی مظہرِ ذات ہو ساقیا
شہِ غوثِ اعظمؓ مرے دستگیر | اکابر کے سرتاج پیروں کے پیر
محمد تو مظہر ہین اللہ کے | یہ مظہر ہین کامل اُسی ماہ کے
کوئی اُس سے ولیون مین ہو کیا بڑا | جو ہو مظہرِ کاملِ مصطفےٰؐ

بڑھے شان گو کتنی ہی وصل کی
مگر فرع تابع رہے اصل کی

محمدؐ ہین نور اور جہان ظلِّ نور
ادب کی جگہ ہے اگر ہے شعور

جو ہو نقطۂ مرکزِ ذاتِ حق
دوائر ہون اُسکے طبق بر طبق

مُعرّا تذبذب سے ہوتا ہی وہ
شک و ریب کو دل سے کھوتا ہی وہ

وہ جو صاحبِ حُسنِ تمیز ہی
سمجھتا ہی راسخ بڑی چیز ہی

جسے اسکی تمیز حاصل نہین
وہ ناقص کسی طرح کامل نہین

جہان بے تمیزی کا اثبات ہی
وہان سعیِ تضئیعِ اوقات ہی

جو ہی بد تمیز اور صاحب غرض
محبّت کو وہ جانتا ہی مرض

محبّت کا زیور ہی صدق وصفا
نہون ایک دو دل تو پھر لطف کیا

محبت کے معنی ہین شامل ہی انس
محبت کا واللہ حاصل ہی انس

جو عینیّتِ تامّہ ہو باہم
وصالِ صنم ہو فراقِ اتم

یہان دل ہین کچھ غیرِ وحدت نہین
نہو انس تو وہ محبت نہین

محبت محرّک مشیّت کی ہی
محبّت ہی کنجی حقیقت کی ہی

محبت سے ہرگز نہین حق جدا
جہان ہی محبت وہین ہی خدا

خدا کی طرف سے کشش ہو اگر
ملے خود بخود نیک و بد کی خبر

جسے ترکِ فانی کی توفیق ہو
محبت مین وہ جانِ تحقیق ہو

یقیناً وہ محبوبِ خلّاق ہی
حبیبِ خداوندِ آفاق ہی

جو عاشق کہ صادق ہی کامل ہی وہ
جو راسخ ہی عالم کا حاصل ہی وہ

ہوا اللہ کا جو وہ مظہر ہوا
قیود و تعیّن سے باہر ہوا

کسی کا نہ طالب نہ مطلوب ہی
وہ اپنا ہی عاشق ہی محبوب ہی

حقیقت یہی ہی پر اے باکمال
مزا دیتی ہی رحمتِ ذوالجلال

کہ اُسنے دو عالم کو پیدا کیا
عدم سے یہ سب کچھ ہویدا کیا

کوئی دم کے یہ دوست جانی ہین سب
وہ محبوب باقی ہی فانی ہین سب

دعا

مبارک ہی تو اے خدائے کریم
بَصِیْرٌ قَدِیْرٌ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

بری ہی تری ذات ادراک سے
ثنا کیا ہو پھر مجھ کفِ خاک سے

کسی کو ہو کیا علم کیسا ہی تو
تجھی کو ہی معلوم جیسا ہی تو

ترا غلغلہ شہر و بازار مین
ترا نغمہ ہر ساز کے تار مین

مبارک ہی تو اے عَلِیُّ الْعَظِیْم
لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ سَمِیْعٌ عَلِیْم

نہ کیون تیرے آگے نگونسار رہون
گنہگار سا مین گنہگار ہون

نہین تجھ سے پردا کسی بات کا — تو پھر کیا محل عرضِ حاجات کا
مبارک ہو تو ای مرے بے نیاز — بڑا دینے والا بڑا کارساز
اِدھر جو نظر ہو تری ای الٰہ — یہ ذرّہ بنے غیرتِ مہر و ماہ
یہ رحمت تری دل لبھاتی رہے — تمنّا طبیعت سے جاتی رہے
مگر یہ تمنّا بھی ہی اک گناہ — غنی کون ہی جز ترے ای اِلٰہ
بچائے مجھے ابتو ای ذوالجلال — کہانتک معاصی کہانتک یہ چال
ندامت سے ہر وقت مرتا ہون مین — گناہون کا اقرار کرتا ہون مین
یہ امید ہی تیرے اکرام سے — تو مجھے سیر کر دیگا انعام سے
ولی ہین جہان مین کہ اخیار ہین — ترے سامنے سب گنہگار ہین
سوا تیرے قُدّوس کوئی نہین — مگر تجھ سے مایوس کوئی نہین
بشر کیا ہون شایانِ حُسنِ قبول — لقب وے جنھین تو ظلوم و جہول
مگر ہان ترا فضل ہو چارہ ساز — کہ ای ذوالمنن تو ہی عاجز نواز
مری عاجزی میری بیچارگی — مری بیکسی میری آوارگی
عیان ہی ترے سامنے ای غفور — کہ انتَ علیمٌ بذاتِ الصّدور
کہانتک جرائم کا میرے شمار — مین ہون رحمتِ خاص کا خواستگار

مصیبت مین عاجز کے تو ساتھ ہی | بڑا زور والا ترا ہاتھ ہی

ہمین اپنی قوت سے غم سے نکال | ہمین دستِ قدرت سے اپنے سنبھال

تو ہردم ہو میرا رفیقِ طریق | ترے خاص بندے ہون میرے رفیق

تو مامن ہی مسکین و مغموم کا | تو مضبوط قلعہ ہی مظلوم کا

مخالف مرے بڑھ گئے ہین بہت | یکایک یہ سر چڑھ گئے ہین بہت

اگر بخشدے تو ہدایت کے ساتھ | ملون مین بھی انسے محبت کے ساتھ

ترے قہر کی آگ بھڑکے اگر | تو یارب کہان پائے کوئی مفر

مکافات سے مین بہت دور ہون | مگر تیری مرضی سے مجبور ہون

تو پھیرے تو منھ سب کے پھر جائینگے | بلندی سے اسفل کو گر جائینگے

نہین جز ترے کوئی ہادو مُضِل | ہی گویا ترے حکم سے آب و گل

یقیناً تو خالق ہی رحمان ہی | مگر کُلَّ یَوْمٍ نئی شان ہی

مبارک ہی تو اے حلیم و مجیب | رگِ جان سے بھی ہر بشر کے قریب

نہ ڈالے اگر تو حجابِ شہود | تو باقی رہے کیا ہمارا وجود

تو باطن ہی ظاہر ہی اے بیمثال | تو اول ہی آخر ہی اے ذوالجلال

خبر لے مری اے خدائے غیور | کہ صدمون سے ہی دل مرا چور چور

مصالح سے خالی یہ دنیا نہ ہو — تمنّا ہو بیجا تمنّا نہ ہو

جو توفیق دے تو مجھے ذوالجلال — تمنّا ہو پھر غیر کی کیا مجال

ان آنکھون مین تیرا یہ جلوا رہے — کہ دنیا نظر مین نہ دنیا رہے

جو تیرا ہو ای ارحم الراحمین — اُسے دربدر تو پھراتا نہین

فَاِنِّیۡ اَنَا اَسۡئَلُكَ الۡعَطَا — اَجِبۡ دَعۡوَتِیۡ یَا مُجِیۡبَ الدُّعَا

ترے فضل کا کوئی مانع ہی کب — ترے دستِ قدرت کے تابع ہین سب

جسے تجھ سے کچھ اُنس واخلاص ہی — وہ تیری فقط رحمتِ خاص ہی

مرا حوصلہ دیکھ ای کردگار — جو تیرا کرم ہو تو بیڑا ہی پار

الٰہی مین نادم ہون بیچارہ ہون — کسی کی محبّت مین آوارہ ہون

مین کیا ہون مرے حوصلے بھی ہین کیا — تو دیکھ اپنی قدرت کو ای کبریا

بضاعت یہان کچھ نہین جز خطا — مین طالب نہین اجر کا جز عطا

جو کچھ دیگا تو ای حلیم وغیور — وہ ہوگا طلب سے زیادہ ضرور

تو ہی دے تو سب کچھ ملے ای خدا — نہین جز ترے کوئی حاجت روا

زمین و فلک مین ہی جو ای کریم — یُسَبِّحۡ فَسُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡم

جو کچھ خلق مین ہی نہان و عیان — وہ کرتا ہی تقدیس تیری بیان

تو سبّوح و قدّوس و وہّاب ہی | تو قہّار و غفّار و توّاب ہی

توہی پردہ پوشِ گناہِ عظیم | تسلّی دہِ بینظیر سقیم

مرے رب مرے پاک پروردگار | فَاَنْزِلْ بِلُطْفٍ عَلَیْنَا الْوَقَار

مجھے خواہش اہلِ دنیا نہو | دعا ہی کہ اُنکی تمنّا نہو

مگر آئے دل مین مرے جو خیال | وہ تیری طرف سے ہو اے ذوالجلال

ہر اک عزم کا میرے ہو کارساز | ملے نصرت و فتح اے بے نیاز

گنہگار ہون مین تو رب امین | فَسُبْحَانَکَ اِنَّا مِنَ الظَّالِمِیْن

بشر ہون مگر شر مرا نام ہی | مین انسان ہون نسیان مرا کام ہی

مجھے دعویِ پارسائی نہین | گناہون سے اکدم رہائی نہین

جہان ہون ندامت مرے ساتھ ہی | مری آبرو اب ترے ہاتھ ہی

ہی ممکن ترے حکم سے ہر محال | تو اللہ باقی صمد ذوالجلال

اکیلا ہی تو اے قوی و جلیل | کریمٌ حفیظٌ رقیبٌ وکیل

نہ ہو تجھ سے مایوس کوئی فقیر | کہ ہر شی پہ قادر ہی تو اے قدیر

یہ جو کچھ ہی سب امر موہوم ہی | تری ذات بس حیّ و قیّوم ہی

تو حاکم ہی ارض و سموات کا | تو مرجع ہی کل کی مناجات کا

تری شانِ قدرت ہماری نمود | ترا فیضِ رحمت ہمارا وجود
مبارک ہی تو ای بدیع وسریع | ترے قہر سے تیری رحمت وسیع
بحقِ محمد نبیِ کریم | خطائین مری بخشدے ای علیم
ہین بیکس ہون میرا محافظ ہو تو | کہ حافظ ہی غالب ہی تو ای عفو
مبارک ہی تو ای سریع وبدیع | سَرِیْعٌ بَدِیْعٌ بَدِیْعٌ سَرِیْعٌ
جسے چاہے جلوہ دکھاتا ہی تو | غریبون سے کیون منھ چھپاتا ہی تو
ہماری زبان سے سن ای ذوالجلال | تباہی کا قصہ مصیبت کا حال
ستائے ہوئے ہم ہین ای دادگر | تو کر اپنی رحمت کی ہم پر نظر
سراپا خطا ہون ریاکار ہون | عقوبت کا بیشک سزاوار ہون
مگر تجھ سے رحمت کی اُمید ہی | زیادہ عنایت کی اُمید ہی
ترا حلم بخشے خطائین مری | ہون مقبول ساری دعائین مری
مبارک ہین وہ ای مرے دادگر | ہی جنکا توکّل تری ذات پر
بحقِ محمد رسولِ امین | ہوا ب رحم یا ارحم الرّاحمین

عروج

بنامت ای روحِ راحِ کریم | لَانْتَ وَلِیِّیْ وَعَوْنٌ عَظِیْمٌ

حبیب ایک محبوبِ اکرم کا ہون   مین اسوقت سرتاج عالم کا ہون

زمانے پہ لازم ادب ہی مرا   کہ دستور اعظم لقب ہی مرا

ترے فیض سے صدر اصحابؓ ہون   مین اس دور کا قطب الاقطاب ہون

کوئی سر اٹھائے ذرا کیا مجال   مِن اللہ ہی میری شانِ جلال

ہر اک سحرِ باطل مٹایا گیا   مجھے اسمِ اعظم بتایا گیا

کسی پر نہین ختم فیضِ عمیم   کہ ہر شئی پہ قادر ہی ربِّ عظیم

منافق نہ واللہ فاسق ہون مین   محمدؐ کے جلوے کا عاشق ہون مین

اُنھین کی شریعت کا پابند ہون   اُنھین کے کرم سے برومند ہون

محمدؐ کا فیضانِ روحی ہی یہ   ہمارا تو جامِ صبوحی ہی یہ

یداللہ کے ہاتھ مین ہاتھ ہی   یقیناً خدا خود مرے ساتھ ہی

ازل سے ہون مین خادمِ غوثِ پاکؓ   ہوئی جنکے صدقے مین روشن خاک

وہ سلطانِ عالم وہ مولا مرے   وہ مخدومِ اعظم وہ آقا مرے

نہ مین خشک زاہد نہ مجذوب ہون   ازل ہی سے محبوبِ محبوبؐ ہون

مقدر سے اب کیا گلا ہی مجھے   محمدؐ کا ورثہ ملا ہی مجھے

یہان فکر کچھ غیرِ وحدت نہین   کتاب و معلّم کی حاجت نہین

کسی کا نہ احسان سر پر لیا | مجھے جو دیا وہ خدا نے دیا

زمین و فلاک جملہ خلقِ خدا | یَقُولُونَ ھُوَ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ

کبھی ختم شانِ ولایت نہین | کہ محدود فیضانِ قدرت نہین

ملین پر نہ جب تک یہ تینون کمال | محمدؐ سے کامل نہین اتّصال

سخن ہو کرامت نہ رد ہو دعا | ہو پیشین گوئی بحکمِ خدا

بظاہر نہ ہو جو دعا مستجاب | خبر مصلحت سے ہو اُسکی شتاب

وہ مردے کہ حق کا نظارا کرون | محمدؐ محمدؐ پکارا کرون

خلاف اُنکے رستے کے جو پیر ہی | وہ شیطانِ پُر مکر و تزویر ہی

ہی مجنون وہی اور صاحب ثبات | کہ پیدا ہون لیلیٰ کے جسمین صفات

شریعت سے جو پیر سرتاب ہی | محمدؐ کا دشمن وہ کذّاب ہی

بحکمِ شریعت تو فاسق ہی وہ | ہی اللہ شاہد منافق ہی وہ

اُسے فکرِ آغاز و انجام کیا | ہدایت سے اُسکو بھلا کام کیا

لباسِ اکابر مین وہ خود غرض | بناتا ہی اورونکو صاحب مرض

جہان بال و پر خوب پیدا کیے | اُسی وضع کے لوگ یکجا کیے

یہی رنگ نقشے جمانے کے ہین | یہی ڈھنگ دنیا کمانے کے ہین

نہ کیون انکی ہر بات کو ہو فروغ ۔ برابر ہے سب انکو صدق و دروغ
جو بدعت پر انکی نہ مفتون ہوا ۔ اُسے کہدیا یہ تو ملعون ہوا
نہ کچھ سیرتِ مصطفیٰ کا ہے ذکر ۔ نہ آثارِ اصحاب کی انکو فکر
نہ پاسِ اُخوّت نہ آدابِ دین ۔ جسے چاہا بس کہدیا ہے لعین
جو مقصودِ شہرت نہین یا نزاع ۔ تو خلوت مین سنتے نہین کیون سماع
نہین اہل جو راگ سننے کے لوگ ۔ لگاتے ہین کیون اُنکے پیچھے یہ روگ

جو قبرون پہ سجدہ نہ کوئی کرے ۔ تو یہ چاہتے ہین ابھی دم مرے
سنین راگ خلوت مین محرم کے ساتھ ۔ کہ ہے دردِ عشّاق کے دم کے ساتھ
یہ لازم کہ ان سب سے تائب ہون مومنین ۔ سراپا شریعت پہ راغب ہون مومنین
عمل اُن احادیث پر ہے ثواب ۔ نہون جو خلافِ نصوص و کتاب
نہ جب تک حدیثون مین ہو کچھ فتور ۔ تبھی ہین بوحنیفہؒ کا پیرو ضرور
مخالف ہو قرآن سے جو حدیث ۔ تو راوی و ناقل ہین دونون خبیث
جو ہے بدعتی حق پہ قائم نہین ۔ جو آثار چھوڑے وہ مسلم نہین
بہت ان مین ایسے بداعمال ہین ۔ حقیقت مین جو فخرِ دجّال ہین
یہ تعلیم دیتے ہین یہ بے حیا ۔ ہے پیرِ طریقت کا سجدہ روا

سکھاتے ہین لوگون کو یہ بد خصال
ہر وحدت ہین یکسان حرام وحلال

بناتے ہین اورون کو آزاد یہ
ہزارون کو کرتے ہین برباد یہ

سُنا کوئی دوہا تو ہین لوٹ پوٹ
کنھیا کی صورت لگی دل پہ چوٹ

پڑھے کوئی آیت جو الحان سے
تو بیٹھے رہین چپ یہ انجان سے

کلام رسول و کلام خدا
سنین تو نہ ہو وجد انکو ذرا

یہی کیا محمدؐ کو منظور تھا
یہی کیا صحابہؓ کا دستور تھا

یہ مانا کہ جائز ہو نفس سماع
نہ پر اسطرح جس سے اُٹھے نزاع

نہ ہو سُن کے قرآن کو جو غنی
وہ ہم سے نہین کہہ گئے ہین نبیؐ

کوئی خاص میرا مخاطب نہین
ہر بے شرع جو پیر وہ کچھ نہین

جو بدعت پر ایمان رکھتے ہین یہ
اکابر پہ بہتان رکھتے ہین یہ

وہ قدسی نفس اہل ادراک تھے
اکابر ان اطوار سے پاک تھے

خلاف شریعت نہ اک کام تھا
اُنھین حفظ آداب اسلام تھا

اکابر پہ یہ حرف آتا نہین
کوئی اُنکے رتبے کو پاتا نہین

نہ تھے عیش کے یون طلبگار وہ
نہ شہرت پہ مرتے تھے زنہار وہ

ہو رتبے مین گو کوئی فخر جہان
مگر قرب خیر القرون اب کہان

کہان غوثِ اعظم سا اب دستگیر ‏ کہان اب وہ ہندالولی سا فقیر

تھا انکے لیے دین وہ دین کے لیے ‏ وہ رہتے تھے اُنکے اُنھین کے لیے

مین بندہ خداوندِ قادر کا ہون ‏ مین نقشِ قدم ان اکابر کا ہون

انھین کا یہ سب فیضِ تقلید ہی ‏ جو سرمایۂ عیشِ جاوید ہی

نہو گو کمالات مین کچھ قصور ‏ جو پہلے تھے اُنکو شرف تھا ضرور

جہانتک ملے قربِ خیر القرون ‏ اُسے کیون نہ آخر سے بہتر کہون

جو نسبت کرے اُنکی سوئے خلاف ‏ وہ بہتان ظاہر ہی تہمت ہی صاف

جسے کچھ بھی بے شرع جانینگے ہم ‏ نہ مانینگے اُسکو نہ مانین گے ہم

اکابر شریعت کے پابند تھے ‏ مُطہّر حضورِ خداوند تھے

بزرگونپہ اب بھی یہ باتین ہین شاق ‏ یَعُوْذُوْنَ مِنْ شَرِّ اَهْلِ النِّفَاقِ

جو پابندِ احکامِ ظاہر نہ تھے ‏ وہ ہرگز ہمارے اکابر نہ تھے

نظر آتے ہین اب بھی جو بدعتی ‏ عدوئے خدا ہین عدوئے نبی

دکھاتے ہین جو طرزِ حُسنِ قبول ‏ یہ ہین بودہ اور جوگیون کے اصول

سمجھتا تھا مین پندرہ سال تک ‏ کہ حق پر ہین یہ بھی کسی حال تک

کُھلین جس گھڑی ان کی مکاریان ‏ وہ پردے ہی پردے مین عیاریان

کہون کیا جو مجھکو ندامت ہوئی ۔ فقیرونکی صورت سے نفرت ہوئی

بجز زور کے کچھ بھی حاصل نہ تھا ۔ ہزارون ہین اک مردِ کامل نہ تھا

جو اُسسے طبیعت غنی ہوگئی ۔ معاذاللہ کیا بدظنی ہوگئی

مگر ایک شب کو یہ رحمت ہوئی ۔ رسولِ خداؐ کی زیارت ہوئی

جو عالم ہوا وجد کا حال کا ۔ یہی اجر تھا پندرہ سال کا

کسی سے نہ گو غنچۂ دل کھِلا ۔ مگر حُسنِ نیّت کا ثمرہ ملا

ستایا تھا اہلِ دغا نے مجھے ۔ نہ محروم رکھا خدا نے مجھے

محمدؐ کا اُس دم جو اکرام تھا ۔ خدا کا یہی فضل و انعام تھا

دعا حُسنِ انجام پا ہی گئی ۔ محبّت مری کام آ ہی گئی

خم و ساقی و جام و بادہ ملا ۔ طلب سے بہت کچھ زیادہ ملا

نہ باقی رہا رنجِ دوری مجھے ۔ ملی فضلِ حق سے حضوری مجھے

تھا اُسدم مرے سامنے اک شریر ۔ مرید اُسکے لاکھون صغیر و کبیر

یہ دیکھا تو بھاگا وہ منھ پھیر کر ۔ ہوا تب یہ ارشادِ خیرُ البشرؐ

کہ جو میری سنّت پہ قائم نہین ۔ منافق ہے وہ پیر مسلم نہین

دکھائے بھی گو وہ ہزارون کمال ۔ فَلیَستَدرِجُ اِنَّہٗ فِی ضَلَال

خلافِ اوامر کریں رات دن ولایت کا پھر دم بھریں رات دن

خلافِ شریعت جو ذو الحال ہی وہ ساحر ہی جوگی ہی دجّال ہی

شریعت ہی محبوب اربابِ حال شریعت ہی معیارِ صدق و کمال

کوئی اس سے منھ موڑ سکتا نہیں مسلمان تو چھوڑ سکتا نہیں

شریعت محبت کی معیار ہی جو پیرو ہو اسکا وفادار ہی

شریعت کا پورا جو عامل نہیں ولی بھی ہو لیکن وہ کامل نہیں

جو ہو خود غرض اور بدعت پسند وہ کس طرح پائے مقامِ بلند

نہ جوگی نہ فاسق ہوں میں ساقیا محمد کا عاشق ہوں میں ساقیا

نہ ملحد نہ آزاد رہبان ہوں میں بندہ خدا کا مسلمان ہوں

مرادین عشقِ حبیبِ خدا مقلّد ہوں اخیار اصحاب رض کا

اکابر کی تعظیم حبِّ کرام شہدا و بدر کی یاد ہر صبح و شام

شب و روز ہی حفظِ آدابِ دین مگر ہاں مجھے لہو آتا نہیں

ہیں جتنے یہ شیدائے دنیائے دوں یَخُوضُونَ فِیہَا وَھُمْ یَلْعَبُونَ

نہیں دین میں کارِ لہو و لعب نہ مومن ان افعال کا مرتکب

ہیں دنیا کی خاطر یہ مکر و فریب ہی بدعت سے انکی فقیری کو زیب

یہ محبوبِ حق خاتمِ الاولیا — جو چاہیں کریں انکو سب ہی روا

اگر ہون کسی وقت گمراہ یہ — کرامت تو استغفر اللہ یہ

انھیں اہلِ اسلام مین بالخصوص — حمیت نہ غیرت نہ باہم خلوص

وہ ہمّت دے کہ دم تیرا بھرتا رہون — شریعت کو مین حفظ کرتا رہون

وہ ہمّت دے کہ مردون مین اک نام ہو — مرے ہاتھ مین تیغِ اسلام ہو

نہ ہرگز پھرون لاکھ کوئی کہے — محمد محمد زبان پر رہے

سمائے رگ و پے مین ذکرِ اِلٰہ — خدا خود ہے میری وفا کا گواہ

اسماء الحسنیٰ

پلا ساقیا جامِ وصلِ حبیب — وَلَا رَيْبَ اِنَّ النَّصِيْبَ بِنَصِيْبٍ

غمِ ہجر کا وصل مین کیا گلا — فَاِنَّ الْبَلَاءَ لِاَهْلِ الْوِلَاءِ

ہے رحمٰن بیشک وہ فرد و غیور — اِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَاَيْنَ الصَّبُوْرُ

اگر ہو کوئی داعیِ اشتیاق — فَوَيْلٌ لِّذٰلِكَ الَّذِيْ لَا يُطَاقُ

جو عاجز بنا کوئی وہ ہے حلیم — وَمَنْ تَابَ فَهُوَ الْعَفُوُّ الرَّحِيْمُ

جو پکڑے کسی کو وہ ربِ عفو — فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ

اُسی کی عنایت اُسی کا کرم — جسے چاہے دے ملکِ ناز و نعم

فبشریٰ لمن یرتضی بالقضا — وطوبیٰ لمن یصبر علی الرضا
مخفف علی الرضاء

اگر سونپ دین اُسکو سارے امور — وہ کرتا ہی بندون کو راضی ضرور

نہین دیر رحمت مین غفار کی — لگی ہو مگر دل سے دلدار کی

جسے چاہے دم مین کرے فیضیاب — علیہ التکال الیہ المآب

جو ویران کو وہ رشکِ بستان کرے — کہانتک کوئی شکرِ احسان کرے

کیا مجھ سے بیکس کو یون کامیاب — وقد فاز فوزا بہ من اناب

نہ لب بند توبہ سے ہون متنفس — وہان عاجزی کام آتی ہی بس

توجہ ہوئی پیر کامل کی جب — دیا اُسنے گنجِ کمال وادب

مرے حال پر حق کی رحمت ہوئی — محمد کی کامل عنایت ہوئی

پلا جام پر جام اب تو شتاب — وہ کیا جھومتا آرہا ہی سحاب

گھٹائین ہین گھنگھور چھائی ہوئین — پھہارین ہین کیا تلملائی ہوئین

برسنے لگا ابر جو گھوم کر — ہوا اُونکے جھونکے چلے جھوم کر

یہ حکمِ تظاہر یہ حسنِ قبول — یہ بارانِ رحمت کا ہر دم نزول

درِ میکدہ پر حریفون کا شور — وہ جوشِ جوانی وہ مستی کا زور

عجب بادہ نوشی کی ہی دھوم دھام — درستی پہ ہی میکدے کا نظام

ادر کاس راح شفاء العاشقین — وقل حسبنا الله نعم الوکیل

لطیف خبیر بصیر ثابت — فوضت امری الی ربنا

بدیع سمیع مجیب معین — غنی هو ارحم الراحمین

هو المغنی الفرد رب الانام — غیاث المنیبین ذو الانتقام

وہ خالق و رزاق کل کا کفیل — و متکبر منتقم الجلیل

وہ سبوح و قدوس و رحمن ہے — رحیم اور جبار و دیان ہے

وہ ذو الطول و ذو البطش و صاحب جلال — وہ حنان و منان و لا یزال

مصور ہے علام و عالم ہے وہ — مہیمن ہے تواب و قائم ہے وہ

وہ عالی و اعلی ہے رب الکمال — قریب اور اقرب ہے وہ بے مثال

وہ مولا ہے کل کا وہ سب کا خدا — هو قاضی الحاجة للوری

ہے محصی وہی اور وہی ہے مقیت — ہے محی وہی اور وہی ہے ممیت

وہ ماحی و مثبت وہ حاکم بڑا — فیمحو و یثبت هو ما یشاء

مقدم وہی ہے مؤخر وہی — وہی مقتدر اور قادر وہی

فالحمد لله صنع الکمال — و سبحان ذی الحکم خلق الجمال

وہ بندہ نواز و خدائے غیور — اسی کو ہے زیبا جلال و غرور

هُوَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ مَنْ | لَنَا النَّاصِرُ الْغَالِبُ ذُو الْمِنَنْ
هُوَ اَكْبَرُ اَعْظَمُ ذُو الْبَقَاءْ | هُوَ رَافِعُ الشَّانِ ذُو الْكِبْرِيَا
هُوَ الْحَيُّ قَيُّوْمٌ اَحَدٌ غَفُوْرٌ | وَصَمَدٌ مُحِيْطٌ صَبُوْرٌ شَكُوْرٌ
هُوَ الْبَرُّ سَتَّارٌ رَحْمٰنٌ كَبِيْرٌ | هُوَ النُّوْرُ غَفَّارٌ عَبْدٍ فَقِيْرٍ
هُوَ الْعَالِيْ رَبُّ نَعْمَائِهٖ | وَلِلْكُلِّ وَهَّابُ لِآلَائِهٖ
هُوَ الْحَافِظُ الْوَاحِدُ الْمَاجِدُ | هُوَ الْوَاهِبُ الْمُنْعِمُ الْوَاجِدُ
هُوَ الْبَاقِيْ مَعَ اِجْلَالِهٖ | وَفَتَّاحُ اَبْوَابِ اَفْضَالِهٖ
هُوَ الْخَالِقُ الْبَارِيُ الْخَافِضُ | مُضِلٌّ هُوَ الْبَاسِطُ الْقَابِضُ
هُوَ الْوِتْرُ مُتَعَالٍ الْقَاهِرُ | وَقَهَّارٌ الْمُنْجِيُ نَاظِرٌ
رَفِيْعٌ عَلِيٌّ عَظِيْمٌ كَبِيْرٌ | حَلِيْمٌ عَفُوٌّ رَءُوْفٌ قَدِيْرٌ
مَلِيْكٌ سَلَامٌ ظَهِيْرُ الْعِبَادْ | عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُحِيْطٌ جَوَادْ
هُوَ الْكَافِيُ الشَّافِيُ الدَّائِمُ | هُوَ الدَّهْرُ ذُو الْقُوَّةِ الْعَاصِمُ
هُوَ مَالِكُ الْمُلْكِ مَالِكٌ مُبِيْنٌ | عَزِيْزٌ وَلِيٌّ قَوِيٌّ مَتِيْنٌ
هُوَ الْمُقْسِطُ الْعَدْلُ الْبَرُّ التَّوَّابُ | شَدِيْدُ الْمِحَالِ شَدِيْدُ الْعِقَابِ
هُوَ الْمُؤْمِنُ السَّابِقُ الرَّافِعُ | هُوَ الْفَاتِحُ الرَّازِقُ الْوَاسِعُ

سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ حَفِیْظٌ رَقِیْب | مُعِزٌّ مُذِلٌّ شَدِیْدٌ حَسِیْب
هُوَ مُنْزِلُ الْوَحْیِ وَالصَّانِعُ | هُوَ اَسْرَعُ الثَّابِتُ اللَّامِعُ
هُوَ الشَّاهِدُ وَالْحَکَمُ وَالشَّهِیْد | حَلِیْمٌ وَدُوْدٌ حَمِیْدٌ مَجِیْد
هُوَ الْبَاعِثُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ | هُوَ الْوَارِثُ الْبَاطِنُ الظَّاهِرُ
هُوَ الْمُبْدِئُ وَالْمُعِیْدُ الرَّشِیْد | هُوَ الْجَامِعُ الْهَادِیْ وَالْوَحِیْد
هُوَ الْمَانِعُ مُعْطِی السَّائِلِیْن | هُوَ الضَّارُّ وَالنَّافِعُ وَالْاَمِیْن
هُوَ قَابِلُ التَّوْبِ رَبٌّ کَرِیْم | هُوَ غَافِرُ الذَّنْبِ حَقٌّ قَدِیْم
بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَنْ | لَهُ الْحَمْدُ وَالْقُدْرَةُ وَالزَّمَن
هُوَ اللّٰهُ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْد | عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَشِیْد
هُوَ الْعَادِلُ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن | اِلٰهُ الْاِلٰهِیْنَ مُعْطِی الْیَقِیْن
تَقَدَّسَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّشَان | تَبَارَکَ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ وَّاٰن
قُلُوْبُ الْعَوَالِمِ بِاِکْرَامِهٖ | تَدُوْمُ عَلٰی شُکْرِ اِنْعَامِهٖ
وَاَفْضَلُ نَعْمَائِهِ الْمُصْطَفٰی | عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ عَلَیْهِ الثَّنَاء
فَادْعُوْا بِاَسْمَائِهٖ کُلِّهَا | هُوَ لَارَیْبَ رَبِّیْ مُجِیْبُ الدُّعَاء
لَکَ الْحَمْدُ یَا خَالِقَ الْکَائِنَات | اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِکَ التَّامَّات

ترے در پہ مظلوم آیا ہون مین | وسیلہ محمدؐ کا لایا ہون مین

لقد کنت انی من الظالمین | فارحمنی یا ارحم الراحمین

کوئی شئ نہین تیرے آگے محال | طلب سے بھی زائد دے ای ذوالجلال

محافظ رہے شانِ قدرت تری | نہ ضائع ہو مجھ سے ودیعت تری

جو آہر سے دی مجھکو اولاد بھی | رہین تا ابد اُن مین قطب و ولی

غریبون کا حامی ہے تو ای معین | نعوذ بک و بک نستعین

کسے تو تہے غم مین سنبھالا نہین | کوئی جز ترے دینے والا نہین

جو دنیا مین مانگون وہ دنیا مین دے | جو عقبیٰ مین چاہون وہ عقبیٰ مین دے

حضوری کا رشتہ نہ ٹوٹے کبھی | محمدؐ کا دامن نہ چھوٹے کبھی

رہے مجھپہ یہ فضل مولا مرے | کسی کا نہ محتاج ہون جز ترے

جو سرکش ہون وہ بھی مرے رام ہون | رفاقت مین کل اہلِ اسلام ہون

محمدؐ کی خدمت مین کرتا رہون | دم شرع و اسلام بھرتا رہون

بدل دے محاسن سے میرے عیوب | وابذکرک تطمئن القلوب

بحقِ محمدؐ سراج السبل | بحقِ ہمہ انبیا و رسل

بحقِ علیؑ و بحقِ بتولؑ | پئے اہلِ بیت و بہ آلِ رسولؐ

پئے جملہ اصحابؓ بدر وحنین — بحقِ حسنؑ ہم بحقِ حسینؑ
پئے صادقینؓ وشہیدانِؓ حق — پئے اہلِ عشقؒ و مریدانِؒ حق
الٰہی برائے ہمہ صالحین — الٰہی پئے جملہ اہلِ یقین
بحقِ ہمہ اولیاسے کرام — بحقِ ملائک ذوی الاحترام
الٰہی بحقِ کلامِ قدیم — الٰہی پئے شانِ خلقِ عظیم
الٰہی پئے عزِّ اسمائے تو — الٰہی پئے شکرِ نعمائے تو
ہمیں اپنی رحمت سے رکھ کامیاب — بر آئیں مرادیں مری کل شتاب
الٰہی رہوں تا ابد شاد کام — بحقِ محمدؐ علیہ السلام

آمین

ساقیٔ کوثر

بنامست اے ساقیِ بے نظیر — کہ ہوں فیض سے تیرے مہر منیر
ترا دل شکن یا جگر بند ہوں — میں کیسا ہی ہوں تیرا فرزند ہوں
نہیں فخر ہرگز کسی بات پر — مجھے ناز ہے بس تری ذات پر
تو ساقیِ کوثر ہے تو مرتضےٰ — تو دستِ خدا ہے تو شیرِ خدا
ولیِ خدا تو وصیِ نبی — علی ہیں محمدؐ محمدؐ علی

جو دیتے جدا تجکو احول ہی وہ
جو واصل ہوا تجھ سے اکمل ہی وہ

دو عالم مین برحق ہی یا سیدی
رسالت نبیؐ کی امامت تری

سوا اسکے جو کچھ ہی دنیا ہی وہ
پئے مجتہد زادِ عقبےٰ ہی وہ

تو شہرِ حقیقت کا دربند ہی
ترا عشق عشقِ خداوند ہی

مجاہد تھے صحبِ رسولؐ انام
فضائل مین اُنکے نہین کچھ کلام

[illegible] اصحابؓ کے واسطے
محبت ہی احباب کے واسطے

ہوا جن سے راضی خدائے مبین
جو راضی نہین اُنسے مسلم نہین

تفاوت ہی ہر ایک کی شان مین
ترے عشق سے جان ایمان مین

خدا کا نہین وہ نبیؐ کا نہین
جو تیرا نہین وہ کسی کا نہین

ترے نور سے جتنے گوہر ہوے
وہی جانشینِ پیمبرؐ ہوے

ہون مثلِ نبیؐ تا صبور و شکور
رہی راحتِ دنیوی سب سے دور

نہ کیون انکا حاسد ہو غرقِ غرق
کہان اہلِ دنیا کہان اہلِ حق

اگر ہو کوئی قول اِنکے خلاف
وہ ہی کذبِ ظاہر ضلالت ہی صاف

محمدؐ کو حق سے رسالت ملی
محمدؐ سے تجھ کو ولایت ملی

تو احمدؐ کا محرم محمدؐ کی جان
کسی کا نہین واسطہ درمیان

تو ہے بابِ علم نبیؐ اے علیم
نہین کوئی تیرا شریک و سہیم

یداللہ و غالب ہے تو اے ولی
تو کیا انتہا ہو ترے زور کی

مجھے اپنے ہی علم سے علم دے
اُسی زور سے زور دے حلم دے

ہین سردارِ جنت ترے دو گہر
تو افضل ہے اُنسے تری کیا خبر

تو شاہ شجاعان تو زوجِ بتولؑ
نہ جانا کسی نے تجھے جز رسولؐ

ترے نور سے پُر ضیا شش جہت
شریکِ نبوت تو باین صفت

حقیقت مین اے صاحبِ ذوالفقار
تری ہر صفت شانِ پروردگار

مری جان و تن مین تو مخلوط ہے
مرا سلسلہ حق سے مضبوط ہے

دعا ہے شب و روز اے حق مآب
کہ ظاہر ہو تو صورتِ آفتاب

ہمارے لیے وجہِ تسکین ہو تو
امامِ زمان مہدیٔ دین ہو تو

اُسی نور سے کر مجھے فیضیاب
کہ ہر قطرۂ جسم ہو آفتاب

ترے لطف سے اے طبیبِ لبیب
شفا ہر الم سے مجھے ہو نصیب

حضوری مین ہر وقت حاضر رہون
کہین ہون مگر تیرا ناظر رہون

رسولِ خدا نے وصیت یہ کی
کہ ہو واجب القدر عترت مری

مری آل کے بعد ہے یہ کلام
انھین دو سے کافی ہے بس اعتصام

مئے ناب ساقی پلادے مجھے
تو جھگڑون سے اب تو چھڑائے مجھے

ہو جس دل مین تیری محبت کا عطر
وہان غیر کی یاد ہو بوئے قطر

تری ہی ادا ہے سخن مین ملے
ترا رنگ و بو ہے چمن مین ملے

اسی دھن مین سویا جو مین اے ولی
تو القا ہوا تیرا فیضِ جلی

مین کیا دیکھتا ہون ہے اک بحرِ نور
صفا پرور و رشکِ صحنِ بلور

نہ دیکھی یہ ہمنے یہ تجلی کہین
نگاہین کسی جا ٹھہرتی نہین

ہر اک موج مین ہے عجب آب و تاب
نہین جسکا جز نورِ یزدان جواب

مین ہون وسطِ دریا مین با صد امید
عماری پہ بالائے فیلِ سفید

جدھر سے روان ہے یہ دریا ادھر
اُسی سمت کو ہون مین گرمِ سفر

جہان مجھکو جانا ہے با احترام
ہے معلوم اُسکا نشان و مقام

بہت دور جاکر جو اُٹھی نگاہ
پسِ پشت ہے ایک پیلِ سیاہ

ہین کچھ لوگ اُسپر عماری نہ جھول
سیہ رو وہ سب اور بیحد ملول

یہی قصد کرتا ہے وہ فیلِ بد
کہ اُس چلنے کو مارون زروئے حسد

مگر دھار پر زور چلتا نہین
کنارے کنارے ہے اندوہگین

جو اس دیکھنے مین ہوئی تھوڑی دیر
تو پہلو پہ آیا وہ ہوکر دلیر

یہ چاہا ہو خرطوم سے مشت زن ‏ ‏ بڑھا تب مرا فیلِ دشمن فگن

کنارے گرا جا کے فیلِ سیاہ ‏ ‏ ہوئی اُن سوارونکی حالت تباہ

گرا مر گیا گل گیا بہ گیا ‏ ‏ نشان بھی نہ مردود کا رہ گیا

مسرت فزا گو ہی مرگِ لعین ‏ ‏ مین ہون پر سوارونکی خاطر حزین

کہ دریا مین جز فیل جائیگا کون ‏ ‏ یہ بارِ سفر اب اُٹھائیگا کون

جو ہمراہیون نے سنا یہ کلام ‏ ‏ تو بولے کہ نزدیک ہی اک مقام

وہان چل کے خچر منگا دین انھین ‏ ‏ رہِ خشک اب ہم بتا دین انھین

بڑی خوشدلی سے وہ جمِّ غفیر ‏ ‏ روانہ ہوا پا کے زادِ کثیر

اُسی فیل پر با جلال و حشم ‏ ‏ چلے پھر اُسی بحر کی سمت ہم

پر اتنے مین اک پیکِ عالیوقار ‏ ‏ پکارا کہ ای خسروِ کامگار

ٹھہر جائیے جشنِ عشرت ہی آج ‏ ‏ اسی گھر مین حضرت کی دعوت ہی آج

یہ سنکر اُسی فیل پر سے وہان ‏ ‏ نظر روزنِ در سے کی ناگہان

تو کیا دیکھتا ہون کہ اک بزمِ نور ‏ ‏ مرتب ہی با صد نگار و سرور

ہرا ریشمی سب کا ملبوس ہی ‏ ‏ وہ ہین شمع یہ سبز فانوس ہی

چمکتا ہوا جامہ ہر ایک کا ‏ ‏ مغرق جواہر مین سرتا بپا

کہا مین نے داروغہ سے پھر کہ ہان — تو آنکھون سے خود دیکھ لے یہ سمان

لباسِ سفید آج پہنین گے ہم — مگر ہون جو اہر نہ کچھ ان سے کم

مرے توشہ خانہ کو جا کر شتاب — وہی جامہ لایا وہ باآب و تاب

پہن کر وہ ملبوس حاضر ہوا — مین اُن سب کا محبوبِ خاطر ہوا

بچھا ایک جانب کو ہی ایک تخت — ہی اُسپر جلیس ایک تابندہ بخت

وہ جامہ سپید اور رُخ پر جلال — سراپا جمال اور شیرین مقال

ہی دستِ مبارک مین کوئی کتاب — جسے پڑھ رہا ہی وہ عالی جناب

وہ ہی ذاکرِ اہلِ بیتِ کرام — فضائل سناتا ہی ان کے تمام

جو فارغ ہوا ذکر سے وہ حبیب — گلے سے لگایا بلا کر قریب

کہا سب سے پھر اُٹھکے ملیے شتاب — کہ مہمانِ مولا ہی یہ حق مآب

یہ مولانا محبوبِ خاصِ نبیؐ — کرامت ہی انکی ہر اک مثنوی

یہ فرماتے ہین مرشدِ عالمین — کہ ہم خود اُنھین لیکے پہونچین وہین

خدا کو نیاز انکا مرغوب ہی — جو انکا ہی مولا کا محبوب ہی

مرید انکے جو ہون بعید و قریب — اُنھین ہوگی دیدِ محمدؐ نصیب

سنا مین نے جو ہین یہ شیرین کلام — ہوا دوڑ کر دست بوسِ امام

پھر اتنے مین برخاست محفل ہوئی　　تو مجکو وہی فکرِ منزل ہوئی

اُسی فیل پر ہوکے فوراً سوار　　چلا مین سوے بحرِ انجامِ کار

مگر دوڑ کر آئے کچھ خادمین　　پکارے کہ اے شاہِ تاج و نگین

یہان سے نہین وہ جگہ کچھ بھی دور　　کہ جس جا سے جاری ہے یہ بحرِ نور

نظر کی اُدھر تو نمایان ہے راہ　　ہے وہ جاے مقصود پیشِ نگاہ

برستے ہین انوارِ ربِّ غفور　　اُدھر سے روان ہے وہی بحرِ نور

دکھائی خدا نے جو شکلِ امید　　چلا جھوم کر تب وہ فیلِ سفید

کہون کیا مین کیونکر روانہ ہوا　　کہ محبوبِ ربِّ یگانہ ہوا

وہین غیب سے دل پہ اِلقا ہوا　　خدا کی طرف سے ہویدا ہوا

ائمہ ہین یہ سب جو ہین سبز پوش　　ہے مہدی وہی صاحبِ تخت و ہوش

نہ جب تک ہو ظاہر وہ شکلِ امید　　رہیگا یہ ملبوسِ حضرت سعید

جو چونکا بحکمِ خداوندگار　　اذانِ سحر تھی شہادت گزار

خدا نے جو بھیجی نویدِ ظفر　　ادا کر چکا مین نمازِ سحر

اثر تھا محبت کا یہ لاکلام　　ہوئی درفشان جو زبانِ امام

نہ کیون اہلِ دین پر ہو واجب ادب　　کہ مولانا مجکو ملا ہے لقب

وہی مے مجھے ساقیا پھر پلا
کہ جسکی بدولت یہ سب کچھ ملا
رہوں بادہ کش میں تو ساقی رہے
ابد تک ترا فیض باقی رہے

آمین

عنایت

بنا مست اے ساقی راحِ نور
ہے فضلِ خدا سے زمانِ ظہور
نہیں زیب دیتی ہے مستو نمیں بیر
کہ قرآن میں آیا ہے اَلصُّلحُ خَیر
تخالف سے بہتر ہے باہم وداد
کہ رحمت کی پہچان ہے اتحاد
جو عفوِ جرائم میں ہو مستقیم
اُسے دوست رکھتا ہے ربِّ کریم
مقابل کوئی اُس صمد کا نہیں
مرے ساقیا موقع حسد کا نہیں
بلا واسطہ حق نے بخشا کمال
کہ توأم ہے شانِ جلال و جمال
ملی جب مجھے دیدۂ حق نگر
ہوئی شانِ احمدؐ کی اُسدم خبر
وہ رحمت دیا جسنے گنجِ طرب
محمدؐ کا فیضانِ روحی ہے سب
ازل ہی سے اِک نسبتِ خاص ہے
محبت مری عینِ اخلاص ہے
میں جسدم ہوا سترہ سال کا
بڑھا شوق بھی ذکر و اشغال کا
اول سے تھی جو پاک طبعِ لطیف
میں پڑھتا تھا ہر دم درودِ شریف

سحر کو جو اُٹھتا اسی فکر مین
مجھے نیند آتی اسی ذکر مین

درود ایک شب پڑھ کے مین ہشیار
ہوا مائلِ خواب انجام کار

تو دیکھا کہ ہے پُر فضا اک مقام
طراوت فزا رشکِ دار السلام

وہان ایک سیدھی سڑک نور کی
دکھاتی ہے ہر دم چمک نور کی

جہان ختم ہوتی ہے وہ شاہراہ
وہان ہے مزارِ رسولِ اِلٰہ

عجب قُبۂ نور و جائے کریم
وہی جا ہے بس بعدِ عرشِ عظیم

اسی سمت مین با ہزاران اُمید
شتابان ہوا ہو کے مشتاقِ دید

کہون کیا مین اُس دم تھا کیسا جمیل
کہ ہو حُسنِ یوسف نہ جسکا عدیل

مرا جسم پر نور و جامہ سفید
قمر سے تجلّی مین دونون مزید

مین رفتار مین تھا بہت زود کوش
کہ پیدا ہوے چار کس خرقہ پوش

لگا ہونے مین اُن سب کی یجذب تھا
رسن سے بندھے مین جسطرح دست و پا

مجھے مل کے سب قید کرنے لگے
اُسی دام مین صید کرنے لگے

ہر اک مرد اسی فکر مین غرق تھا
مگر باز و کنجشک کا فرق تھا

اثر بھی نہ کچھ مجھپہ زنہار تھا
اسی فکر مین گرم رفتار تھا

جو عاجز ہوے تو یہ بولے وہ سب
ہم اقطابِ عالم ہین ای با ادب

بظاہر تو پُتلے ہین ہم خاک کے ‌ ‌ نگہبان ہین پر اس درِ پاک کے

لگے ہین یہ سب قفلِ آہن تمام ‌ ‌ یہ دروازے کھلتے نہین لا کلام

اب آگے بڑھائیگا جو تو قدم ‌ ‌ بجنگ و جدل پیش آئینگے ہم

کہا مین نے لڑنے کو آیا نہین ‌ ‌ جنون میرے سر مین سمایا نہین

مگر ہون مین آلِ رسُولِ کریم ‌ ‌ حسد سے تمھارے نہین خوف و بیم

جہانتک کہ طی ہو چکی ہی یہ راہ ‌ ‌ نہ پیچھے ہٹونگا مین بے اشتباہ

کوئی دس قدم کا ہی اب فاصلا ‌ ‌ نہ ہو رخنہ انداز بہرِ خدا

کہا سب نے پھر جا یہان سے ابھی ‌ ‌ کہ ہم آگے بڑھنے نہ دینگے کبھی

کہا مین نے گو سب ہو تم بے شعور ‌ ‌ مگر مجھ کو پاسِ ادب ہی ضرور

اگر مین ہون اُنکا بلائینگے وہ ‌ ‌ مجھے اپنا جلوہ دکھائینگے وہ

یہی کہہ رہا تھا مین با صد ادب ‌ ‌ گرے خود بخود ٹوٹ کر قفل سب

اُٹھا جبکہ دروازونکا بھی حجاب ‌ ‌ درخشان ہوا عارضِ آفتاب

نمایان ہوا جلوۂ نورِ پاک ‌ ‌ تو بھاگے وہ سب بادلِ دردناک

الگ جا کے بولے وہ سب ناصبور ‌ ‌ کہ مدت سے خادم تھے ہم تو حضور

نہ اک دن بھی یہ لطف ہم پر ہوا ‌ ‌ نہ یہ وصلِ ظاہر میسّر ہوا

ہوئی دُرفشاں تب زبانِ رسول ۔ کہ بیشک ہو تم اہلِ حُسنِ قبول

مگر تم مین یہ زور ہرگز نہ تھا ۔ کہ اک قفل بھی ٹوٹتا برملا

یہ ایسا ہی دل لیکے آیا یہان ۔ مجھے اُٹھ کے ملنا پڑا بیگمان

تمھین اجر دینا جو بھایا مجھے ۔ محبّت نے اس سے ملایا مجھے

تمھین بھی نصیب آج دولت ہوئی ۔ کہ اسکی بدولت زیارت ہوئی

گلے سے لگا کر بشیرؐ و نذیرؐ ۔ ہوے دُرفشاں مجھ سے اے منیظم

عطا کی تجھے ہم نے اپنی زبان ۔ کہ ہو وحی سے تا ابد کامران

ازل سے ہی تو ہم کو پیارا ضرور ۔ جو تیرا ہی وہ ہی ہمارا ضرور

محبت تری حق کو مرغوب ہی ۔ ازل ہی سے تو مجھکو محبوب ہی

حضوری مین اتنا مکرّم ہوا ۔ کہ تو قطبِ الاقطابِ عالم ہوا

ہوا و ہوس پر نہ مرنا کبھی ۔ خلافِ سنن کچھ نہ کرنا کبھی

نہ کرنا کبھی فکرِ دنیاے دون ۔ مین ہر لحظہ ہر دم ترے ساتھ ہون

بڑھا میرے آگے یہ رتبہ ترا ۔ ترا دیکھنا دیکھنا ہی مرا

محبت جو تجھ سے کرے لاکلام ۔ ہوئی آگ دوزخ کی اُسپر حرام

رہینگے ابد تک ترے جانشین ۔ ولایت ملیگی اُنھین بالیقین

ترے حق مین جو خیر ہو گی دعا — کریگا وہ مقبول بیشک خدا
کسی طرح اب کر نہ وسواس تو — قیامت مین ہوگا مرے پاس تو
مریدون پہ سارے بحکمِ صمد — رہیگا تصرف ترا تا ابد
ابد تک اسی طرح ای ذو مقام — رہیگا تو کل اولیا کا امام
شرف اولین کو جو تجھ پر ہوا — تو اس عہد سے سب کا افسر ہوا
یہ فرما چکے جب وہ شاہِ حجاز — گلے سے لگایا بصد لطف و ناز
اسی وجد مین کھل گئی آنکھ بھی — مہکتا تھا کمرہ خوشی دل مین تھی
تھا وقتِ اذان بج رہا تھا گجر — پڑھی مین نے اُٹھکر نمازِ سحر
یہ سب کچھ ملا بالیقین ساقیا — مگر کبر مجھکو نہین ساقیا
وہ مو دے رہون تا ابد با ادب — پڑھون یہ مناجات ہر روز و شب

مناجات

[illegible] دو عالم ترا فضل نور — یہ سب کچھ ارادے کا تیرے ظہور
فَیَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ مِنَّا — وَثَبِّتْ عَلَی الرُّشْدِ اَقْدَامَنَا
الٰہی تو نور السموات ہے — تعیّن بھی اک جلوۂ ذات ہے
تو اللہ و مغنی غنیؔ و صمد — تو رزاق و وارث قدیم و احد

ہو تیرا ہی جلوہ نہان و عیان ۔ کوئی شی نہین تجھ سے خارج یہان

اَنَا الْعَبْدُ کُلُّ مَفَازِیْ لَدَیْکْ ۔ فَاِنِّیْ اُفَوِّضُ لِاَمْرِیْ اِلَیْکْ

ترے امر سے ہر نمودِ شہود ۔ اِذَا کَانَ مَوْجُوْدًا اَنْتَ الْوُجُوْد

بَدِیْعُ السَّمٰوَاتِ رَبٌّ عَلِیْم ۔ فَسُبْحَانَکَ ذِی الْجَلَالِ الْقَدِیْم

عَظِیْمٌ لَطِیْفٌ سَمِیْعٌ بَصِیْر ۔ عَزِیْزٌ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

بَدِیْعٌ سَرِیْعٌ مُجِیْبٌ حَسِیْب ۔ کَرِیْمٌ مُحِیْطٌ حَفِیْظٌ رَقِیْب

الٰہی بحقِ ھُوَ اسمِ ذات ۔ پئے حیّ و قیّوم عین الصفات

بحقِ رسولانؑ و تاجِ رسلؑ ۔ محمدؐ رسول و سراج السُّبُل

بحقِ ملائکؑ پئے صالحینؒ ۔ بہ آلِ رسولؐ و بہ اہلِ یقینؒ

ہمین خیرِ دارین دے بے حساب ۔ دو عالم مین رکھ وصل سے کامیاب

تَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ الْمُبِیْن ۔ تَبَارَکْتَ یَا اَحْسَنَ الْخَالِقِیْن

آمین

ستایش

ستایش کرون مین خداوند کی ۔ گرہ کھولتا ہی جو ہر بند کی

وہ میرا خدا ہی خدائے جہان ۔ وفا کیش و نصرت دِہِ راستان

ستایش ہو زیبا اُسی پاک کو ۔ محمدؐ کیا جس نے اِس خاک کو

بھلا سمجھے کیا اُنکا رتبا کوئی ❊ ہوا کوئی ایسا نہ ہوگا کوئی

ستایش ہی شایان اُسی ذات کو ❊ بنادے جو کعبہ خرابات کو

اگر دے وہ مجرم کو خلدِ برین ❊ کوئی روکنے والا ہرگز نہین

ستایش ہی زیبا اُسی فرد کو ❊ کرے عینِ درمان جو ہر درد کو

نہو اُس سے مایوس مشتِ خاک ❊ کہ ہر شی پہ قادر ہی وہ ذاتِ پاک

ازل سے ابد تک اُسی کا ہی راج ❊ اُسی کی عنایت ہی شاہونکا تاج

عزیز و صمد فرد و قائم ہی وہ ❊ شدید و قوی حیّ و دائم ہی وہ

وہ زندہ ہی پاک صداقت پسند ❊ کیا اُسنے سچّون کا رتبہ بلند

جو بندہ گرا وہ اُٹھاتا رہا ❊ جو سرکش تھے اُنکو گراتا رہا

مین اپنے خدا کی ستایش کرون ❊ اُسی کا مین ذکرِ نوازش کرون

وہ شوکت ہی میری مری شان ہی ❊ مری آن ہی وہ مری جان ہی

مین فریاد کرتا ہون سنتا ہی وہ ❊ کہ سچّونکو جھوٹون سے چنتا ہی وہ

وہ معبودِ برحق ہی قدّوس ہی ❊ بہت اپنے بندون سے مانوس ہی

خداوندِ عالم خدائے غیور ❊ ہی مغرور سے اُسکی رحمت نفور

کسی کا وہان جھوٹ چلتا نہین ❊ بناوٹ سے مطلب نکلتا نہین

[illegible] نگہبان ہو

ہیں جو کون تو وہ خود نظر ہو مری — وہ میرا خدا ہے کہ سپر ہو مری

وہ خاصوں کو دیتا ہے اپنے ادب — نہیں ہم پہ کوئی بلا بے سبب

ستایش کروں میں اسی پاک کی — جو بیٹھا ہے کرسی پہ افلاک کی

کہاں تک بڑھینگے مخالف مرے — خدا صدقِ دل سے ہے واقف مرے

جو بڑھتے ہیں بیجا گھٹاتا ہے وہ — جو بنتے ہیں اُنکو مٹاتا ہے وہ

ستایش کریں ہم خدا کی بہت — نہ حاجت ہمیں ہے دعا کی بہت

ہمارا خدا قادرِ بے نیاز — اُسی کو ہے زیبا گھمنڈ اور ناز

جزا دس گنی دے جو اعمال کی — خبر لے عنایت سے بدحال کی

مرا مُتکا ہے وہ میری پناہ — مری تیغ ہے وہ وہ میری سپاہ

وہ بازو ہے میرا مرا زور ہے — وہ میرا رجز ہے مرا شور ہے

وہ حاکم ہے میرا وہ میرا گواہ — وہ مولا ہے میرا وہ میرا [illegible]

عنایت سے جب کام لیتا ہے وہ — ہمیں حُسنِ ادراک دیتا ہے وہ

وہ دل ہے مرا مدعا ہے مرا — وہ میرا خدا ہاں خدا ہے مرا

وہ میری دعا ہے وہی ہر کلام — اُسی پر توکل ہے میرا مدام

وفورِ گنہ سے گرانبار ہون — مین اپنے خدا کا گنہگار ہون

بدی کی مری انتہا ہی نہین — کوئی کام اچھا کیا ہی نہین

خدا کے سوا فردِ واسع ہی کون — اگر بخشدے وہ تو مانع ہی کون

وہ راضی رہے ہم سے ہم مطمئن — ہمارا وہ حامی رہے رات دن

یہ روشن کرے نام کو کام کو — کہ دون جانِ تازہ ہین اسلام کو

سوئے خیر ہم کو ہدایت کرے — جو مانگین ہمین وہ عنایت کرے

آمین

مثنوی مقدس

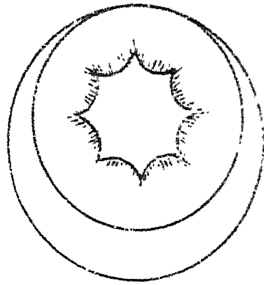
الکلام

کا دوسرا صحیفہ

کتابِ مُبین

من تصنیف تشریف عالیجناب ہدایت مآب مقبول حضرت آمرشدنا ومقتدانا مولانا محمد بشیر شاہ صاحب قادری
حسینی تقی سلمہ اللہ تعالیٰ و زادت برکاتہ خلف الصدق و جانشین عالیجناب طریقت مآب مولانا شاہ احسان علی صاحب
قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعلیٰحضرت قطب الاقطاب عالیجناب مولانا شاہ محمد عبد العزیز صاحب دہلوی و خلیفہ خاص حضرت
غوثِ صمدانی محبوبِ ربانی حضرت جناب سید شاہ [illegible] جیلانی صاحب [illegible] سجادہ نشین [illegible] شریف لکھنؤ





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پلا ساقیا صمتِ حق کا جام
کہ شانِ محمدؐ ہی حسنِ نظام

وہ مے جسکے نشہ مین وہ نور ہو
مرا دل محبت سے معمور ہو

اڑاؤن مین کب تک ہراک در کی خاک
الیہ الوسیلہ ہے عشقِ پاک

حرم کی ہوس ہو نہ ہو دیر کی
نہ طاعت کرون مین کسی غیر کی

دکھادے ہمین اُس رہِ خاص کو
کہ ملتی ہی جو اہلِ اخلاص کو

نہ مغضوب ہون تا نہ گمراہ ہون
مین ہر دم مؤید من اللہ ہون

محمدؐ کے صدقے مین بھر دے نہ مجھے
غرض یہ کہ محبوب کر دے مجھے

آمین

ظہور

پلا ساقیا بادہ بے خوف و بیم | ھُوَ اللّٰہُ صَمَدُ وَّ اِلیٰ کَرِیم

اسی مے کو تو راحِ اطہر بنا | اسی جام کو حوضِ کوثر بنا

بڑھا ظرف کر دے مجھے بےنظیر | کہ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیر

شفق مین سرِ بامِ چرخِ کہن | ابھی جگمگاتی ہے کچھ کچھ کرن

بسیرون کو جانے لگے وہ طیور | اندھیرا ابھی چھانے لگا دور دور

سنہری ہوئین حوض کی چادرین | وہ اُڑنے لگین سر پہ چمگادرین

کھڑے ہین وہ کوٹھون پہ اربابِ دین | لگائے ہوے آنکھ پر دوربین

افق کی طرف غور سے بار بار | نظر کر رہا ہے ہر اک روزہ دار

چڑھے تھے فصیلون پہ جو اہلِ صوم | پکارے خلائق کو وہ فخرِ قوم

مبارک ہو اے طالبانِ وصال | دکھاتا ہے وہ تیغِ ابرو ہلال

یہ سنکر ہوے شاد پیر و جوان | مسرّت کا ہر سمت چھایا سمان

مہِ نو ہوا جلوہ گر دہر مین | وہ بجنے لگین نوبتین شہر مین

سلامی کی آواز آنے لگی | شہانے کی دھن کیا رجھانے لگی

ہے افطار کی ہر طرف دھوم دھام | اذانون سے گونج اُٹھی بستی تمام

مہِ نو کی خاطر بہت دیر تک | بچھائے رہا سرخ اطلس فلک
دکانوں پہ وہ لمپ جلنے لگے | ستارے بھی دو اک نکلنے لگے
مہِ نو کی کشتی پہ ہو کر سوار | اُترنے لگی شام قلزم کے پار
فریضے سے فارغ ہوے پاکباز | اُٹھانے لگا چرخ بھی جا نماز
مساجد سے گھر کو چلے خاص و عام | مہِ نو نے جھک کر کیا وہ سلام
وہ پہونچے مکان پر صغار و کبار | وہ کھاپی کے فارغ ہوئے روزہ دار
علی قدرِ حیثیت اہلِ دوَل | سجانے لگے اپنے اپنے محل
سجا خوب ہر قصرِ جنّت نشان | بنا کعبۂ خیر رشکِ جنان
پر اتنے مین ہر سو ہوئی یہ پکار | رہو اپنے سامان سے ہوشیار
دمِ صبح حاضر ہون برنا و پیر | حضورِ شہنشاہِ مہرِ منیر
محل ہے جو دیوانِ خاصِ الست | وہاں میرِ فطرت کا ہے بندوبست
اُسی مین وہ سلطانِ عالی مقام | کریگا سویرے سے دربارِ عام
منادی نے جسوقت دی یہ ندا | خوشی کا پڑا شہر مین غلغلا
یہان سے ہے نزدیک تر اک مقام | کہ جسکا دیارِ محبّت ہے نام
وہان رہتے ہین سارے اہلِ وفا | نہین جانتا کوئی نام ریا

مقدم عرب قلعہ و شہر بھی — وہان کا ہے دار الخلافت وہی

عجب سرزمین رشکِ باغِ ارم — کہ کھاتی ہے نزہت اسی کی قسم

اسی ملکِ خوبی کا یکتا امیر — کہ ہے عشق بازی مین وہ بینظیر

وہ محبوبِ اہلِ جمال و جلال — وہ مطلوبِ اہلِ کمال و وصال

وہ سرکردۂ اہلِ صدق و یقین — وہ سرمایۂ فخرِ اصحابِ دین

وہ ممدوحِ اربابِ فضل و کمال — ہر اک علم و فن مین عدیم المثال

تعشق کی مشق اسکو ہر صبح و شام — شب و روز مہر و محبت سے کام

جہان مل گیا کوئی عاشق مزاج — تو سمجھا اسے فرقِ صحبت کا تاج

اسی کی تواضع اسی سے کلام — اسی کی ملاقات و خدمت مدام

وہ اقبال و دولت کا روشن چراغ — جسے صرصرِ رنج و غم سے فراغ

وہ عالی گہر مالکِ تخت و تاج — یہان سیر کرنے کو آیا تھا آج

وہ دن ہین کو باب الفرح کے قریب — فروکش ہے وہ خسروِ خوش نصیب

اسے راے دیتے ہین اہلِ صلاح — کہ عید آگئی ہے اسی مین فلاح

یہان سے روانہ ہون پچھلے پہر — سحر ہوتے ہی تا پہونچ جائین شہر

یہ سنکر ہوا حرف زن بینظیر — کہ دیکھین گے ہم بزمِ مہرِ منیر

خدا جانے کیا اس مین اسرار ہے
کہ پہلے دوگانے سے دربار ہے

حضوری

پلا مے کہ صَدَّقتَ فِی کُلِّ حِین
الم انت نورٌ مُّبِین

چھکا دے کہ بیشک ہے تو اے وجیہ
کِتَابٌ قَدِیمٌ وَّلَا رَیبَ فِیہ

نہین مستیِ عشق بےجا اے حسین
حَمَلتُ ظَلُومًا وَّاِنِّی اَمِین

بسر ہو گئی لو شبِ انتظار
تجلّیِ رحمت ہوئی آشکار

نجومِ فلک جھلملانے لگے
چراغِ سحر ٹمٹمانے لگے

قریب آ گئی صبحِ روشن نفس
اُٹھے خوابگاہون سے اہلِ ہوس

وہ ٹھنڈی ہوا اور تارونکی چھان
نزولِ صفا کا وہ پیارا سمان

وہ شہنا مین سوہنی کی دُھن دلفریب
شہلنے سے وہ شادیانے کی زیب

کھنچے کس لیے دل نہ ہر تان پر
کہ جو کر رہی ہے اثر جان پر

سُریلی صدا ہوش کھونے لگی
ستارون کو وحشت سی ہونے لگی

بھری آہ جو ئے شب نے بھی جو گھڑی
ہرن ہو گیا نشۂ خواب بھی

عیان ہو گیا فرقِ بحر و سراب
روانی دکھانے لگی صبحِ آب

وہ بوٹون مین کلیان چٹکنے لگین
وہ شاخون پہ چڑیان چہکنے لگین

وہ شبنم نے چھڑکا چمن پر گلاب ۔ نہ رہجائے تا کوئی سرگرمِ خواب
نسیمِ سحر گل کھلانے لگی ۔ فضائے چمن رنگ لانے لگی
حسین ہاتھ منھ اُٹھکے دھونے لگے ۔ صفائی کے سامان ہونے لگے
چلے ہندو اشنان کو سوئے گنگ ۔ وہ پہونچے کلیسا مین اہلِ فرنگ
وہ پو پھٹکے والصُّبح پڑھنے لگی ۔ صفا دمبدم اور بڑھنے لگی
پڑے تھے جو پژمردہ طفلِ نبات ۔ ہوا شیرِ صبح اُنکو آبِ حیات
ضیا آسمان سے اُترنے لگی ۔ نظر دور تک کام کرنے لگی
اُٹھا ہر طرف شورِ مرغِ سحر ۔ پڑی چوب نقّارۂ صبح پر
وہ اللہ اکبر کی آئی صدا ۔ نہا دھو کے مسجد چلے پارسا
وہ سب اولِ وقت پڑھکر نماز ۔ ہوئے محوِ ترتیل با سوز و ساز
وہ مینا پہاڑی وہ کاکا توا ۔ ہوئے آکے شاخون پہ نغمہ سرا
عنادل گلستان مین گانے لگے ۔ طیورِ سحر دل لبھانے لگے
ہوئی آسمان پر وہ سرخی نمود ۔ بنا کانِ شنجرف چرخِ کبود
شعاعین دکھانے لگین وہ جھلک ۔ ہوئی زعفرانی بساطِ فلک
شفق مین بسنتی کرن شگوفتان ۔ گلے مل رہی ہین بہار و خزان

وہ زردی ذرا اور گہری ہوئی — پہاڑون کی چوٹی سنہری ہوئی

مطلا ہوا گنبدِ ہر شجر — برسنے لگا ہر طرف آبِ زر

جھپکنے لگی چشمِ برنا و پیر — وہ چمکا سرِ تختِ مہرِ منیر

سوئے بزمِ شاہنشہِ دادگر — روانہ ہوے لوگ با کرّ و فر

ادا کرکے رسمِ رکوع و سجود — پڑھا سب نے اُس شاہِ دین پر درود

ہوا حرف زن شاہِ فرخ لقا — کہ اے صدرِ دیوانِ دار القضا

سُنا انکو وہ ماجرائے عجیب — کہ تا آزمائین یہ اپنا نصیب

اُٹھا حکم پاتے ہی وہ نیکنام — مخاطب ہوا سوے ہر خاص و عام

الا ایہا القوم یہ شاہِ دین — بہت دن سے رہتا ہے عزلت گزین

ہوا ہے خدا جانے کیا تجربا — سمجھتا ہے کل دہر کو بے وفا

جو عاشق ہون حسن و کمالات کے — وہ بندے ہین تنہا کسی بات کے

کسی کو بھی دیکھا نہ جب بے ریا — تو اپنا جمال آپ دیکھا کیا

مگر خودنمائی نے یہ عرض کی — ضروری ہے صورت کو آئینہ بھی

جو آئینہ ہو خوبصورت بنے — تماشہ گہِ حُسنِ صنعت بنے

مگر بے ریا ہے وہ مردِ غیور — صفا چاہیے آئینے کو ضرور

طبیعت مین محبوبیت کی ہو خو — کہ تا شکل آئے نظر ہو بہو

اُسے کھینچین گو لاکھ اہلِ نیاز — مگر وہ نہ چھوڑے رہ و رسمِ ناز

غرض ہو نہ اُسکو بد و نیک سے — ٹے دونون عالم مین وہ ایک سے

اسی واسطے کر کے اتنا سفر — ہوا شاہ اس شہر مین جلوہ گر

نہ رہجائے تا عذر کچھ درمیان — نکالی ہے یہ صورتِ امتحان

وہ رکھا ہے جو بارِ مہر و وفا — نہ معلوم اس مین امانت ہے کیا

یہ ہے حکم جا کر اُٹھاؤ اُسے — اُٹھا کر مرے پاس لاؤ اُسے

تحمل جسے ہوگا اس بار کا — بنے گا وہی آئینہ یار کا

غرض باری باری ہر اک پہلوان — اُٹھانے لگا جا کے بارِ گران

تھکے زور کر کے وہ سب نامدار — نہ اُٹھا کسی سے مگر زینہار

جو اُن پہلوانون کا دیکھا یہ حال — ہوا شاہِ دین کو نہایت ملال

بلا کر یہ اقبال سے پھر کہا — ابھی جا کے دفتر مین تو دیکھ آ

کہ حکمِ ازل ہے یہ کس کے لیے — کسے حق نے یہ جوہر اُس دن دیے

یہ کی عرض اُسنے کہ عالم مین آپ — دو عالم مین محکوم حاکم مین آپ

جو اُس وقت حضرت نے چاہا کیا — جواب چاہیے کیجیے

بر ملا

ہی جملہ بد و نیک پر اختیار
کہ ہین آپ شانِ خداوندگار

بفرمودۂ شاہِ عالی مقام
ابھی دیکھکر آ رہا ہی غلام

دیارِ محبّت مین ہی اک جوان
ضیا بخشِ چشم و دلِ مقبلان

سراسر وفا عاشقِ بینظیر
ازل سے محبّت کا تیری اسیر

مقامِ طرب کا ہی وہ بادشاہ
اُٹھائیگا اسکو وہی رشکِ ماہ

سُنا ہی کہ وہ خسروِ خوش عمل
سوے کعبۂ خیر آیا ہی کل

ہوا حکم آخر کوئی نوجوان
اسی دم روانہ ہو باعزّ و شان

سُنا یہ تو پیکِ طلب زود تر
ہوا گرم رو مثلِ برقِ نظر

پہونچ کر برنگِ بہارِ چمن
کہا خوش ہو ای بینظیرِ زمن

تری دید کا مہر مشتاق ہی
جو ہر بات مین فخرِ آفاق ہی

زہے تیری قسمت جو ای بینظیر
تو ہو آ[illegible]ان [illegible] مہرِ منیر

یہ سُنکر اُٹھا وہ بہارِ شباب
یہ چاہا [illegible] ابھی ہو [illegible]کامیاب

مگر اہلِ دنیا دغا باز ہین
ہر اک کام مین حیلہ [illegible]ز ہین

کہا متفق ہو کے سب نے حضور
مقامِ طرب [illegible] ضرور

دیا حکم شہ نے کہ جاؤ ابھی
مرے سامنے [illegible] آؤ ابھی

مگر اس مین ہین چند ہمرازِ خاص | کہ رکھتے تھے ہر وقت وہ اختصاص
اُنھین کی طرف کرکے آخر خطاب | ہوا حرف زن یون بچشمِ پُر آب

بیکسی

ارے بیکسی تو کہان جائیگی | مجھے چھوڑ کر سخت پچھتائیگی
تری ہر ادا مجھکو مرغوب ہی | کہ تو باعثِ وصلِ محبوب ہی
نثارِ غم و حسرتِ یار ہون | انھین باتون کا مین خریدار ہون
ترے ساتھ سے مُنھ نہ موڑونگا مین | تو چھوڑے بھی لیکن نہ چھوڑونگا مین
نہ چھوڑی کسی دم رفاقت مری | ہمیشہ رہی پیش خدمت مری
جو دن آئے اچھے تو باتی ہی تو | رقیبون کے جھانسے مین آتی ہی تو
نہ دل سے بُھلا تو مری چاہ کو | ارے منھ دکھانا ہی اللہ کو
حضوری مین اُسکی جو دم لونگا مین | تجھی کو وہان نذر بس دونگا مین
مری آبرو تو مری جان ہی | مرا فخر ہی تو مری شان ہی
نہ آتا تھا جو وہ سکھایا مجھے | سبق عاجزی کا پڑھایا مجھے
دلائی سوئے صبر رغبت مجھے | کیا نازبردارِ حسرت نے مجھے
نہ سرکی کوئی لحظہ تو پاس سے | ملایا گلے غربت و یاس سے

رہی آج تک مجھپہ تو مہربان
مجھے چھوڑ کر جائیگی اب کہان

مرا ساتھ دے جو اسی چاہ سے
ملادون ابھی تجھکو اللہ سے

دردِ دل

یہ بیکسی کی دیکھا او دردِ دل
ذرا اور پہلو سے ہو متصل

کبھی اسطرف تھا کبھی اسطرف
بتا تو یہ اُٹھکر چلا کس طرف

مرے دل پہ ہی نقش ہمت تری
بڑی خدمتین کی ہین تو نے مری

کرونگا تجھے پیشِ سرکار مین
مرے ساتھ چل تو بھی دربار مین

سوزِ نہان

ذرا اور سوزِ نہان دل جلا
یہ کیا سرد مہری ہی کچھ تو بھلا

نکالی یہ تو نے کہان کی طرح
تجھے دل مین رکھا ہی جان کی طرح

نہ چھوڑونگا تجھکو کسی طور آج
دلِ زار کو تو جلا اور آج

مصیبت

مصیبت ذرا دیر تو صبر کر
رہی مدتون تو مری ہم سفر

جو منزل پہ آیا تو جاتی ہی تو
ذرا دیر کو دم چراتی ہی تو

گریبان ہی تیرا مرے ہاتھ آج
ذرا چل کہین تک مرے ساتھ آج

بناؤنگا تجھکو مین اپنا لباس — ہی جانا مجھے ایک سلطان کے پاس

غم ہجر

یہ سب در کنار ای غمِ ہجر آ — کہ تو ان مصائب کا ہی پیشوا
تو مجھکو گرامی تر از جان رہا — کہ تیرے ہی دم سے یہ سامان رہا

سامان

ہرا دل ہی نالہ علمدار آہ — فغان کوس زن آرزو گرد راہ

سپاس

دل و جان سے اُسکے ہزارون سپاس — کہ جسنے کرم یہ کیا ...
دیا اور جو دے سب احسان ہی — کہ مین اُسکا بندہ وہ سلطان ...
وہ ہی کون غم جس مین لذت نہین — مین خوش ہون اسی مین شکایت نہین
لہ الحمد اسی ساز و سامان سے — کسی در پہ جاتا ہون مین شان سے
نظر آئی اک بزمِ آراستہ — برنگِ عروسانِ نوخاستہ
ادب اُسکا دربان محافظ جلال — ... جس سے کترا کے مرغِ خیال
وہان فطرۃ اللہ ... — ... کرم عدل و قدرت ...
وہان کمترین جا گر اقبال و جاہ — ہر اک امر منتظم عزم شاہ

بصد عزّ و تمکین سرِ تختِ ناز — وہ بیٹھا ہی شاہنشہِ بے نیاز

پس از حمد و تسبیح و تقدیس و شکر — ہوا بادۂ شوق سے غرقِ شکر

گرا خاک پر عجز سے بینظیر — اُٹھا خود اُٹھانے کو مہرِ منیر

بہ آہستگی حُسنِ انداز سے — بٹھایا اُسے گود مین ناز سے

منگا کر مَلا عطرِ قدس ایکبار — کہ سکتے سے فارغ ہو وہ گلعذار

سُنگھایا بہت عقل کا لخلخا — نہ تدبیر کا کچھ اثر جب ہوا

لگایا گلے مہر نے پیار سے — تو ہوش آگیا بوئے دلدار سے

کہا اُس سے ای میہمانِ عزیز — مرے یوسفِ مصر و جانِ عزیز

ہوا گرمیِ راہ سے کیا یہ حال — ہوئی خود بخود جو طبیعت نڈھال

وہ بولا کہ شاید یہی ہو سبب — یہ بتلائیے کیون کیا ہی طلب

ہوا مضطرب مہرِ عالی وقار — کہ شاید نہین قابلِ اعتبار

قسم دیکے پوچھا وہ سربستہ راز — تو کہنے لگا وہ سراپا نیاز

مجھے جب سے اس لاگ کا ہی خیال — مین دیکھا کیا خواب مین یہ جمال

اسی سے خیالی محبت رہی — زمانے کی صورت سے نفرت رہی

مصور سے [illegible] مین بار بار — تو اس شکلِ وہمی پہ کیون ہی نثار

تصور رہی یہ کوئی صورت نہین ۔ نہ ابتک سنی ہو نہ دیکھی کہین

پسند آگئی ہو جو شکل ایک بار ۔ وہی رہتی ہو وا ہمہ سے دوچار

تھکین خوب سمجھا کے عقل و تمیز ۔ مگر عشقِ صادق ہو کچھ اور چیز

یہ در پردہ اپنا اثر کر گیا ۔ مۓ شوق سے جام دل بھر گیا

زبان پر فغان تھی نہ فریاد تھی ۔ مگر آرزو تھی کہ جلاد تھی

عجب اُسکی قدرت عجب اُسکی شان ۔ کہ ہون آج اُسی شکل کا میہمان

نہ کیون لوٹ جائے دلِ ناصبور ۔ کہ اک وہم کا ہو یہ کامل ظہور

مقدر نے یہ دن دکھایا مجھے ۔ کہ آج آپ نے خود بلایا مجھے

مین بیخود تھا لائے مجھے ہوش مین ۔ جگہ دی مجھے اپنے آغوش مین

کرون کس زبان سے ادا ے سپاس ۔ کہ بندے پہ یہ رحمت بیقیاس

مین ناچیز ہون ایک ادنی بشر ۔ ہو بس تکیہ حضرت کے افضال پر

بہرحال ای شاہِ گردن فراز ۔ جو کیجئے گر دان [illegible]

کر جو کچھ کہینگے کر ادینگے آپ ۔ مجھے اُسکے قابل بنا لیجئے آپ

کہا مہر نے ایک بارِ گران ۔ وہ رکھا ہو جا کر اُٹھا لا یہان

یہ سنکر اُٹھا چوم کر دستِ شاہ ۔ ہوئی دست بوسی ظفر پر گواہ

[illegible] تکبیر قریب اسکے وہ کامران　　مخاطب ہوا سوئے ربِّ جہان

[illegible] ہی قوی التقدیر　　توان بخشِ ہر ناتوان و حقیر

خدایا تری کنہ کو تو ہی کیا　　نہ جانا کسی نے بھی تیرے سوا

[illegible] یم ادر ہر وقت میرا رفیق　　تو مجھ سے زیادہ ہی مجھپر شفیق

[illegible] ین کیا [illegible] نگون دیتا ہی تو بے طلب　　نہ مانگون جو کچھ تو ہی ترکِ ادب

[illegible] تجھے [illegible] نگون تو یہ نہین منھ مرا　　نہ طاقت کہ ہو کر رہون مین ترا

[illegible] دَ دَاعٍ دَاعِی فَاَنْتَ الْقَرِیْب　　وَمَنْ جَآءَ بِالصِّدْقِ اِنَّکَ مُجِیْب

[illegible] پچھ کام کیا مجھسے ناکام سے　　پر امّید ہی تیرے اکرام سے

[illegible] ری تاب کیا جو اٹھاؤن یہ بار　　مگر تو ہی قادر خداوندگار

[illegible] یہ ہے تو کل جزو ہو جزو و کل　　اسے لیچلون ہاتھ پر شکلِ گل

[illegible] ین نے اب خود و سونپا تجھے　　تو جانے ترا کام کیا غم مجھے

[illegible] ہم کو [illegible] دستگیر　　وَاِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

[illegible] ٹھایا وہ بارِ گران　　ہوا غل کہ اَحْسَنْتَ ای نوجوان

[illegible] رکھکر اسے بہ تعظیم　　ہوا جاکے پابوسِ مہرِ منیر

[illegible] ـول کر شاد گردون حشم　　یہ بولا کہ دیکھ اس مین ہی کیا رقم

نوشتہ ہے اس مین جو ای نازنین — اُسی عہدنامہ کا تو ہے امین

پڑھا لیکے اُسکو بصد افتخار — لکھا تھا کہ ای عاشقِ روئے یار

اُٹھائے یہ بارِ گران جو کوئی — محبّت نہ رکھّے کسی غیر کی

کہا اُسنے اسمین نہین کچھ بھی طول — خوشی سے ہے یہ شرط مجھکو قبول

کہا مہر نے ای جوانِ جری — تھی اس بازین بس امانت یہی

ابد تک تجھے ای سراپا کمال — مبارک ہو یہ دولتِ لازوال

عید گاہ

کہان ہے تو ای ساقیِ میفروش — وہ مَی دے نہ غم کا رہے کچھ بھی ہوش

مِئے وصلِ جانان سے دے بھر کے جام — کہ خالی ہو تا شیشۂ ننگ و نام

زمانے مین تا میگساری رہے — ترے مست کا دَور جاری رہے

چڑھا دن کرن جلبلانے لگی — کڑی دھوپ تیزی دکھانے لگی

لگی زرات ہونے شعاعونکی صف — اقامت کی ٹھہری غرض ہر طرف

کمندِ شعاعی پکڑ کر شتاب — سرِ بام وہ چڑھ گیا آفتاب

چلے بے نظیر اور مہرِ منیر — ہوا ساتھ اُنکے گروہِ کثیر

مسلمان بھی شہر کے خاص و عام — فراہم ہوے عیدگہ مین تمام

ہوئی راست صف وہ اقامت ہوئی — دوگانے سے بھی لو فراغت ہوئی

دعا کو جھکے سارے پیر و جوان — پکارا سر برج وہ خطبہ خوان

خطبہ

لَکَ الحَمدُ یا حَیُّ یا ذَا الجَلال — ظَہِیرٌ لَنَا اَنتَ فِی کُلِّ حَال

تو موجود ہر شے مین پھر کچھ نہین — کسی جا نہین اور پھر سب کہین

صفت مین نہ پنہان نہ تو ذات مین — مگر حاصلِ نطق ہر بات مین

بری شش جہت سے مگر ہر طرف — ہے تیری ہی جویان نظر ہر طرف

تو ستّار و غفّار و فرد و حلیم — تو معبودِ برحق غفور الرحیم

غریبون کا آفت مین فریاد رس — دمِ یاس مظلوم کا دادرس

جسے چاہے تو اسکو چاہین سبھی — اگر تو نہ چاہے نہ چاہین کبھی

ترا شکر اے صانعِ باکمال — کہ انسان کو بخشا یہ حسن و جمال

دیا ایک ہی تخم کو یہ اثر — زمین پر شجر ہو شجر مین ثمر

بھرے دونون عالم بد و نیک سے — کہ پہچان ہو ایک کی ایک سے

یہ الوان و اوضاع کا اختلاف — دکھاتا ہے آئینہ قدرت کا صاف

شب و روز پھرنا مہ و مہر کا — تری عینِ حکمت کا ہے اقتضا

جدا گانہ اشکال کی ہیئتیں — تری صنع کامل کی ہین صنعتیں
نئی روح پھونکی ہر اک چیز مین — رہین تاکہ محصور تمئیز مین
محبت سے روشن کیا جان کو — کیا اشرف الخلق انسان کو
بہائم کو پابندِ سیرت کیا — بشر کو دیا فطرتی حوصلا
ترقّی کا ہم کو دیا اختیار — رہے مرحمت ای خداوندگار
ہر اک مصلحت مین ہی نفع عظیم — فلا ریب انت العزیز الحکیم
پھر اس پر بھی کین تو نے وہ رحمتین — جنھین دیکھتے ہوگئین مدّتین
ہدایت کی خاطر سوے خاص و عام — روانہ کیے انبیاے کرام
ہر اک قوم کو ایک رہبر دیا — محمدؐ سا ہم کو پیمبر دیا
وہ جلوہ نہ کیون پھیلے ہر دیس مین — خدا جانے تھا کون کس بھیس مین
وہ محمود و احمد رسولِ کریم — وہ عینِ محبت وہ عین النعیم
وہ شمع دو عالم وہ نورِ ہدیٰ — وہ مقصودِ کون و مکان مصطفےٰ
رہِ راست انھون نے دکھائی ہمین — برائی بھلائی بتائی ہمین
ہوئی آبِ رحمت سے شاداب خلق — کہ تھی تشنہ کامی سے بیتاب خلق
بتایا جہان کو محمدؐ کا نام — کیا آکے خود دہر کا انتظام

تمدن کی شکلین دکھائین ہمین
ترقی کی راہین بتائین ہمین

مٹا کر وہ اگلے رسومِ نفاق
دکھائی ہمین صورتِ اتفاق

وہ فخرِ عرب افتخارِ عجم
اولوالعزم وذی جاہ وعالی ہمم

وہ ختم الرسل شاہِ امّی لقب
وہ سرمایۂ نازِ ملکِ عرب

وہ عالی نسب سیّد الانبیاؐ
وہ تاجِ سیادت حبیبؐ خدا

جلیل اسقدر وہ کہ رفرف سوار
جمیل ایسے محبوبؐ پروردگار

وہ امّت کے عاشق رفیقِ طریق
وہ ہر قوم وملّت کے مصلح شفیق

یتیمون کے غمخوار بیکس کے یار
مریضون کے رانڈون کے تیماردار

امیر ومساکین کے سچّے ظہیر
خدا کے وہ پیارے بشیرؐ ونذیرؐ

وہ فرمان دہِ ملکِ عزّ وجلال
عدیم النّظیر وعدیم المثال

انھین کے رفیق اور وجہِ سکون
وہ قصرِ نبوت کے چارون ستون

وہ پیلے کے پیلے وہ جانِ سرور
خلافت کی زینت امامت کے نور

دو عالم کے سلطان کے چارون وزیرؓ
وہ نفسِ نبیؐ اور ہر دم مشیر

گیا دور یہ بھی تو آئے امام
دل وجانِ زہرا علیہا السلام

نہ تھے کوئی ذاتِ نبیؐ سے جدا
وہ محبوبؐ حق تھے یہ نورِ خدا

[illegible] ۔ [illegible] کے [illegible] وہ

[illegible] ۔ [illegible] ایک کا دور بالا لتزام

وہی [illegible] ہوا متصل ۔ ہوا [illegible] سے پھر متصل

نبی کے وہ پیارے خدا کے حبیب ۔ وہ [illegible] سے قریب اُس سے رحمت قریب

امامت کے گلشن کے تازہ نہال ۔ پھلا پھولا رکھے اُنھین ذوالجلال

وہ در جڑھ کے جیسے سے تو قیر مین ۔ ہو فرق اُسکی خاک اور اکسیر مین

وہ خاک اہلِ باطن کی آنکھونکا نور ۔ کہ جسکے تصور سے کوری ہو دور

جمال اُنکی صورت پہ ہر دم نثار ۔ جلال اُنکی سیرت کا خدمتگزار

علیؑ کے وہ لختِ جگر نورِ عین ۔ حبیبِ حسنؑ یادگارِ حسینؑ

کرین پھر نہ کیون وہ دو عالم کو زیر ۔ کہ ہوتے ہین ایسے ہی شیرونکے شیر

کسی پر اگر اک نظر ڈال دین ۔ تو خدمتگزاری کو اقبال دین

کہان اب کوئی ایسا روشن دماغ ۔ کہ روشن کیے لاکھون گھر کے چراغ

محمدؐ کے پیارے وہ جانِ بتولؑ ۔ زمانے کے سرتاج آلِ رسولؐ

وہان بادشاہون کا ہو کیا گزر ۔ کہ جس جا ملائک کے جلتے ہین پر

وہ شانِ علا آئے کیا فہم مین ۔ سمائے نہ جو عقل مین وہم مین

وہ رحمت وہ محبوبِ پروردگار
یتیمون کے والی غریبون کے یار

مرے شاہِ عالم کا اقبال وجاہ
ترقی پہ ہو دمبدم یا الٰہ

انھین کا رہے نام جائے سخن
انھین کی محبت کی ہو سب کو دُھن

یہی فیض جاری ہو انکا مدام
علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

اُٹھے سُن کے خطبہ صغیر وکبیر
ملے بینظیر اور مہرِ منیر

ہر اک شخص پھر عید سے ملنے لگا
بہم شانہ شانے سے چھلنے لگا

ذرا دیر کے بعد وہ خوش سیر
روانہ ہوے سب کے سب اپنے گھر

سرِ شام پھر شہر سے بینظیر
گیا سوئے خرگاہِ مہرِ منیر

وہ دریا جہان خیمہ زن تھا وہ شاہ
یہ دیکھا کہ پھرتی ہین موجین تباہ

وہ جلسہ وہ مطرب وہ ساقی نہین
ہوا پر پرندے وہ باقی نہین

وہ نمگیرہ و شامیانہ وہ فرش
وہ کرسی طلائی وہ تابندہ عرش

وہ ہاتھی وہ گھوڑے وہ جمِ غفیر
وہ شاگرد پیشہ امیر و وزیر

کدھر سب کا سب یہ رسالا گیا
زمین کھا گئی آسمان کھا گیا

کہ اتنے مین اک شخص آیا دوان
دعا دی رہے بخت و دولت جوان

یہان سے گئے جب سوئے عیدگاہ
تو یہ کہہ گئے تھے سرانِ سپاہ

وہان سے پلٹ کر نہ ٹھہرینگے اب
جہازون پہ ہو بار اسباب سب

اُدھر سے جو لوٹے اِدھر چلدیے
نہ معلوم پھر وہ کدھر چلدیے

مگر ساتھ مجکو نہین لے گئے
یہ فرمان پہلے ہی سے دے گئے

کہ ای شوق آئے اگر بینظیر
تو کہنا یہ ہی حکمِ مہرِ منیر

اسی شہر مین کر تو اپنا قیام
نہین تجھسے رہیگا پیام و سلام

تجھے خوب جب آزما لینگے ہم
تو پھر پاس اپنے بلا لینگے ہم

بہت مین نے پوچھا پر ای نیکنام
بتایا نہ کچھ بھی نشان و مقام

سنا یہ تو وہ بینظیرِ حزین
ہوا ہجر سے سخت اندوہگین

مگر حسبِ فرمانِ مہرِ منیر
معِ شوق اُسی جا رہا جاگیر

لہا اور لوگون سے بہتر ہی اب
روانہ ہو سوے مقامِ طرب

وہان تھا جو میرِ سعادت وزیر
دل و جان سے ہو اُسکے فرمان پذیر

بصد جوش سن کر یہ فرمانِ شاد
[illegible] قلعہ و وہ خیر خواہ

[illegible]
[illegible] چلے [illegible]

[illegible] اہلِ شہر
گئے [illegible] سلطان و [illegible]

[illegible] کاروبار
کہ [illegible] رہے [illegible] اہلِ دیار

مگر دیدہ کو جب ترسنے لگے
وہانپر لوگ جا جا کے بسنے لگے

بہ کثرت ہوئے جو مسافر مقیم
وہان بس گیا ایک شہر عظیم

سخن سنج عشرت ہوا ہر مشیر
ہر سکتے کے عالم مین پر بینظیر

کچھ ایسی بنی ہی کہ خاموش ہی
تحیر سے وہ خود فراموش ہی

خواب

پلا ساقیا جام حسن نیاز
کہ عشق مشعبد ہی نیرنگ ساز

وہ مے دے کہ نازاُسکا انجام ہو
ترا نام ہو اور مرا کام ہو

برنگ خُم شوق بھر دے مجھے
غرض یہ کہ اپنا سا کر دے مجھے

وہ چھوٹی کرن ضو بکھرنے لگی
یہ لو چاندنی کھیت کرنے لگی

تجلی ہوئی گرم رو اس قدر
کہ اُڑنے لگے آسمان پر شرر

چُرانے لگے اپنی آنکھین نجوم
ستارون کا ہونے لگا کم ہجوم

[illegible]عون کا جھرمٹ سر موج آب
دکھانے لگا برق کا اضطراب

ہوا عارض ماہ پر تو فگن
رُوپہلا ہوا صحن چرخ کہن

مرنے کا سمان ہی مرنے کی ہی رات
ہی در پیش پر اک نئی واردات

[illegible] بیمار ہی بینظیر حزین
تنفس کے باعث اجل کے قرین

مرض کے سبب ہی یہ حالت خراب — اطبّا نے بھی دیدیا ہی جواب

قیامت کا ہی رنج ماں باپ کو — کہ مردہ سمجھتے ہین وہ آپ کو

اسی کشمکش مین گئی نصف شب — تو لو اب ہوا اور تازہ غضب

پڑا غش مین کیا دیکھتا ہی وہ ماہ — کہ اک باغِ رنگین ہی پیشِ نگاہ

وہ گلزارِ بے خار نزہت سرشت — زمین اُسکی رشکِ زمینِ بہشت

بلا کا وہ آراستہ پُر فضا — کہ زنجیرِ پا موجِ بادِ صبا

بیان اُسکا آئے زبان تک اگر — اُسی دم لبِ خشکِ عاشق ہون تر

کہین لالہ و گُل کہین یاسمن — طرب خیز ہر سو بہارِ چمن

نشاط آفرین شورِ بلبل کہین — مسرت فزا خندۂ گل کہین

جو ناکام جائے اُدھر سے نکل — ابھی آئین شاخِ تمنا مین پھل

قدم بوسِ اشجار بادِ بہار — طراوت لبِ برگِ گل پر نثار

گلاب اور کیوڑے کی نہرین رواں — روِش پر بچھائی ہوئی زعفران

ملا دودھ مین مشک و عنبر کہین — اُسی سے ہمہ سینچی ہوئی گل زمین

وہ چارون طرف چادرِ آبشار — وہ فوّارون کی چاندنی مین بہار

جمائے اُسی برگِ سوسن تمام — بسا سنبلِ تر سے گلشن تمام

وہ کلیون کا ہر سمت جوشِ نمو — تبسّم وہ غنچۂ آرزو

وہ ہر شاخ سرمستِ صہبائے عیش — کھِلین جسکے دیکھے سے گلہائے عیش

چنار و صنوبر عجب سایہ دار — کہ ہر شاخ پر جنکی طوبیٰ نثار

کہین سرو و شمشاد سایہ فگن — کہین جلوہ آرا رخِ نسترن

اگر دیکھ لے اُسکا سبزہ کہین — ابھی سبز ہو شاخِ گاوِ زمین

کھلے ہین وہ نادر و نفیس گُلہائے تر — نظارے سے جن کے ہو تازہ نظر

جواہر کے گملے لبِ آبِ جو — قرینے سے رکھّے ہوئے سو بسو

کہین ارغوان ہو کہین موتیا — کھِلے پھول ہر رنگ کے جابجا

کہین مست کن کامنی کی شمیم — کہین عطر سا کار روانِ نسیم

لبِ گل کے وہ قہقہے ہر طرف — عنادل کے وہ چہچہے ہر طرف

وہ خوش رنگ پھل زینتِ شاخسار — ہین روشن کنول یا جواہر نگار

وہ پتّے کچھ ایسے لطافت فریب — کہ گوشِ گلِ حُسن کی جن سے زیب

بنفشہ ریاحین سیوتی گلاب — ہزارا چنبیلی گلِ آفتاب

ہر اک رنگ کے پھول پھولے ہوئے — حوادث کو یکلخت بھولے ہوئے

کہین دانۂ رز چمکتے ہوئے — ثریا سے خوشے لٹکتے ہوئے

نئی وضع کے بھی بہت پھول پھل
خزان کے صعوبات سے بے خلل

بھرا حوض مین وہ سفید انگبین
کہ جو رشکِ تسنیم و ماءِ معین

زمین عنبر و مشک و کافور کی
ہیے شاخِ گل مشعلین نور کی

مکانات ہر سو مصفّا رفیع
دلِ اہلِ ہمّت کی صورت وسیع

روان ایک دریا ہی پائینِ باغ
کہ دیکھے سے جسکے ہو تازہ دماغ

جدھر رو مین بہتی ہی وہ سلسبیل
ہر قلعے سے مُحکم اُدھر کی فصیل

ٹہلتا ہی اُسپر وہی سیمبر
وہی تاجِ محبوبیت فرق پر

ادھر یہ بھی ہی اک روش پر روان
مگر شدّتِ درد سے لب پہ جان

بلاتا ہی اسکو وہ شاہِ زمن
یہان ضعف سے کانپتا ہی بدن

تنفس سے طاقت نہین دے جواب
مگر دیکھتا ہی بچشمِ پُر آب

یہ دیکھا تو رحم اُسکو اتنا ہوا
خود آیا ادھر مسکراتا ہوا

پکڑکر سرِ دست بولا کہ ہان
ان الفاظ کو جلد کہہ میری جان

اسی دم شفا ہوگی اس سے نصیب
کہ یہ اسم اعظم ہی میرے حبیب

گنہگار نے وہ اسمِ عالی پڑھا
اثر بھی نہ اس عارضے کا رہا

ہوئی گفتگو کی جو طاقت اُسے
کیا موردِ صد عنایت اُسے

کہا پھر کہ مشتاق ہون کچھ سنا ‏ ‏ پڑھے اسنے اشعارِ نو برملا

یہ سنکر گلے سے لگایا اُسے ‏ ‏ محبت مین اپنی پھنسایا اُسے

گرا یہ بھی قدمون پہ بے اختیار ‏ ‏ کرے تا دل و جان و ایمان نثار

اٹھا کر سر اُسکا کہا اے حسین ‏ ‏ ٹھہرتے نہین ایک جا ہم کہین

ہمارے وطن مین جو آئیگا تو ‏ ‏ مزا وصل کا پھر اُٹھائیگا تو

یہ کہکر چلا ہی تھا وہ رشکِ گل ‏ ‏ یکایک گئی آنکھ صدمے سے کھل

نہ وہ گل وہان ہی نہ وہ گلستان ‏ ‏ نہ اُس عارضے کا کہین کچھ نشان

مگر وہ پریزاد خاموش ہی ‏ ‏ تصور سے اُسکے ہم آغوش ہی

جدائی مین گزرا جو رنج و ملال ‏ ‏ قلق جی کو ہی دل پہ صدمہ کمال

ہوئی درد و غم سے جو حالت تباہ ‏ ‏ یہ کہہ کہہ کے روتا ہی وہ رشکِ ماہ

تمھین کوئی ڈھونڈھے تو پائے کہان ‏ ‏ کہ ظاہر نہین کچھ بھی نام و نشان

تمھین کس طرح ہاے مین پاؤنگا ‏ ‏ اسی غم مین اک روز مر جاؤنگا

دکھاؤگے پھر روے انور تو کیا ‏ ‏ مرے بعد آئے لحد پر تو کیا

یہ سچ ہی مری کیون خبر لوگے تم ‏ ‏ نہ جب تک کہ پامال کر لوگے تم

نہ معلوم تم چل دیے کس طرف ‏ ‏ مگر ہان جو آنا کبھی اس طرف

مری بیکسی یاد کرنا ضرور
مری قبر پر یا نون دھرنا ضرور

جہان ہو سلامت رہو بامراد
خدا تم کو رکھے دو عالم مین شاد

ہزارون تمھین ہم سے ملجائین گے
مگر کوئی تم سا نہ ہم پائین گے

جہان جمع ہون سیکڑون بامراد
وہان کون کرتا ہی بیکس کو یاد

چلو خیر تم خوش رہو آپ چلکے
سزا دل لگانے کی ہم پا چکے

گیا جو اسی غم مین جی سے گزر
مرے حال کی کون دیگا خبر

ہر اک طرح کا رنج دیتا خدا
مگر تم نہ ہوتے نظر سے جدا

مرض ہی تھا صحت سے بہتر مجھے
زیارت تو ہوتی مقرر مجھے

کوئی جی سے جائے کہ برباد ہو
مگر تم تو اغیار مین شاد ہو

تمھین عیش و عشرت سے فرصت کہان
کسی کی خبر لو یہ مہلت کہان

جو ہوتا مین شایانِ عشق و غیور
مجھے پاس اپنے بلاتے ضرور

مین گو بدترینِ زمانہ ہون یار
مگر اس مین کیا ہی مرا اختیار

جو ہوتا مرا اختیاری یہ کام
بناتا مین اپنے کو فخرِ انام

جو اپنے کیے کی نہین تم کو لاج
تو ہوتا ہی رخصت یہ بندہ بھی آج

جو گزریگی دل پر گزر جائیگی
نہ تم تک مگر اب خبر جائیگی

یہ مانا تمھین اپنی پروا ہی کب
ہمارا بھی اللہ مالک ہی اب

یہ کہہ کہہ کے روتا رہا وہ قمر
مگر آگئی نیند پچھلے پہر

تو دیکھا وہی رہزنِ صبر و ہوش
کہ یوسف بھی ہین جسکے حلقہ بگوش

یہ فرما رہا ہی کہ ای بنیظیر
مین ہون روضۃ القدس مین جاگیر

دمِ صبح تو لکھ کے نامہ شتاب
اُسی شوق کو دے کہ لائے جواب

جز اُسکے نہین یہ کسی کی مجال
کہ اس سمت آنیکا لائے خیال

یہ فرما کے وہ شاہِ عالی وقار
نگاہون سے اوجھل ہوا یکبار

کھلی آنکھ تو پھر وہی درد تھا
بدن گرم لب پر دمِ سرد تھا

اُسی بیقراری مین اُٹھکر شتاب
جگا کر کہا شوق سے حالِ خواب

بتایا پتہ اُسکو سب بیش و کم
کیا حالِ دل خط مین پھر یون رقم

نامۂ بنیظیر

مرے جان و دل کے چمن کے حصول
امید و نکلے غنچے مرادون کے پھول

تم اب تک نہ آئے بہار آگئی
کلی حسرتِ دل کی مرجھا گئی

صبا نے اُڑایا مرے رُخ کا رنگ
رہی دل کی دل ہی مین ساری اُمنگ

کہانتک ستم کچھ تمھین خیر ہی
مرے بعد پھر سیر ہی سیر ہی

جو بلبل ہو گُل کو پوچھے گا کون — جو بسمل ہو جان پھر دیگا کون

تمھاری تمنا تمھارا خیال — دل و جان کو دیتا ہے کیا کیا ملال

کہاں تک کرے کوئی ضبطِ فغان — کہاں تک رہے دل مین حسرت نہان

دکھاتی ہے کب الفت اثر دیکھیے — تمھین کب ہو میری خبر دیکھیے

صبا سے یہ کرتا ہون گاہے کلام — کہ پہنچا دے تا گوشِ گل یہ پیام

گریبان کیا دستِ وحشت نے چاک — اڑاتا ہون اب تک گلستان کی خاک

جو غنچہ گلستان مین دلگیر ہے — مرے غنچۂ دل کی تصویر ہے

کبھی چاک دامان برنگِ سحر — کبھی یہ کہا رو کے با چشمِ تر

نسیمِ سحر تو ہی پہونچا وہان — مرا رشکِ گل خندہ زن ہے جہان

یہ وحشت کسی سے ملائیگی کب — گریبان دری رنگ لائیگی کب

تمھاری محبت تمھارا فراق — تمھاری ملاقات کا اشتیاق

ھری بھر مجھے چین دیتا نہین — قرار ایک دم قلب لیتا نہین

یہی حال اگر ہے تو ہم جی چکے — لبِ زخمِ دل چارہ گر سی چکے

ین اسیر بھی ہر طرح مجبور رہون — کہین آنے جانے سے معذور ہون

لِ مضطرب کو سنبھالو تمھین — کوئی شکلِ وصل اب نکالو تمھین

مین کیا چیز ہون میری اُلفت ہو کیا — تمھاری طرف سے ہی ساری وفا

جو اپنا کہا ہی شکایت نہو — محبت سے مجکو ندامت نہ ہو

تمھارا ہی جلوہ ہی کونین مین — تمھارے ہی دم سے ہین سب چین مین

کہان ہو تم ای میرے مہر منیر — کہان ہو تم ای دلبر بینظیر

رخِ پاک اپنا دکھاؤ مجھے — کہین یہ نہو پھر نہ پاؤ مجھے

کبھی بلبلون سے ہی یہ گفتگو — چمن مین جو آئے مرا لالہ رو

گلون کی حکایت سُنانا اُسے — مرا داغِ حسرت دکھانا اُسے

جو ای سبزہ آئے مرا دلربا — تو کہنا کہ اس درجہ پامال تھا

جو ای خار آئے مرا رشکِ حور — مری لاغری تو دکھانا ضرور

کبھی ہی یہ سوسن سے میرا کلام — کہ اُس گُل سے تو عرض کرنا سلام

یہ کہنا کہ ای باغِ دل کے بہار — ترا حسن دونا ہو لیل و نہار

تری دید کا کوئی مشتاق ہی — اُسے تیری دوری بہت شاق ہی

کبھی ہی زبان پر مری یہ سخن — جو گلشن کو آئے وہ غنچہ دہن

لبِ برگِ گُل تو ہی کچھ بولنا — صبا تو ہی عقدے مرے کھولنا

تو سنبل ذرا سر ہلانا ضرور — پریشان خیالی دکھانا ضرور

رُخِ ارغوان ہو کہ رنگِ بہار ۔۔۔ مرے اشک خونین کے ہین یادگار

مین سینچا کیا اشک سے بلغ کو ۔۔۔ تر و تازہ رکھا ہر اک داغ کو

بسا رات دن مین برنگِ حنا ۔۔۔ ہوں سر سبز پر خون ہی دل مرا

چمن مین جو دیکھا گُلِ نسترن ۔۔۔ تو یاد آگیا پھول سا وہ بدن

جو قمری کی فریاد ہی کو بہ کو ۔۔۔ تمھاری ہی اُسکو بھی ہی جستجو

غرض ہو تمھین تم گلستان مین آج ۔۔۔ لیا تاجدارانِ گلشن سے باج

ملو تم تو مجھ سے زمانہ ملے ۔۔۔ محبت کا سارا خزانہ ملے

تم آؤ جو اے شاہِ عالی مقام ۔۔۔ لٹادون ابھی نقدِ جان مین تمام

کہ تم کشورِ حُسن کے ہو امیر ۔۔۔ ریاضِ دو عالم مین ہو بے نظیر

چلا شوق جو نامہ لیکر اُدھر ۔۔۔ ہوا چھپ کے وہ شاہ بھی رہ سپر

نشانِ قدم دیکھتا بھالتا ۔۔۔ وہ اک دشتِ پُر ہول مین جا پڑا

سفر اور اُسپر یہ تازہ ستم ۔۔۔ ہوا نے مٹائے وہ نقشِ قدم

مگر وہ اُسی دُھن مین بڑھتا گیا ۔۔۔ ہم آہنگِ دم دن بھی چڑھتا گیا

گیا تھا اُدھر شوق جس راہ سے ۔۔۔ وہ رستہ بھی لو چھُٹ گیا شاہ سے

مگر دشتِ وحشت مین وہ پاک ذات ۔۔۔ خدا ہی نکالے تو اب ہو نجات

ہوا تھین تمازت کا جو یہ اثر | کہ اُڑتے ہین ذرّے برنگِ شرر
نہ سایہ نہ سبزہ نہ پانی کہین | دہکتی ہوئی وہ رتیلی زمین
وہ لُو اور گرمی خدا کی پناہ | کہ ریگِ بیابان کی حالت تباہ
زمین پر اگر رکھدے لاکر کوئی | بھری مشک بھی سوکھ جائے ابھی
ذرا بھی اگر اُس طرف کو اُٹھے | تو پائے نگہ مین پڑین آبلے
پرندون کا ہو اُس طرف جو گزر | بلندی سے بھُن کر گرین خاک پر
وہ آتے ہین کیا اونچے اونچے نظر | مقرر ہین وہ نخلِ خرمائے تر
اسی سمت آخر وہ سلطانِ دین | ہوا جا کے سائے مین راحت گزین
طبیعت کو لیکن ہے سخت انتشار | کہ بتلائے کون اب رہِ کوئے یار
مقامِ طرب مین اُڑی یہ خبر | کہ غائب ہوا خسروِ دادگر
چلا ڈھونڈھنے کو یہ فوجِ کثیر | ہوا خواہ میر سعادت وزیر

شوق

لگاتار دے جامِ مے ساقیا | کہ ٹھنڈی ہوا چھائی ہے کالی گھٹا
مزا دیگا اب دورِ جامِ شراب | فلک پر وہ گھر گھر کے آیا سحاب
وہ موجے اُڑون شکلِ برروان | بڑھے مثلِ سیلاب شوقِ نہان

جو سوکھی زمین پر ترشح ہوا — نکلتی ہی بو سوندھی سوندھی سی کیا

گرجتے ہین بادل چمکتی ہی برق — ہوا صحن کا صحن پانی مین غرق

گئی نیند اُچٹ پانی کے شور سے — بہی جاتی ہین نالیان زور سے

ٹپکتی ہی بنگلے کی وہ اولتی — کہ ہی تار سیمین کی چلمن پڑی

ہوا زور سے چلتی ہی بار بار — پہونچتی ہی کمرون کے اندر بھُہار

بنا ہی جو وہ ٹین کا سائبان — ہی اسوقت ارگن کا اُسپر گمان

عجب ڈھنگ سے پانی برستا ہی آج — کہ زاہد بھی مَے کو ترستا ہی آج

ہر اک جھونک پر کیا نکلتی ہی مینڈ — کہ ہر بوند پر خود مچلتی ہی مینڈ

ٹانون پہ کیا لطفِ نظّارہ ہی — کہ جو بوند ہی ایک فوّارہ ہی

مبا کے طپانچے جو کھائے ہین آج — تو پودے سرون کو جھکائے ہین آج

لی آتی ہی بدلیون کی قطار — ہوا کے ہین گھوڑے پہ بادل سوار

ھوان دھار اسوقت چھایا ہی ابر — فلک پر سیہ مست آیا ہی ابر

ٹھی شاخ گُل سبزہ کو چوم کر — برستی ہی کیا کیا گھٹا جھوم کر

ہین ہوا ابھی گوجھڑی کی بہار — نہین ٹوٹتا کب سے بوندون کا تار

ین آراستہ سبز پوشانِ باغ — ہوا غسل سے ہر شجر کو فراغ

یکایک رُکی بوند ٹھہری ہوا — نظر آتی ہر اور رہی کچھ فضا
تر و تازہ ہر نخل ہی شاد کام — لبالب ہین پانی سے تھالے تمام
رُکا مینھ وہ بدلی ہٹی ہر ابھی — ہر پر زیر اشجار عالم وہی
وہ آمون کے اشجار پر سامنے — کوئی کوکتا ہر بڑے زور سے
وہ باغون ہین جھولے پڑے بیشمار — وہ ساون بھی گانے لگے گلعذار
اُدھر کہہ رہا ہر کوئی پی کہان — سُنایہ تو قابو مین پھر جی کہان
یہ ہر اس صدا کا اثر کان پر — کہ دل لوٹ جاتا ہر ہر تان پر
کہین کوئی چلا رہا ہر کہ ہان — ذرا دیکھنا اس گھڑی کا سمان
پرون کو سمیٹے ہوے وہ طیور — درختون پہ بیٹھے ہین کیا دور دور
ہوا زور سے چلتی ہر سرد سرد — تو ہلتے ہین کیا آم وہ سرخ و زرد
ہر تشبیہ خامون کی یہ برمحل — زمرد کے پتے زمرد کے پھل
جو سیندوریہ اُن مین ہین بیشمار — ہین لعلِ بدخشان بھی اُنپر نثار
سپیدے جو شاخون مین ہین بالعموم — ہوے آکے روپوش گویا نجوم
وہ ہلتے ہین زرد آم جو سامنے — لٹکتے ہین پکھراج کے قمقمے
پڑے ہین وہ ٹپکے ہوے بیشمار — زمین ہو رہی ہر جواہر نگار

چھٹا ابر ہین دھوپ نے کچھ نشان — پرندے بھی ہونے لگے پرفشان

وہ ہر شاخ پر کوئلین بار بار — اُڑاتی ہین میٹھی ہوئی کیا ملار

اِدھر سے اُٹھا لو پپیہون کا شور — اُدھر تانین کیا کیا لگاتے ہین مور

ہی قوسِ قزح چرخ پر جلوہ گر — ابھی تک نہین آتا سورج نظر

ہوئی شوخ ہر رنگ کی اب بہار — دھنک مین شعاعین ہوئین آشکار

پڑین زرد کرنین وہ ہر برگ پر — زمرد پہ چڑھنے لگا آبِ زر

ہوا سے ہٹی ابر کی جو نقاب — یکایک ہوا جلوہ گر آفتاب

نہ وہ سیل ہی اب نہ اب وہ گھٹا — بھری ہین مگر نالیان جا بجا

شکایت ہی گلیون مین کیچڑ کی عام — ہین پر صاف بستی کی سڑکین تمام

یہ سب دیکھتے تھے جو لیٹے ہوئے — چلے اب وہ دامن سمیٹے ہوئے

ہوئی رونقِ تازہ ہر کار مین — نکلنے لگے لوگ بازار مین

کسان اور دہقان با یکدگر — کدار اور ہل رکھ کے خود دوش پر

وہ بیلون کو اپنے ہنکاتے ہوے — چلے نٹ ملاری وہ گاتے ہوے

وہ کیڑے مکوڑے ہزارون اِدھر — لگے رینگنے ہر طرف خاک پر

وہ تالاب اُترتی تھی کل جسمین گرد — نکل آئے مینڈک وہان زرد زرد

وہ کیڑے کہ جو سربسر خاک تھے | وہ پانی کے پڑتے ہی سب جی اُٹھے

سمجھ مین نہین آتی کچھ اور بات | مگر تھا یہ بارانِ آبِ حیات

ہوا سرد باغون سے آنے لگی | نگاہون پہ خنکی سی چھانے لگی

وہ اک قاصد آتا ہی فرخندہ رو | کہ رکھتا ہی وہ مہر کی جستجو

سُنا یہ تو انجم صفت خاص و عام | ہوئے گرد و پیش اُسکے یکجا تمام

اسی طرح اُسکو وہ سب بے ہراس | گئے لے کے اُس شاہِ خوبان کے پاس

ادب سے کیا اُسنے گردن کو خم | دعا دی کہ ای شاہِ گردون حشم

رہے روز افزون یہ جاہ و وقار | مہ و مہر ہون تیرے خدمتگزار

دیارِ محبت سے آیا ہون مین | کسی کا خطِ شوق لایا ہون مین

اجازت اگر ہو تو کھولون زبان | کرون رازِ سربستہ سارا عیان

سُنا یہ تو ہنس کر وہ شیرین دہن | لگا کہنے ای قاصدِ سحر فن

مجھے گو یہ معلوم ہی داستان | مگر کر تو اپنی زبان سے بیان

کہا اُسنے ای شاہِ روشن ضمیر | ابد تک رہے تیرا تاج و سریر

جو کچھ راست ہی کہہ رہا ہون یہ حال | کہ ہوتا نہین ایلچی کو زوال

ترا عاشقِ زار و بیمارِ عشق | وہی بینظیر گرفتارِ عشق

جو کچھ دن یہی اُسکی حالت رہی / نظر خیر آتی نہین جان کی

جو بستر پہ ہوتا ہی وہ گلعذار / تو پھولون کی جا اب بچھاتا ہی خار

جو تکیہ بھی رکھتا ہی کوئی بزور / اُٹھا لاتا ہی وہ کوئی خشتِ گور

بچھاتے ہین تختِ طلائی اگر / تو وہ خاک اُڑاتا ہی بالائے سر

جو لاتا ہی کوئی لباسِ نفیس / تو کہتا ہی وہ رو کے ای ہمجلیس

مجھے کوئی کفنی رنگا دیجیے / کوئی مرگ چھالا منگا دیجیے

جو ہوتا ہی کچھ جامہ زیبی کا ذکر / اُسے ہوتی ہی خاک بیزی کی فکر

جو کہتا ہی کوئی چلو باغ کو / تو کہتا ہی دیکھو مرے داغ کو

جو سنتا ہی فریادِ بلبل کا شور / تو کچھ اور وحشت کا ہوتا ہی زور

جو کہتا ہی کوئی غذا کھائیے / تو کہتا غمِ تازہ کچھ لائیے

کہا جو کسی نے کہ پانی پیو / تو وہ پی گیا سن کے اس بات کو

نہ کھانا نہ پینا نہ سونا اُسے / اکیلے کہین جا کے رونا اُسے

تڑپنا کبھی بسترِ خاک پر / کبھی دستِ غم سینۂ چاک پر

گلہ جور کا چرخِ دون سے کبھی / وہ دست و گریبان جنون سے کبھی

کبھی بھاگنا شکلِ عہدِ شباب / توقف کہین دم کو مثلِ حباب

کہین رفعتِ شانِ شہزادگی | کبھی جازمین بوسِ افتادگی
کبھی صورتِ ابرِ غم وہ اداس | کبھی جادہ پیمائے صحرائے یاس
کبھی نازکی راہ سے وہ غیور | برنگِ اجابت دعا سے نفور
کبھی دم نیاز التجا سے اُسے | کبھی روٹھ جانا خدا سے اُسے
کبھی غوطہ زن بحرِ آلام مین | کبھی برق دم دشتِ اوہام مین
کبھی تختہ مشقِ ستمہائے ہجر | کبھی ناز بردارِ غمہائے ہجر
کبھی عافیت خواہِ دردِ فراق | کبھی وہ قدمبوسِ گردِ فراق
کبھی دیکھنا راہِ پیکِ اجل | یہ کہنا کبھی جان سے اب نکل
کبھی خارزارِ جنون لطف خیز | کبھی گلزمینِ چمن سے گریز
کبھی صرصرِ دشت آوارگی | کبھی وہ خسِ کوئے بیچارگی
کبھی نقشِ پا کوئے اُمید مین | کبھی چشمِ واحسرتِ دید مین
کبھی لذت افزائے زخم زدہ عشق | نمک پاشِ زخمِ جگر شورِ عشق
کبھی سرد سرگرمیِ درد سے | کبھی گرمِ نالہ دمِ سرد سے
بے اثر سے پھر ناخبر کی طرح | کبھی وحشیون کی نظر کی طرح
کبھی وہ دعا گوئے صبحِ وصال | کبھی دم امان خواہِ شامِ ملال

کبھی صورتِ موجِ بادِ صبا
اُسے ڈھونڈھنا یار کی خاکِ پا

کبھی ذوقِ ناکامیون سے اُسے
کبھی شوقِ بدنامیون سے اُسے

اُسے اُنس سودائیون سے کبھی
اُسے فخر رسوائیون سے کبھی

کبھی چشم نم ننگ کے نام سے
کبھی اُسکو رم فکرِ آرام سے

کبھی وہ دل افگارِ آزارِ غم
کبھی زخمیِ نشترِ خارِ غم

نگاہون کے مانند پھرنا کبھی
اُسے صورتِ اشک گرنا کبھی

کبھی شمع افروزِ داغِ فراق
کبھی لالہ سان رنگِ باغِ فراق

تجلی گہِ داغِ سوزانِ عشق
سراپا وہ سروِ چراغانِ عشق

ہر اک زخمِ دل رشکِ جیبِ سحر
درِ توبہ گویا شگافِ جگر

مُسکّن بس اک جوشِ آوارگی
جنون بیارہ فرمائے بیچارگی

قلق بیقراری مصیبت مشیر
فغان نالہ فریادِ غم ہم صفیر

شبِ ہجر مشاطۂ زلفِ غم
سحر آئینہ دارِ روے الم

نہ ہمراز کوئی نہ کوئی انیس
مگر تربت و بیکسی ہم جلیس

رفاقت مین اک حسرتِ وصلِ یار
تسلی دہِ قلبِ یادِ نگار

فلک بر سرِ کین زمانہ عدو
زبان پر مگر ذکرِ لا تقنطو

وہ پژمردہ گل سا پریشان حواس — برنگِ چراغِ سرِ گور اداس
وہ بحرِ تباہی میں موجِ فغان — وہ دشتِ مُصیبت میں ریگِ روان
جنون چاکِ دامانِ فرزانگی — توحّش ہم آغوشِ دیوانگی
وفا رہنمائے صراط الحمید — طلب گام فرسائے کوئے امید
نہین ساتھ کوئی بھی غم کے سوا — ہر اک گام پر جذبِ دل رہنما
خلش دردکی کاہشِ جانِ زار — تپش خانمان سوزِ صبر و قرار
وہ پروردۂ ناز و مسکین لقب — تڑپتا ہی تیرے لیئے روز و شب
وہ آفت کا مارا پریشان خیال — شب و روز ہی گرد راہِ ملال
وہی شوق ابتک ہی ویرانے سے — جنون اور بڑھتا ہی سمجھانے سے
لپٹ کر کبھی دامنِ گرد سے — وہ روتا ہی جنگل مین اس درد سے
وحوش و طیور اور سب جانور — بہم روتے ہین اُسکے احوال پر
گراتا ہی جو اشکِ خونین کہین — تو بن جاتی ہی وہ زمین گلزمین
وہین خامۂ عجز سے باادب — لکھا صفحۂ شوق پر حال سب
مجھے دیکے مکتوب بھیجا اِدھر — نہین جب سے مجکو وہان کی خبر
سنا یہ تو بولا وہ روشن ضمیر — مجھے دے تو وہ نامۂ دلپذیر

دیا نامہ اُسنے تو کھولا شتاب — پڑھتا اور پڑھکر لکھا یہ جواب

جواب نامہ

مرے شیفتہ بے نظیر حزین — فَاِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْن

ذرا چاہیے صبر انسان کو — مجھے پائیگا خوش تو جان کو

ہمارا ہی ہوکر رہے تو مدام — یہی آرزو ہے فقط والسلام

ساقی

پلا ساقیا جام ہمت مجھے — کسی کی ہو کرنا رفاقت مجھے

نہ روک آج ساغر کے پینے سے ہاتھ — کہے جاتے ہین مرد مردون کا ساتھ

لب جام سے حکم اگر پاؤن مین — گرے ہین جو انکو اٹھا لاؤن مین

چھٹی پَو شعاعین چمکنے لگین — ستارون کی آنکھین جھپکنے لگین

سپیدہ ہوا صبح کا خندہ زن — لگی گدگدانے نسیم چمن

سحر نے سونگھایا جو کافور ناب — اُٹھا بستر خواب سے آفتاب

شہنشاہ نے حسب حکم قدیر — بآئین شائستہ و دلپذیر

لکھا خط اُسے مُہر کرکے دیا — حوالے کے قاصد اُسی دم ہوا

چلا جس گھڑی لیکے پیغام خیر — تو بجلی سے بھی زودتر گرم سیر

صبا کو وہ بالا بتاتا ہوا
چلا چٹکیون مین اُڑاتا ہوا

اُدھر سے چلا اور اِدھر آگیا
تصوّر سے بھی پیشتر آگیا

نہ پایا مگر شاہ کو اُس جگہ
نہ دیکھا کسی ماہ کو اُس جگہ

غرض سوچتے سوچتے وہ نبیل
یہ سمجھا کہ وہ خسروِ بے عدیل

سفر رمرے بعد راہی ہوا
کسی جا اسیرِ تباہی ہوا

سمجھ کر یہ وہ پیکِ عالی وقار
سوئے دشتِ وحشت چلا ایکبار

وہان جاکے دیکھا کہ سلطانِ دین
تہِ نخل بیٹھا ہو اندوہگین

کہا خیر مقدم کہا مرحبا
کہا اور بولا کہ فضلِ خدا

وہان جاکے مجکو ندامت ہوئی
ترے نام سے اُنکو وحشت ہوئی

وہ پیک ہمایون ہے اُسکا مشیر
ذکا [illegible] تمیز مین بے نظیر

یہ سمجھا جو خط دو دن مین یکبارگی
تو یہ تختۂ مشق بیچارگی

نہ مرجائے مارے خوشی کے کہین
نہ لالے پڑین اسکے جی کے کہین

مبادا پڑے زیست مین جو خلل
پیامِ وفا ہو پیامِ اجل

کچھ اسکے علاوہ شرارت بھی ہے
کہ شوخی کی تھوڑی سی عادت بھی ہے

کہا آپکا نامہ پُر بہار
ہوا باعثِ وحشتِ طبعِ یار

کہا پڑھ کے نامہ کہ دعوائے عشق
اور اُس پر یہ سیرِ چمن وائے عشق

صبا سے کسی دم مخاطب ہین وہ
کبھی سیرِ گلشن پہ راغب ہین وہ

کبھی ہین عنادل صفت نغمہ زن
کبھی غنچہ و گل سے وہ ہم سخن

کبھی سبزہ کی دیکھتے ہین بہار
کبھی ہین بہارِ چمن پر نثار

وہ دیکھین رخِ یاسمن شوق سے
کرین خوب سیرِ چمن شوق سے

ضیا کیا ہو پھر عشق کے داغ مین
کہ رہتے ہین وہ رات دن باغ مین

مری سمت اُنکو نظر ہی نہین
مین کیا ہون مری کچھ خبر ہی نہین

اُنھین عشق ہو تو ہمارے رہین
محیطِ جہان سے کنارے رہین

[illegible] عقل
بیان کی ترے غم کی دلچسپ نقل

[illegible]
تری بیکسی تیری بیچارگی

[illegible] گلزار کی
عنایت ہے یہ چشمِ خونبار کی

سنا جب یہ افسانۂ سحر کار
ہوا مستِ جامِ طرب وہ نگار

مرے اُسکے گھری جو یون چھن گئی
جو بگڑی ہوئی بات تھی بن گئی

کہا شہ نے مجکو بناتا ہے کیون
تو بے پر کی ظالم اُڑاتا ہے کیون

یہ کہہ یار نے کچھ مجھے بھی کہا
کہا ہان کہا ہے خدا دے وفا

کہا پھر کے نامہ لکھا کیا جواب
کہا یہ لکھا ہے ز راہِ عتاب

گزرتی ہے دن رات گلگشت میں
ہمیں چھوڑ کر پھرتے ہو دشت میں

کہا لا وہ فرمانِ حق الیقین
کہا گر گیا راہ میں وہ کہیں

کہا [illegible] تو حیلے سے کیا آئے گا
بھلا اس بناوٹ سے کیا پائیگا

ادھر جا کے بیٹھا ہے خط لا ادھر
تصنع سے حاصل ادھر آ ادھر

کہا کچھ مجھے تم ن تو دیجیے
تو پھر میں بھی حاضر ہوں خط لیجیے

دیا کچھ [illegible] دے جانے کیا ہو وہ قول
تری بات سے مجکو آتا ہے ہول

[illegible] طرح ہو پرکھنا مجھے
ہمیشہ رفاقت میں رکھنا مجھے

لیا شہ نے یہ قول دل سے قبول
کہا اب تو نامہ دے وعدہ نہ بھول

دکھایا وہ خط شوق نے شان سے
کہا مجھ کو پیارا ہے یہ جان سے

ہوا سروِ قدِ عاشقِ بے نوا
کہ ہو رسمِ تعظیمِ نامہ ادا

ادب سے لیا نامہ عزت کے ساتھ
ملا اپنی آنکھوں سے الفت کے ساتھ

کبھی دل پہ رکھا کبھی فرق پر
کبھی آنکھ پر شکلِ دامانِ تر

ادا کر چکا جب رسومِ نیاز
تو کھولا اسے صورتِ چشمِ ناز

پڑی تین سطروں پہ جب دم نگاہ
سمجھ کر سیاہی بھری ایک آہ

کہا خوش رہے وہ مسیحِ زمن — ہین اعجاز میرے لیے یہ سخن

یہی ہین دوا جانِ رنجور کی — یہ باتین لکھی ہین بہت دور کی

انھین ہین لکھی ہین بطرزِ سلیم — امانی د جملہ کتابِ قدیم

جو لوحِ دو عالم پہ تحریر ہی — انھین تین سطرون کی تفسیر ہی

اضطراب بےنظیر

پلا بادہ ای ساقیِ خوش صفات — کہ ہو رنجِ فرقت سے کچھ تو نجات

شبِ ہجر کب تک اُٹھا جامِ عیش — کہ روشن ہو دم سے ترے نامِ عیش

خزان ہون بنا دے تو رنگِ بہار — اُڑ دن دوشِ نشّہ پہ ہو کر سوار

اُٹھی ہی جو کالی گھٹا اس طرح — مجھے کل پڑے بے ترے کس طرح

جو اُڑتی ہی چارون طرف یہ پھہار — آنی کی طرح ہوتی ہی دل کے پار

اندھیرے مین بجلی کا یہ کوندنا — مرے دل کو حسرت کا یہ روندنا

یہ ساون کی راتین یہ گھرا ابر — بھلا کس طرح آئے پھر دل کو صبر

تڑپتا ہون جز شوق دے کون ساتھ — نہین سوجھتا ہاتھ کو آج ہاتھ

یہ سناٹا پانی کا ٹھنڈھی ہوا — وہ حسرت بھری بانسری کی صدا

درختون پہ وہ جگنوؤن کی بہار — کہ اُڑتے ہین نالون سے میرے شرار

تڑپتی ہی بجلی اُدھر متصل — اِدھر لوٹ جاتا ہر بے یار دل
مین سکتے مین تھا موروں کے شور سے — گرجنے لگا رعد بھی زور سے
یہ تو کچھ ترشح بھی ہونے لگا — مرے ساتھ گردون بھی رونے لگا
ہوئے جاتے ہین ایک اب بحر و بر — برستا ہی گیا ابر جی کھول کر
بہت زور سے چل رہی ہی ہوا — عجب کیا کہ چھٹ جاے دم مین گھٹا
اِدھر دیکھو وہ کھل چلا آسمان — ستارے بھی دو اک ہوے ضو فشان
بڑھانے کو دل کا مرے اضطراب — وہ چمکین شعاعین میانِ سحاب
لیے ہاتھ مین نیزہ ہر اک کرن — لگی کھولنے بندِ زخمِ کہن
نظر آتی ہین دور جو جھاڑیان — ہوا اسدم درندوں کا اُن پر گمان
یہ تو چاندنی مین ہوا دشت غرق — لگی لوٹنے میرے سینے پہ برق
وہ کوئل پپیہا وہ چلاّئے مور — یہان بڑھ گیا اور وحشت کا زور
غضب چھوٹی چھوٹی سی کرنین ادھر — سرِ آب ہین کس طرح جلوہ گر
شبِ ہجر مین آج یہ چاندنی — کھلاتی ہی ہیرے کی مجھکو کنی
جگر پارہ پارہ ہی دل چور ہی — بشر ہاے کس درجہ مجبور ہی
یہ وہ رات تھی ہاے مرے ذوالجلال — کہ ہم مل کے پیتے شراب وصال

گرہاے رہی قسمت واژگون
عوض اسکے پیتا ہو نہین اپنا خون

فلک پر ثوابت نہ سیارے ہین
انگیٹھی ہر گردون پہ انگارے ہین

نہ ہی چین دل کو نہ آنکھون مین خواب
بنا ہون ہین سرتاپا اضطراب

یہان تو ہی خود دل پہ غم کا ہجوم
خدا جانے کیون گھورتے ہین نجوم

مرے رب مرے ارحم الراحمین
سحر ہو گی اس رات کی یا نہین

پڑھا اسپہ فرمانِ مہرِ منیر
ہوا اور بھی مضطرب بینظیر

چڑھین ندیان گریۂ ذوق کی
لپک بڑھ گئی شعلۂ شوق کی

گڑی چوٹ وہ دل پہ کھائے ہوے
جدائی کے صدمے اُٹھائے ہوے

روانی سے اشکون کی وہ مضمحل
لبون سے عیان صدمۂ دردِ دل

جنون اُسکو گھر سے نکالے ہوے
امیدین طبیعت سنبھالے ہوے

بنی تھی جو دل پر تو بگڑے تھے طور
برستے تھے شیشے پہ کیا سنگِ جور

ہوس بڑھ کے دل مین سماتی نہ تھی
طبیعت ہی قابو مین آتی نہ تھی

جگر مین تڑپ جانِ بسمل مین بھی
وہی درد سینے مین بھی دل مین بھی

دل و جان پہ حسرتین چھا گئین
امنگین بھی دم بن کے گھبرا گئین

خبر پانون کی کچھ نہ کچھ سر کا ہوش
جنون مین بس آوارہ گردی کا جوش

شرر کیا کہ برق اسپہ قربان تھی | کہ اسکی تڑپ مین عجب آن تھی
کوئی شے نہ ہرگز خوش آتی اُسے | غذا کی غذائی نہ بھاتی اُسے
کہے کون جو دل پہ تھی واردات | نکلتی نہ تھی ضعف سے منھ سے بات
صریرِ قلم سرفشانی سے تھا | وہ نالان بریدہ زبانی سے تھا
وہ برچھی سی دل مین کھٹکتی ہوئی | نگاہون سے حسرت ٹپکتی ہوئی
عیان لب سے دل محوِ آفات ہے | خموشی یہ کہتی تھی کچھ بات ہے
برنگِ گلِ زخم حالت زبون | ہنسی مین بھی جاری ان آنکھونسے خون
جلا دل تو کھینچی وہین آہ سرد | گری جو طبیعت چمک اُٹھا درد
تھی اس درجہ بیتاب جان حزین | کہ ہر دم تھا اسکا دم واپسین
جو حسرت بھرے دل مین کچھ آگئی | نگاہون پہ کیا بیکسی چھا گئی
تصوّر مین ہر وقت ردّ و بدل | کبھی محو ہو کر پڑھی یہ غزل

غزل

ترے غم نے یہ دن دکھایا مجھے | کہ مجھ سے بھی آخر چھڑایا مجھے
ہوا اپنی ہستی سے بھی بے خبر | نہ معلوم کیا یاد آیا مجھے
خدا جانے تھا خواب مین کیا سمان | ارے دردِ دل کیون جگایا مجھے

ستم کرتے ہو کر تو بہر لطف تھا [illegible] — جدائی مین کیا آزمایا مجھے

خدائی سے تیری نہین کچھ غرض — ملا اُس صنم سے خدایا مجھے

نہ دیکھا کچھ اُس مین جز اضطراب جو — مگر وہ بھی کیا تھا جو بھایا مجھے

جفا سے وفا سے کہ از راہِ ناز — غرض جس طرح ہو لبھایا مجھے

وفا کا گلہ کیا کرون بےنظیر — یہ کیا کم ہے جو بس ستایا مجھے

حرف استثنا ۱۲

جو تھا شوق یہ دیکھکر بیقرار — کہ رو رو کے کھوتا ہے وہ جان زار

کہا شہ سے اب صبر گھٹنے لگا — کلیجا مرا غم سے پھٹنے لگا

لکھا ہے تمھین صبر کے واسطے — نہ یون جان پر جبر کے واسطے

کہا شہ نے اے مونس غمگسار — سنا کچھ بھی تو مژدۂ وصل یار

کہا اُس نے اچھا یہی سب سہی — مجھے پھر کوئی نامہ لکھ دیجیے

ابھی روضۃ القدس جاتا ہون [illegible] — خبر جھٹ کی جا کے لاتا ہون مین

سنایا تو پھر [illegible] کا خیال — لکھا صفحۂ آرزو پر یہ حال

نامہ بےنظیر

[illegible] بےنظیر — سپہر محبت کے مہرِ منیر

شب تار ہجران کا ہجوم [illegible] — تم آؤ تو چھٹ جائے غم کی گھٹا

جگر شاد ہو قلب مسرور ہو ۔ مرا خانۂ عیش پر نور ہو

کہانتک یہ سوزِ درون کی تپش ۔ کہانتک یہ دردِ نہان کی خلش

یہی ہر جو غفلت دوا ہو چکی ۔ مریضِ الم کو شفا ہو چکی

غنیمت ہر دم آپکا ای مسیح ۔ رہے روز افزون یہ حُسنِ صبیح

تپِ غم سے گو مین پریشان ہون آج ۔ کبھی ہو رہیگا مرا بھی علاج

کرو شکر اپنے کمالات کا ۔ ملو آکے مجھ سے مرے مہ لقا

تم آؤ جو ای شاہِ عالی جناب ۔ کرون تم پہ صدقے مہ و آفتاب

سڑک آنے کی جو برابر کرین ۔ عوض کنکرون کے ستارے بھرین

جو دل خواہشِ خوش بیانی کرے ۔ دبیرِ فلک مدح خوانی کرے

سُنائے وہ نغمہ تمھین لاجواب ۔ کہ زہرہ ہو زہرہ کا بھی آب آب

ترنّم کا یہ گرم بازار ہو ۔ یہ دل مشتری بھی خریدار ہو

کرون جمع اسبابِ عشرت تمام ۔ زحل کی نحوست نہ کچھ آئے کام

مرتب وہ رہنے کو ایوان ہو ۔ جہان نجم کیوان بھی دربان ہو

لٹکتے ہون وہ قمقمے متصل ۔ ثریا جنھین دیکھ کر ہو خجل

وہ سب قتے بھرے نور سے سربسر ۔ کہ نسرین و پروین کی چھپے نظر

بنین ساقیِ بزمِ غلمان و حور — فروزان ہو چار و نظرف شمعِ نور
کرون حاسدونکے جگر کو کباب — نظر آئے ہر جام مین آفتاب
ملے نوشِ وصلت جو ای ماہرو — کرون نیشِ عقرب مین نذرِ عدو
ہٹا دون جو رخ سے وہ زلفِ سیاہ — تو برجِ حمل سے نکل آئے ماہ
اُلٹ دو جو محراب مین تم نقاب — تو آئے نظر قوس مین آفتاب
کرو مہر سان طے رہِ جدی و ثور — کہ شیرون کو لازم ہے شیرونکا طور
پڑین جو تمھارے قدم کے نشان — تو رستہ بنے غیرتِ کہکشان
ہو زلفون مین اپنا دلِ پُر شرر — جلے منزلِ سنبلہ مین قمر
زنخ پر ہو جو گیسوِ مشکناب — تو پانی بھرے دلو مین آفتاب
دکھائین وہ آنکھین جو اپنا جلال — اسد سر جھکائے برنگِ غزال
یہ ہو گرمیِ وصل مین سوز و تاب — کہ سرطان کو گردون بنائے کباب
وفا تم کرو ہم جفائین سہین — کہ میزان کے پلّے برابر رہین
جو تم چرخِ وحدت یہ ہو قطبِ خاص — ان آنکھون مین قطبین کے ہین خواص
جگہ پاؤن پہلو مین جو آپ کے — نہ ہو قطب کی طرح جنبش مجھے
ہین یہ جلوہ گر چرخ پر جو نبات — تمھارے عدو پر لگائے ہین گھات

جو دکھلاؤ لب اپنے اے گلبدن
ابھی خون تھوکے عقیقِ یمن

سہیلِ یمن کا بھی ہو رنگ زرد
لہو لعلِ رمّان کا ہو جائے سرد

جبینِ منوّر جو دیکھے سُہا
نہ سجدے سے پھر سر اُٹھائے ذرا

جو بکھریں وہ گیسو تو پھر چھینے سکوت
دلِ زارِ یونس ہو وہ زلف حوت

ہو رحمت کی جا میری آوارگی
یہ جوشِ جنون اور بیچارگی

مین ہون جان بلب تم جِلا لو مجھے
خفا ہون مین دم سے منا لو مجھے

زمانے مین رہ جائے تا یادگار
تمھاری محبت مرا انکسار

بہارِ صُبح

پلا آج ساقی صبوحی مجھے
کہ حاصل ہو تا قوّتِ روحی مجھے

کرون غرغرہ آبِ کوثر سے آج
اُٹھون نشّہ آلود بستر سے آج

وہ مے ہو پیون جسکو سُنکر اذان
برنگِ دعائے سحر ہون روان

ستارے جو چھٹکے تھے افلاک پر
وہ آتے ہین اب جا بجا کچھ نظر

نہ وہ چشمکین ہین نہ وہ شوخیان
نہ وہ جمگھٹے ہین سرِ آسمان

فراہم تھے پہلے جو انگور سے
وہ اک اک کو تکتے ہین اب دور سے

سحر کا سپیدہ بھی ہے گیا غضب
چھپے جاتے ہین پردہ غیب مین سب

ہوئی صبحِ خندان جو پرتو فگن — پریشان ہوئی چرخ کی انجمن
ریاضِ سحر مین جو پھولی شفق — ہوا رنگ تارون کا یکبار فق
سحر کا جو دھڑکا ستانے لگا — فلک اپنی افشان چھڑانے لگا
سُنی بادِ صبحِ چمن کی جو دھوم — کیے گل فلک نے چراغِ نجوم
ابھی کیا چمکتا تھا نجمِ سحر — ہوئی روشنی ماند اب اُسکی مگر
چمک مین نہ تارونکی ہو کیون کمی — کہ پھیکی پڑی جاتی ہے چاندنی
ستارے جو تھے زیبِ بزمِ فلک — جھپکتی نہ تھی جنکی اکدم پلک
وہ ایک ایک کرکے روانہ ہوے — سحر ہوتے ہی سب فسانہ ہوے
مگر کچھ وہ ہین رنگِ تزئین صبح — چھپنے لگا اُنھین دم مین گلچینِ صبح
سو وہ بھی ہین کچھ جھلملاتے ہوے — ندامت سے آنکھین چُراتے ہوے
ستارے جو باقی رہے خال خال — نہ اُن کا رہا کچھ کسی کو خیال
جو تِل کی طرح جا بجا پا گیا — اُنھین چن کے مرغِ سحر کھا گیا
فلک پر وہ کچھ روشنی صبح کی — وہ ہلکی سی مہتاب کی چاندنی
جو نجمِ سحر بھی تجانے لگا — قمر اپنا بستر اُٹھانے لگا
بچھڑ رہی تھی مہتاب گردون سے رات — اُسی کے یہ سب پھول تھے بے ثبات

سحر کی جو گردون کی خرگاہ پر | ہوائی سی چھٹنے لگی ماہ پر
شفق مین ہی جو رنگ صبح امید | ہوا جاتا ہی چہرۂ مہ سفید
کیا کاروان نے نہ شب کو مقام | پسینے پسینے تھا اس سے تمام
ستارے جو تھے جلوہ گر چرخ پر | پسینے کے قطرے تھے وہ سربسر
فلک نے یہ سب گوہر بے شمار | کیے فرق صبح طرب پر نثار
گرے صورت اشک جو خاک پر | وہ شبنم کے قطرے بنے سربسر
یہ سب مشتری ہو گئے جب نہان | بڑھائی قمر نے بھی اپنی دکان
سحر کا عمل حسب مرضی ہوا | خط کہکشان خط فرضی ہوا
اصول اسکے موضوعہ جتنے تھے سب | ثبوت سحر کے ہوے وہ سبب
ضیا صبح کی پھیلی اطراف مین | شب ہجر جا کر چھپی قاف مین
شفق پھول کر رنگ لانے لگی | نئی آگ دل مین لگانے لگی
کھڑی ہی الگ شمع بھی کیا اداس | پتنگونکے کچھ ڈھیر مین آس پاس
ہوئی دل جلونکے یہ غم مین تباہ | کہ اٹھنے لگا فرق سے دود آہ
تمام اسکی ترکی جو بالکل ہوئی | سحر ہوتے ہی شمع بھی گل ہوئی
اڑا ہر طرف رنگ صبح بہار | فلک پر کھلا یکبیک لالہ زار

نمایان ہوے خوب آثارِ صبح
جہان مین ہوا گرم بازارِ صبح

ہوا صبح صادق کا جسدم یقین
تو بستر سے اُٹھنے لگے نازنین

کوئی شاخِ گل کی طرح جھومتا
اُٹھا کوئی ساغر کا لب چومتا

اُٹھا کوئی سرگرم حمد و سپاس
کوئی نیند کے جھونک مین بدحواس

اُٹھے شہر کے زاہد و حق پرست
اُٹھے رندِ میخانہ ساغر بدست

شبِ ہجر سے ڈرنے والے اُٹھے
شبِ وصل پر مرنے والے اُٹھے

اُٹھے رہ نشینانِ کوے بتان
اُٹھے ساکنانِ درِ دلستان

کسی کو کوئی گدگداتا اُٹھا
کوئی مُنھ چھپا کر لجاتا اُٹھا

گجرِ صبح کا غُل مچانے لگا
جو سوتے ہین اُنکو جگانے لگا

نہ جاگا پر اسپر بھی بختِ عدو
بنا جاکے سبزہ لبِ آبجو

اذانون کی آواز آنے لگی
دعا تا سرِ عرش جانے لگی

ہوا جس گھڑی کم اذانون کا شور
اُٹھا دیر سے بیدخوانون کا شور

طیور آشیان سے نکلنے لگے
سمن بُو روش پر ٹہلنے لگے

رُخِ لالہ کو اُوس دھونے لگی
شفق رشک سے خون رونے لگی

گل اندام کپڑے پہننے لگے
پری چہرہ بن ٹھن کے تننے لگے

یہ اٹکھیلیون پر نسیمِ سحر
کہ آتے ہین جھونکو نپہ جھونکے اِدھر

اُڑی پھرتی ہی آج گل کی شمیم
کھِلاتی ہی غنچون کو موجِ نسیم

جھکا دیتی ہی سر صبا کی جھپٹ
جنون خیز ہی بوئے گل کی لپٹ

دیا دایۂ نشو نے بے خطر
ہر اک طفلِ غنچہ کو شیرِ سحر

کھِلے پھول غنچے چٹکنے لگے
چمن کے چمن تو مہکنے لگے

یہ شبنم سے تازہ ہین رخسارِ گل
کہ انجم ہوے زیبِ دستارِ گل

یہ سبزے پہ قطرے ہین چھائے ہوے
کہ مخمل پہ موتی بچھائے ہوے

ہوے برگِ گل حمد مین تر زبان
خدا نے بھرا موتیون سے وہان

ٹپکتی ہی شبنم جو وقتِ سحر
ہوے وجد مین آکے گریان شجر

جو شاخین گرین شوق مین جھوم کر
اُٹھین یار کی خاکِ پا چوم کر

ہر اک شی پہ چھایا ہی جو رنگ ہو
ہو سکتے ہین آئینہ آبجو

جو ہی آج گلشن مین خوشحال ہی
فقط بختِ خوابیدہ پامال ہی

عجب وقت ہی یہ عجب یہ سمان
کہ حیرت کے عالم مین ہی آسمان

سُہانی سحر یہ سُہانی فضا
یہ مرغانِ خوش نغمہ و خوشنوا

کہین نغمہ زن طوطیِ خوش مقال
کہین نالہ کش بلبلِ خستہ حال

اُٹھی ہر طرف چہچہون کی صدا | فغانِ عنادل نے باندھی ہوا
وہ گلزار مین قمریان نعرہ زن | وہ صحرا مین فریادِ زاغ و زغن
غرض اپنی اپنی زبان مین طیور | ہین سرگرم تسبیح ربِّ غفور
اُدھر کوڑیالا بھی ہر رنگ کا | مسطح زمین پر کھلا جا بجا
کھلا ہو وہ سبزے پہ یون باغ باغ | ہو دن دریا مین جس طرح روشن چراغ
ہر اک رنگ کے خوبصورت نگین | زمرد کے تختے پہ دیکھے ہین
یہ ہوتا ہے گردِ سحر سے عیان | کہ آتا ہو کوئی بڑا کاروان
وہ ظلمت کا سائے مین کچھ کچھ اثر | چھپا زیرِ دامانِ گردِ سحر
یہ دیکھا ہی تھا چشمِ ادراک نے | اُٹھی آیۂ فتح افلاک سے
سنہری شعاعون کے نیزے لیے | ہراول بڑھے لشکرِ صبح کے
شفق کے پھریرے اُڑے چرخ پر | شعاعون نے گاڑے علمہائے زر
لبِ جو تھا کہرے کا جو کچھ دھوان | چمکنے لگین اُس مین چنگاریان
شعاعون کی جاروب نے ایکبار | کیا صحنِ افلاک کو بے غبار
ہوئی اشکِ شبنم سے تر گل زمین | پھُہارین بھی کہرے کی گرنے لگین
ہوا ختم چھڑکاو کا انتظام | ہوا صاف مطلعِ سحر کا تمام

سنہری شعاعون کا عکس آب مین — کہ جو گھر کرے قلبِ بے تاب مین
چمک کر دکھاتا ہی یہ صاف صاف — کہ آئینے کا ہی بسنتی غلاف
یہ نہرون مین عکسِ شفق کا نشان — لگی آگ پانی مین اللہ کی شان
شعاعون کی پانی پہ چنگاریان — ہین سطحِ بلورین پہ گلکاریان
درختون کے سائے کا حوضون مین دخل — کہ شیشون مین ڈھالے زمرد کے نخل
کھڑے ہین خموش اب شجر صف بصف — کہ عالم ہی سناٹے کا ہر طرف
زمین و فلک پر یہ چھایا جلال — کہ عاری ہوے نطق سے اہلِ قال
اُٹھا کر طیور اپنے سر بار بار — کسے دیکھتے ہین بصد انتظار
کسی کو کوئی دیکھنے کے لیے — وہ جھانکا دریچے سے افلاک کے
حسینون کے جُھرمٹ مین اک نازنین — لبِ جو ہوا آکے مسند گزین
ادا شوخئ و ناز کی ساتھ مین — سحر آفتابہ لیے ہاتھ مین
غرور و کرم بے نیازئ و ناز — شب و روز انھین سے لسے ساز و باز
نہ رندی نہ کچھ پارسائی سے کام — اُسے رات دن خود نمائی سے کام
قضا و قدر اُسکے خدمتگزار — سراپا وہ نورِ خداوندگار
چپ و راست اُسکے جلال و جمال — اک ادنیٰ صفت دلبرِ بے مثال

برابر کیا سب نے جُھک کر سلام | مبارک سلامت کی ہے دھوم دھام
وہ طائر پھر اب چہچہانے لگے | یہ اشعار سب مل کے گانے لگے

غزل

خدایا تری تا خدائی رہے | وہ عالم میں اسکی روہائی رہے
ترا نور جب تک رہے جلوہ گر | یہی اسکی جلوہ نمائی رہے
تو جب تک شناسا رہے ذات کا | یہ آگاہِ خود آشنائی رہے
رہے تیری قدرت کا جبتک عمل | یہی اسکی فرمانروائی رہے
رہے تو بری تا ہر اک قید سے | اسے بندِ غم سے رہائی رہے
ترا ناخنِ حکم جب تک ہو تیز | یہی اسکی عقدہ کشائی رہے
ترا دستِ ہمت رہے تا بلند | یہ چارہ گرِ بینوائی رہے
ترا جلوہ جب تک نہ محدود ہو | یہی اسکے دل کی سمائی رہے
رہے وصل جبتک بقا سے تجھے | نہ اسکی ہماری جدائی رہے
رہے تا تجھے حُسن پر اپنے ناز | نثار اسپہ ساری خدائی رہے
سبھی جائے پر خالقِ بینظیر | طبیعت مری اسپہ آئی رہے
کوئی محو ہے گا رہا ہے کوئی | وہ دل کی طرح آ رہا ہے کوئی

ہوا آ کے پابوس باصد ادب — کہا ای بہارِ ریاضِ طر
تو مثلِ سحر نور افشان رہے — ہمیشہ یہی شوکت و شان
مین پہلے گیا کعبۂ خیر کو — سُنا خود بدولت سے گئے
وہان سے حضورِ خداوندِ تخت — ہوا آ کے حاضر زہے میر
ہوا حکم کیون ہین یہ آنکھین پر آب — دیا اُسنے اک خط بجائے جو
لیا شوق سے اور پڑھ کر کہا — کہ ای پیکِ فرخندہ پے مرح
بہت تیز رو اور طرار ہے — بہت اپنے فن مین تو ہشیار
نہین عقلِ کل کو بھی کچھ ہمسری — تجھی کو ہے زیبا یہ نامہ
وہ بولا کہ ای شاہِ ملک و سریر — مین ہون کمترین بندۂ بے
ہوا حرف زن یون شہِ پاک ذات — ہمین نے دیے ہین اُسے یہ
وہی کرنا ہے جس مین اُسکی خوشی — کہ عاشق ہے وہ اور معشو
پسند آئی ہے اُسکی عرضی مجھے — ہے دل سے قبول اُسکی مرضی
یہ مژدہ تو پہونچا اُسے زود تر — مین اُسکا ہون میرا ہے وہ
کہ کچھ دنون مصلحت ہے یہی — رہے وہ مقامِ طرب می
سپاہ الم سے رہے ہوشیار — حفاظت کرے اُسکی لیل و

پھر آنا یہان جب وہ بھیجے تجھے ‏ ‏ کہ وصل اُسکا مدِ نظر ہی مجھے
یہ سنکر ہوا بحرِ شادی مین غرق ‏ ‏ قدمبوس ہوکر چلا مثلِ برق
ملا راہ مین ایک بحرِ روان ‏ ‏ یہ سوچا ذرا دیر دم لون یہان
تو دیکھا کہ میرِ سعادت وزیر ‏ ‏ لیے ساتھ اپنے سپاہِ کثیر
اسی سمت آتا ہی مانندِ موج ‏ ‏ پریشان وخستہ مگر ساری فوج
اُسے دیکھکر شوق بے اختیار ‏ ‏ پکارا کہ او سرورِ نامدار
یہ لشکر پہ غم کے چڑھائی ہی کیون ‏ ‏ سفر کی مصیبت اُٹھائی ہی کیون
وہ آواز پہچان کر شوق کی ‏ ‏ بڑھا اسپ دوڑا کے یکبارگی
بنی تھی جو حالت دکھائی اُسے ‏ ‏ سنی اُسکی اپنی سُنائی اُسے

مجاہدات

پلا اب تو مَے ساقیِ ذی کرم ‏ ‏ کہ گھیرے ہوئے ہی سپاہِ الم
اُٹھا ساغرِ مے طبیعت سنبھال ‏ ‏ مجھے ورطۂ بحرِ غم سے نکال
وہ مے ہو جو دکھلائے اپنی بہار ‏ ‏ اُڑون صورتِ بوئے گل ایکبار
ہی کچھ دھوپ کا عکس کہسار پر ‏ ‏ شعاعین چمکتی ہین اشجار پر
تری اُوس کی دھوپ کھونے لگی ‏ ‏ ہوا بھی ذرا گرم ہونے لگی

پرندے زمین پر اُترنے لگے — ہرن ٹہل کے جنگل مین چرنے لگے

اُڑے کھول کر قاز و سرخاب پر — گرے مرغِ آبی وہ تالاب پر

وہ کھیتون مین چڑیان بھی آنے لگین — وہ چن چن کے دانے اُٹھانے لگین

ہوا پھر وہی کاروبارِ جہان — ہوے لوگ مصروفِ کارِ جہان

ہوا مین ابھی تک نہین کچھ غبار — رطوبت لگی اُڑنے بن کر بخار

مگر شہر مین یہ نہین آب و تاب — کہ ٹیلون کی ہی اوٹ مین آفتاب

بلندی پہ کچھ دھوپ آنے لگی — وہ کلسون پہ سونا چڑھانے لگی

منڈیرون پہ کچھ کچھ جھلکنے لگی — اتر کر وہ در پر چمکنے لگی

غرض چاکِ جیبِ سحر بڑھ گیا — قریب آدھ گھنٹے کے دن چڑھ گیا

ہزارون جوانانِ لشکر شکن — وہ ہین دامنِ کوہ مین خیمہ زن

وہین چھوڑ کر وہ سب اسبابِ بزم — چلے ہین کسی سمت کو بہرِ رزم

یکایک کھڑے ہو گئے وہ وہین — کسی نے ابھی اُنکو دیکھا نہین

اِدھر لوگ کچھ چڑھ کے دیوار پر — نظر کرتے ہین دشت و کہسار پر

چمکتے ہوے خود و تیغ و تفنگ — پھر اُن پر سنہری شعاعون کا رنگ

وہ زرہین چمکتی ہوئی دور سے — کہ گویا بنی تھین وہ بلور سے

خوشی کے پھریرے اڑائے ہوے
وہ ہر شخص نیزہ اُٹھائے ہوے

وہ گھوڑے کنوتی بدلتے ہوے
اشارون مین رُک رُک کے چلتے ہوے

سوارون کی ہر دم اسی پر نگاہ
کہ اُٹھنے نہ پائے کہین گردِ راہ

رُکے پھر وہ کچھ دور کہسار سے
مخاطب ہوے اپنے سردار سے

وہ کہتا ہی ٹھہرو یہین آس پاس
کہ ہی سخت مضبوط باب سپاس

اِسے توڑنا ہی بہت کارِ سخت
کہ یہ شہر ہی شاہ کا پایہ تخت

مقامِ طرب خلد منزل ہی یہ
دیارِ محبت کا حاصل ہی یہ

حیاتِ ابد اسمین اک باغ ہی
مرے دل کو اُس باغ کا داغ ہی

ہی قصر اسمین اک عیشِ جاوید نام
انھین دونون سے ہی فقط مجھکو کام

اسی غم مین ہی میری حالت تباہ
کہ تھی شاہ ملعون کی یہ سیر گاہ

مگر ہاتھ آنا بھی دشوار ہی
کہ چارون طرف اسکے کہسار ہی

اُدھر جائین تو ہوگی بیشک شکست
کہ ہی گھاٹیون پر بڑا بند و بست

مگر ایک تدبیر آسان ہی
کہ صحرائے وحشت مین سلطان ہی

ہمارا تمھارا وہان کیا گزر
کہ اُس جا فرشتونکے جلتے ہین پر

کرین اہل قلعہ کو محصور ہم
رسد سے کرین انکو مجبور ہم

دَرِ قلعہ پر چل گئے ہون جا بگیر
مقابل ہو کوئی تو برسائین تیر

یہ جب آب و دانہ سے ہون ناصبور
ظفر ہو گی ہم کو میسر ضرور

اِدھر آئے جو شاہ بھی قہر مین
تو جانے نہ دین ہم اُسے شہر مین

جدھر جائے وہ ہو اُدھر سدِ راہ
رہے مستعد اس پہ اپنی سپاہ

سنی سب نے یہ گفتگوئے عجیب
کہ تھا اُس منارے سے وادی قریب

وہ شُورے جو اصلاح کرنے لگے
یہ گھبرا کے فوراً اُترنے لگے

اترتے ہی پہونچے درِ قلعہ پر
کرین قلعہ بانون کو تا یہ خبر

وہ پہونچے ہی تھے در یہ مغرور سے
نظر آئی کچھ روشنی دور سے

یہ کرنین چمکتی ہین کس چیز پر
ٹھہرتی نہین اُن پہ مطلق نظر

سوار آتے ہین کچھ ادھر زرق برق
سراپا ہین فولاد و آہن مین غرق

صفائی مین آئینہ تیغ و تفنگ
پھر اُن پر شعاعون کی شوخی کا رنگ

وہ بجلی سے کچھ کم چمکتی نہین
وہ آنکھین نہین جو جھپکتی نہین

یکایک قریب آگئے وہ سوار
مقابل ہوے پاسبانِ حصار

ہوئی فوجِ قلعہ کو یہ آگہی
کہ فوجِ لعینان قریب آگئی

بڑھی آتی ہے دمبدم بیشتر
پہونچتی ہے دم مین درِ قلعہ پر

نظر آتے ہین اُنکے بے طور ڈھنگ
اُسی دم بجا قلعہ مین کوسِ جنگ

زمین اُسکی آواز سے ہل گئی
سرانِ سپہ کو خبر مل گئی

دیا حکم وقفہ نہ زنہار ہو
اسی وقت سب فوج تیار ہو

یہ سن کر دلیران و مردانِ کار
زرہ پوش ہو کر پئے کارزار

نکل کر درِ قلعہ سے ناگہان
ہوے فوجِ دشمن پہ حملہ کنان

چلین ہر طرف سے یہ توپ و تفنگ
شب تار و تیرہ تھا میدانِ جنگ

مفر کی کوئی راہ تکتا نہ تھا
کسی سمت کچھ دیکھ سکتا نہ تھا

بہت اُڑ گئے گر گئے سیکڑون
اِدھر سے اُدھر پھر گئے سیکڑون

مگر جوش مین آگے بڑھتے گئے
وہ سب موت کے منھ پہ چڑھتے گئے

بہت قلعہ سے شعلہ باری ہوئی
نہ کوئی سپہ پر فراری ہوئی

کشاکش سے قلب و جگر ہل گئے
لڑائی مین آخر وہ یون مل گئے

نہ باقی رہی کوئی ترتیبِ جنگ
ہوئین بار اُسوقت توپ و تفنگ

حفاظت کو نکلے ہین جو شہر کی
بہت کم ہین تعداد مین یہ ابھی

پہونچتی گئی جن کو جن کو خبر
ہوے جنگجو آکے بیرونِ در

ہوے آگ غُصّے مین اہلِ ستیز
ہوا گرم ہنگامۂ رستخیز

سپر و سینۂ و پہلوئے اہلِ جنگ | ہوے وقفِ گرز و سنان و خدنگ

بہت دیر تک تیر برسا کیے | گلے آبِ خنجر کو ترسا کیے

ہوے دونون جانب کے ترکش تہی | ہوئی ختم بارش بھی اب تیر کی

اُڑے مرغِ جان کچھ پرِ تیر سے | بہت پھل گرے شاخِ شمشیر سے

چلی تیغ تو پشتِ زین پر رُکی | جو اُسکو بھی کاٹا زمین پر رُکی

جدائی سر و تن مین ہونے لگی | لہو سوگِ دشمن مین رونے لگی

نکالے ہوے اپنی سوکھی زبان | چلی خون پینے سوِ دشمنان

روان ہوتے ہی جان کھونے لگی | گلے مل کے اک اک کے رونے لگی

اِدھر وار پر وار چلنے لگے | شرر اسکے منھ سے نکلنے لگے

سپر کو جو کاٹا تو سر پر گئی | جو منھ پر چڑھا اُسکو دو کر گئی

چلی المضاعف دمِ کارزار | کیا دو پیادون کو راکب کو چار

جو غصے مین آکر اُبلنے لگی | لہو منھ سے آخر اُگلنے لگی

مٹایا یہانتک عدو کا نشان | ہوئی چشمِ جوہر سے خود خون فشان

چمک کر چلی وہ شرارت بھری | کسی وقت شعلہ کسی دم پری

گری صورتِ مست وہ جس طرف | ہوئی مستِ جامِ فنا صف کی صف

چلی یہ تو منھ سب کے پھرنے لگے | ثمر نخل ہستی کے گرنے لگے

ہوئی آرہ جو پیتے پیتے لہو | کیے قطع نخل حیات عدو

ہوئی محض بیکار شمشیر تیز | اُٹھے گرز برپا ہوئی رستخیز

چقاچق کی آواز آنے لگی | سپر ہر طرف منھ کی کھانے لگی

پڑی جس پہ اک ضرب وہ [illegible] | اُسی جا ہوئے گرد کے [illegible]

ہوئے دست و پا سب کے بے اختیار | گرے گرز تیرے لیے [illegible]

نہ حاجت ہے جوشن نہ مانع زرہ | سناں کھولتی ہے دلوں کی گرہ

اُدھر کے ہزاروں [illegible] | کیے اہل ثروت نے اسیر کمند

بہت دیر یہ [illegible] | جو تیر ستم کی [illegible]

نہیں ہوتی معلوم فتح و شکست | [illegible]

اُٹھا ہے یہ کیسا وہ گہرا غبار | مخاطب ہیں دونوں طرف [illegible]

بہت غور سے دیکھتے [illegible] | نہیں آتا جز تیرگی کچھ نظر

قریب آتے آتے ہوا [illegible] | نظر آئے [illegible]

فصیلوں سے اترے ہیں [illegible] | پکارا یکایک بہ بانگ بلند

کہ اے نوجوانان و مردان کار | [illegible] ہے فوج لعین ہوشیار

لعین ابنِ ملعون کا سُن سُن کے نام
وہ مردود دہلجا ہوئے پھر تمام

صدا آئی برجون سے یہ ایکبار
کہ ای پہلوانانِ عالی وقار

خبردار ٹھہرو نہ میدان مین
نہین تو گھرے آن کی آن مین

تمھین اس گھڑی ہی میسر ظفر
چلے آؤ اب قلعہ مین بے خطر

ہوے نعرہ زن وہ یلانِ جری
کہ تا حشر یہ تو نہ ہوگا کبھی

یہین مارینگے اور مرجائینگے
نہ قلعہ مین پر بھاگ کر جائینگے

قریب آگئی اب وہ فوجِ لعین
ہوے اہلِ دژ سخت اندوہگین

وہی تازہ دم لشکرِ نابکار
ہوا حملہ آور یمین و یسار

کھڑے ہر طرف سے یہ مردانِ جنگ
ہوا اہلِ دژ پر بہت وقت تنگ

اُٹھائے ہین دستِ دعا جنگجو
کہ یارب ترے ہاتھ ہی آبرو

یہ معلوم ہوتا ہی سب اہلِ دین
کوئی دم مین ہون نذرِ شمشیرِ کین

اُدھر کا ہراول ہی کفرانِ جنگ
بڑھا اور کہنے لگا بیدرنگ

اگر خیر مطلوب ہی جان کی
ہمارے حوالے کرو دژ ابھی

ہوئے خشمگین یہ ہزبرِ ژیان
پکارے کہ او مردکِ بدزبان

تو کیا ہی تراشا و ملعون بھی
نہین دیکھ سکتا سوئے دژ کبھی

منارے پر اک شخص اندوہگین — کھڑا ہی لگائے ہوے دوربین
ہوا دیکھکر سوئے در بیقرار — مقرر ہی یہ پہلوان قلعہ دار
ہوا استادہ جسپر یہ فیروزمند — ہی نام اس منارے کا بختِ بلند
پکارا کوئی دور سے بیدرنگ — کہ بتلا تو کچھ خانِ تقدیرِ جنگ
وہ بولا فصیلون پہ ہی جو سپاہ — کمک کے لیے جائے اسوقت آہ
اُترکر چلے وہ نبرد آزما — جو باہر تھے اُنکا بڑھا حوصلا
ابھی رستے ہی مین ہین یہ نامدار — اُٹھا پشتِ فوجِ عدو سے غبار
پکارا وہین خانِ تقدیرِ جنگ — کرو عرصۂ زیست دشمن پہ تنگ
کہ ہمراہ شاہنشہِ بینظیر — وہ آتا ہی میر سعادت وزیر
یہ سن کر دلیرانِ جنگی سوار — عدو پر گرے ٹوٹ کر برق وار
پسِ پشتِ دشمن تھے یہ اہلِ جنگ — ہوا حکم برساؤ تیر و تفنگ
گئے تیسری سمت اہلِ کمک — لعینون کو ملتی نہین راہ تک
ہوا فوجِ دشمن کا یہ قتلِ عام — کہ کشتونکے پشتے لگے ہین تمام
اجل کھینچی دوڑو مرے سرگئی — کہین دوڑتے دوڑتے مرگئی
لعین ابنِ ملعون بھی مارا گیا — وہ کفران کا سر اُتارا گیا

یہ دیکھا تو لی سب نے راہِ فرار
تعاقب کنان جاتے ہین بیشمار

ظفر یاب ہو کر پھر اوہ وزیر
ہوا دست بوسِ شہِ بینظیر

امیرانِ سپہ ہین ستایش کنان
کہ ہو فتح سلطان کی ہمعنان

یہین کہہ کہ یہ بولا شہِ بینظیر
مجھے اسکے جسدم گیا تھا وزیر

ہین اُسوقت وحشت کے عالم مین تھا
غمِ یار سے کچھ عجب غم مین تھا

وہین آگیا شوق صید المشیر
سُنایا یہ فرمانِ میرِ منیر

خبردار اسمین نہ غفلت کرو
مقامِ طرب کی حفاظت کرو

اسی وقت میر سعادت کے ساتھ
روانہ ہوا شان و شوکت کے ساتھ

پہونچ کر بفضلِ خدا وقت پر
کیا فوجِ اشرار کو فی السقر

غرض سب مقاصد جو حاصل ہوئے
مقامِ طرب مین وہ داخل ہوئے

مسرت کی گھر گھر ہوئی دھوم دھام
ہوئے محوِ عیش و طرب خاص و عام

حملۂ ملعون

پلا بادہ ساقی اُٹھا رسمِ شرم
کہ ہو حسبِ خواہش مری طبع گرم

او بے جا مجھے جام تو بیدرنگ
تو پھر دیکھ میری طبیعت کا رنگ

مخالف ہو مستی مین جو روزگار
بطِ مے کی صورت ہو وہ بھی شکار

چھپے غار مین گرگ و یوز و پلنگ کہ پیدا ہے قدرت سے موسم کا رنگ

ڈھکین چوٹیان برف سے سر بسر [illegible] چھپائی جو کہسار پر

کھلے پھول گیندے کے وہ زرد زرد [illegible] آئی ہے کیا ہوا سرد سرد

وہ گل مہندی پھولی کھلے گلفرنگ چمکتا ہوا وہ ہرا ہے کہ رنگ

وہ نیلم کے ساغر بیے کا سنی وہ مخمل کی ہمشکل سوسن بھی

وہ گوبھی کے پتے اکڑنے لگے بتاشے بھی [illegible] پڑنے لگے

اناروں مین کلیان بھی لگ گئین وہ لیمون کی [illegible] بھی [illegible]

بہی سیب امرود پکنے لگے وہ شاخون مین کوے چکنے لگے

وہ پک کر شریفے بھی سب کھل گئے ٹپک پڑتے ہین جو ذرا ہل گئے

لدی ہین درختون مین نارنگیان جھکی پڑتی ہین بوجھ سے ڈالیان

ہرے ارے لٹکتے ہین کیا لال لال جڑے ہین زمرد کے جھاڑون مین لال

غضب عشق پیچان کا شاخون سے میل وہ نازک وہ باریک پتی کی بیل

تراشے ہین قدرت نے کیا بے مثال کرن پھول یاقوت کے لال لال

وہ کچھ پھول سرسون مین آنے لگے ذرا کھیت جوبن دکھانے لگے

کہین چھوٹے چھوٹے وہ چیری کے پھول کہین اودے اودے وہ السی کے پھول

آتی ہے صنعِ ربِّ انام — زمرّد کی چھڑیون پہ نیلم کی شام
ـپ آتی ہے جنگل کی ریت — تو کیا لہلہاتے ہین گیہو انکے کھیت

کا چلتا نہین زور و پیچ — ہے سردی کے آگے دولائی بھی ہیچ
ہین چھپ کر جو لیٹے ہین آج — گلوبند سر سے لپیٹے ہین آج

جن کو نازک مزاجی پہ لاف — ہین لادے ہوے وہ بھی بھاری لحاف
ین کوئی دلبرِ گلعذار — کہ سردی مین ہے بس اسی کی بہار

اور جاڑے کا چارہ کوئی — اسے روئی کھوتی ہے بس یا دوئی
شِ دلبر ہے جو شام سے — اُسی کی گزرتی ہے آرام سے

ق کہ جنکا نفس شعلہ بار — اُٹھین یار کی سرد مہری ہے بار
ف ٹھہری جو ٹھنڈھی ہوا — رگون مین لہو اب تو جمنے لگا

ہے زور سردی کا اور — جدھر دیکھو ہے چائے و قہوہ کا دور
ہین وہ شیشونکے کنٹر حسین — کسی مین برانڈی کہین شام مین

بھر بھر کے ساقی ایاغ — ہوا آتشِ تر سے روشن دماغ
ست ہے کوئی مخمور ہے — کوئی نشۂ عشق مین چور ہے
رسے کیا ہوا رات کو — قیامت کا پالا پڑا رات کو

دوشالے دکھاتے ہین کیا کیا بہار — کوئی شال اوڑھے کوئی جامہ وار

جو کہتے تھے اپنے کو آتش مزاج — چڑھائے ہین دستانے ہاتھون پہ آج

گھرے تھے جو گرمی کے اندھیر ہین — پڑے پائتابون کے اب پھیر ہین

وہ گل جنکو ڈھاکے کی ململ تھی بار — نہین آج کمل سے بھی انکو عار

قبا تھی گران جن پہ تنزیب کی — پہنتے ہین اب کوٹ اچکن وہی

کہین کمرے مین تاپتے ہین حسین — کوئی ہاتھ ہی سینکتا ہی کہین

وہ رنگین کپڑے چمکتے ہوئے — انگیٹھی مین کوئلے دہکتے ہوئے

نہین بھاتی مطلق درختون کی چھاؤن — ہوا مین ٹھٹھرتے ہین اب ہاتھ پاؤن

نہین چھینٹ سے خالی کوئی دوکان — اُترتے ہین بانات پھلور کے تھان

نزاکت بھری لکھنؤ کی وہ فرد — کہین سرخ و سبز اور کہین زرد زرد

غرض سب کے لب پر ہی سردی کا ذکر — مگر فضلِ حق سے یہان کیا ہی فکر

فقیر اپنے کمل مین بیٹھا ہی مست — پیا پی چڑھاتا ہی جام الست

ردائے نگارین ہی لطفِ مجیب — رضائی کی جا ہی رضائے حبیب

جو مجمر ہی سینہ تو دم شعلہ بار — ہین انگارے داغِ غمِ عشقِ یار

لگائے ہوئے سوزِ دل کا الاؤ — فقیر اپنی موچھون کو دیتا ہی تاؤ

قریب آنحضرت بجنے کے ہیں پانچ مگر
ابھی تک نہیں آتا سورج نظر

یہ معلوم ہوتا ہے ہر وقت شام
قیامت کا چھایا ہے گھرا تمام

یہ لو چھٹ گیا آن کی آن میں
نکلنے لگے لوگ میدان میں

نظر آتے ہیں جتنے تالاب خام
وہ اوڑھے ہیں کھنبی کی چادر تمام

میسر نہیں یہ بھی کپڑا اگر
سنگھاڑونکے پتوں نے ڈھانکے ہیں سر

وہ پانی پہ کائی بھی جمنے لگی
وہ کچھ دھار دریا کی تھمنے لگی

وہ ندی کا زوروں پہ بہنا نہیں
وہ پانی بھی جھیلوں کا میلا نہیں

سوَن چھینتے لدکے چھجے سیج پر
چلے آئے کہسار کو چھوڑ کر

کلنگ اور مرغاب باندھے قطار
گرے آکے جھیلوں پہ وہ بیشمار

کنارے کنارے وہ بگلونکی صف
حواصل ممولے بطین ہر طرف

برابر جو بیٹھے صفیں باندھ کر
کھچیں جدولیں صفحۂ آب پر

بنے سیر اب لوگ جانے لگے
شکاری بھی جھیلوں پہ آنے لگے

یکایک اٹھا دشت سے وہ غبار
ہوئے لوگ حیرت زدہ ایکبار

ذرا دیر گزری ہوا اسکو ابھی
نظر آئی کچھ فوج اشرار کی

یہ دیکھا جو سب نے تو پھر زود تر
چلے جانب شہر سب چھوڑ کر

پہونچتے ہی قلعے مین برنا و پیر — گئے پیشِ میرِ سعادت وزیر

سُنی اُسنے جسدم یہ اُڑتی خبر — تو پہونچا حضورِ شہِ دادگر

دعا دی کہ ای شاہِ فرخندہ بخت — رہے تا ابد تیرا دیہیم و تخت

سنا ہی کوئی لشکرِ جنگجو — ادھر گھیرے ہوے شہر کو چار سو

یہ معلوم ہوتا ہی ملعون شاہ — خود آیا ادھر لے کے اپنی سپاہ

سنا یہ تو وہ شاہِ فیروز بہر — ہوا یون سخن سنج از روے قہر

لعین اور کفران جب آئے بہم — تجھے اسوقت صحرا لئے وحشت مین ہم

نہ تھا تو بھی قلعہ مین ای خوش صفات — مگر رکھ لی اللہ نے اپنی بات

اب اسوقت جو مصلحت ہو تری — اُسی کو سمجھ عین مرضی مری

کہا اُسنے ای سرورِ سروران — ہی قلعے مین اب لشکرِ بیکران

جو آتے ہین آنے اُنھین دیجیے — ابھی سے نہ عزمِ وغا کیجیے

نہین تو یہ خدشہ رہیگا مدام — پڑے روز اک جنگِ تازہ سے کام

تردد نہ زنہار کچھ کیجیے — مگر حکم اسوقت یہ دیجیے

کہ سرکردۂ فوج شیخِ جلال — رہے ہر دم آمادہ بہرِ جدال

ہو اک اور تدبیر جس سے ضرور — نہ باقی رہے کوئی اہلِ غرور

بڑھیں جب وہ لے لے کے تیغ و تفنگ — اُنھیں گھیر لیں حلقے میں مرزا جنگ

گھر جائیں تو ہونگے وہ اک دم میں پست — ابھی سے یہ خفیہ رہے بندوبست

گرے چاروں جانب سے حملہ سپاہ — نہ باقی رہے ایک بھی کینہ خواہ

طلسمِ مصیبت ہے اک راہ میں — جو بھاگیں گریں سب اُسی چاہ میں

غضب کی وہاں آگ ہو شعلہ زن — اُسی میں جلیں خوب یہ اہرمن

غرض رائے ٹھہری مناسب یہی — کسی کو نہ اسکی ہوئی آگہی

کہا شاہ نے پھر یہ دستور سے — کہ واقف ہے تو دردِ دل سے مرے

جدائی سے گو اُسکی مرتا ہوں میں — مگر دن مصیبت کے بھرتا ہوں میں

مقامِ طرب میں خدا کی قسم — نہیں چین دل کو مرے کوئی دم

یہی جی میں آتا ہے اب اے وزیر — روانہ ہوں میں سوئے مہرِ منیر

تجھے سونپ جاؤں یہ ملک و سپاہ — رہے رات دن تو بصد عزّ و جاہ

سنا یہ تو بولا وہ دانا وزیر — کہ کچھ یاد ہے حکمِ مہرِ منیر

ابھی آپ چندے اسی جا رہیں — جدائی کا غم اور کچھ دن سہیں

خدا چاہے تو جلد یکسو ہو جنگ — روانہ ہوں پھر آپ اُدھر بے درنگ

کمر بستہ بہرِ اطاعت مدام — حضوری میں حاضر رہے یہ غلام

خوشی کیا مجھے عیش و آرام سے
مجھے عشق ہے آپ کے نام سے

نہ چھوڑی رفاقت کبھی آپ کی
رہا ساتھ صحرائے وحشت مین بھی

فراغت جو اس جنگ سے ہو نصیب
چلین دونون سوئے دیارِ حبیب

جو یہ عزم ہے پہلے یہ کیجیے
اجازت وہان سے منگا لیجیے

اُدھر کی طلب پہلے درکار ہے
کہ بے اذن جانا بھی دشوار ہے

یہ سن کر ہوا خوش شہِ بے نظیر
کہ مبنی تھی حکمت پہ رائے وزیر

اُٹھا کر وہین خامۂ اشتیاق
یہ کی صفحۂ غم پہ شرحِ فراق

استعانت

مری روح و سفّاکِ رنگین عذار
گلستانِ زخمِ جگر کی بہار

رُخِ رشکِ گل کا ہے مدت سے ذوق
سماتا نہین اب مگر دل مین شوق

یہ رنگِ طبیعت یہ جوشِ فراق
تمھارے گلے سے ملنے کا اشتیاق

کہین اور ہی گل کھلائے نہ اب
کہ مٹی مین اُمید مل جائے سب

کہانتک اُٹھاؤن مین یہ بارِ غم
کہانتک رہون تختۂ مشقِ الم

نہین ہون جانکنی مین بچا لو مجھے
تم آ کر گلے سے لگا لو مجھے

کیے گرمیِ عشق نے ہوش گم
ہوا اپنے دامن کی دو آ کے تم

اگر تم مرے گھر جو آنا قبول
تا اُون ہین کیا کیا تمنّا کے پھول

نہین اب تحمّل کا یارا مجھے
تمھاری جدائی نے مارا مجھے

گئی جان جسدم تم آئے تو کیا
مرے بعد تشریف لائے تو کیا

جوانی کو کہتے ہین اہلِ تمیز
بہارِ گلستانِ عمرِ عزیز

سو اس جوانی مین تم ہو حبیب
یہ دن اور راتین کہان پھر نصیب

مرے مر ہی جانے سے خوش ہو اگر
تو پھر کیا ضرورت نہ لو کچھ خبر

بلا سے مین جی سے گذر جاؤنگا
کسی کو مگر خوش تو کر جاؤنگا

بلا سے تمھاری جیون یا مرون
مگر تم کو ناراض مین کیون کرون

اٹھائے وہ صدمے کہ گھبرا گیا
لبون پر دمِ مضطرب آگیا

بنے جس طرح اب بلاؤ مجھے
رہِ آمد و شد بتاؤ مجھے

اگر میرے ملنے سے ہو تم کو عار
کسی کو کسی پر ہے کیا اختیار

دعا ہے یہی خالقِ ذوالجلال
عدو پر نہ ڈالے محبّت کا جال

مرے بعد پھر تم کو نفرت کہان
یہ ہر وقت کا رنج و زحمت کہان

نہین ہرج واللہ میرے بغیر
مبارک تمھین باغِ خوبی کی سیر

جو تم سا بناتا مجھے کردگار
تو پھر کیا تمھین تھے مرے دوستدار

تمھارے سوا کون ہے اب شفیق
مرے غم کا ساتھی الم کا رفیق

مرے حال کی ہے تمھیں سب خبر
اگر وہ دشمنوں سے نہ اب درگذر

مقام طرب سے نکالو نہیں
طلسم مصیبت میں ڈالو نہیں

مری اختیاری جو ہوتی اجل
تو اب تک نہ ہوتا یہ رد و بدل

اگر تم ہی جس میں تم خوش ہو یار
دعا یہ میں کرتا ہوں اب اختصار

ہیں جب تک کہ گلشن میں استادہ سرو
ہیں جب تک خزاں [illegible]

رہو چلتے پھرتے گلستان میں تم
سلامت رہو باغ امکان میں تم

کبھی شوق سے دیکھے نامہ یہ بات
پھر آیا [illegible]

تائید و نصرت

پلا ساقیا ساغر لطف یار
کہ ہو یار تائید پروردگار

پلا بادہ ہر قید سے دے نجات
کہ قائم رہوں صورت محض ذات

گھرا ہوں میں انبوہ اوہام میں
دکھا حکم نصرت خط جام میں

قریب آتی جاتی ہے اب دوپہر
پگھلنے لگی برف کہسار پر

صدا بلبلوں سے نکلنے لگی
ہوا بھی ذرا تیز چلنے لگی

قریب آ گئی وہ درختوں کی چھاؤں
ہوے خوب قابو میں اب ہاتھ پاؤں

چرائی سے پھرنے لگے جانور | وہ پانی پہ گرنے لگے جانور
وہ ہر ابر بجلی دکھانے لگی | نظر پانی پر تلملانے لگی
بہت [illegible] پیڑ پر گُمین | وہ منڈلا رہے ہین مگر کچھ زغن
درختون پہ بیٹھے ہین کچھ دور دور | وہ اُڑتے ہین تالون پہ بھی کچھ طیور
ہرن اور چیتل نکلنے لگے | وہ پی پی کے پانی اُچھلنے لگے
ہوئے آب شیرین سے جو بہرہ ور | تو کیا کیا کلیلون پہ ہین جانور
جو سڑکون پہ ہر دو رستے تھے جابجا | وہ تکتے رہے سایہ اشجار کا
بجے بارہ سب کو خبر ہو گئی | کہ فرصت ملی دوپہر ہو گئی
مگر وہ پڑے ہین جو میدان مین | ہین ڈوبے لڑائی کے سامان مین
یکایک یہ لو طبل جنگی بجا | کچھارون مین کیا گونج اُٹھی صدا
کئی روز نقارے بجتے رہے | ترائی مین بادل گرجتے رہے
رہین تین دن یونہین طیاریان | فراہم ہوا لشکر بیکران
ہی دھوکے مین میر سعادت وزیر | کہ شاید ابھی اور آئین شریر
اسی سے وہ دانستہ خاموش ہی | مگر شاہ ملعون کو جوش ہی
اُدھر جتنے افسر تھے سب آگئے | وہ قلعہ کے چارون طرف چھا گئے

بڑھے کبرِ جنگ اور آما ہوا
غضبناک خونریز اس لڑیا

پکارا یہ ملعون از روئے کین
ہو لینا نہ مجھے انتقام لعین

کرو کوششیں آج میدان میں
کرو قتل ان سب کو اک آن میں

ادھر سے بحکمِ شہِ باخدا
بڑھے میرِ تسلیم و شیخ الرضا

جو یہ دونوں لشکر صف آرا ہوئے
بہم نار اور نور یکجا ہوئے

ہوئی جنگِ مغلوبہ تا وقتِ شام
نہ نکلا مگر اس لڑائی سے کام

یونہیں جنگِ مغلوبہ ہوتی رہی
اجل بختِ ملعون کو روتی رہی

کٹے تین دن اور اسی رنگ سے
فریقین گھبرا گئے جنگ سے

اٹھا ہے وہ میرِ سعادت وزیر
یہ کہتا ہے اے خسروِ بےنظیر

وہ ملعون مردودِ ربِّ جلیل
سمجھتا ہے ہم یہ جماعت قلیل

اگر حکم پائیں لبِ شاہ سے
نکل آئیں فوجیں کمیں گاہ سے

ابھی چاشت ہے اور آغازِ جنگ
پہونچ جائینگے دن ڈھلے بیدرنگ

جو لڑتی ہے اسوقت فوجِ قلیل
چلی آتی ہٹتی ہوئی تا فصیل

ہٹیں گے جو یہ مار کھاتے ہوئے
چلے آئینگے وہ دباتے ہوئے

جو ہو جائیں یکجا وہ مانندِ موج
نکل کر انھیں گھیر لے اپنی فوج

اسی دم بحکمِ شہِ نامور — یہ پہونچا دی مخبر نے سب کو خبر

لگے جب گذرنے وہ بجالِ زبون — نظر آئے مور و ملخ سے فزون

ملے جب یہ دو لشکرِ بیشمار — زمین پر قیامت ہوئی آشکار

کسی کو نہ باقی رہا تن کا ہوش — مگر فوجِ ملعون ہوئی سخت کوش

کہ اتنے مین اک لشکرِ بیحساب — کہ چہرون پہ ڈالے ہوئے ہین نقاب

ہوا اہلِ قلعہ کا آ کر معین — یہ دیکھا تو خائف ہوئے اہلِ کین

بڑھے یہ جو باگین اُٹھائے ہوئے — تو بھاگے وہ سب دم دبائے ہوئے

ریا و کبر و ہوا و غضب — ہوئے ساتھ ملعون کے فی النار سب

جو ناری لڑائی سے زندہ پھرے — طلسمِ مصیبت مین جا کر گرے

گرے ہمین جو بادلِ دردناک — وہین ہو گئین ہڈیان جل کے خاک

نشان بھی ملا پھر نہ بدخواہ کا — فقط رہ گیا نام اللہ کا

مگر شاہ کو ہے یہ حیرت کمال — کہ آئے کہان سے یہ قدسی خصال

طریقت

چھکا دے اب ای ساقیِ ذوفنون — کہ نَحنُ اِلیٰ رَبِّنَا رَاغِبُون

نہ چھوٹا کبھی جامِ مے آج تک — کہ اَصبَحتُ وَ اَمسَیتُ خَیراً مَعَک

ڈبوئے جا تو ساغر کہ تیرے بغیر — جو ویرانہ مجھکو حرم ہو کہ دیر

ڈھلاؤن سنہری ہوئی سطحِ آب — پہاڑون مین چھپنے لگا آفتاب

دکھاتے ہین جوتی وہ زرین کھجور — گیا بھاگ کر سایہ تاڑون کا دور

چلے سوئے میخانہ آزاد رند — لگے ڈھونڈھنے آشیانے پرند

شعاعون کے ٹیلون پہین کچھ نشان — چلے گاؤن کو لے کے گلّے شبان

وہ مزدور سڑکون سے آنے لگے — سرا کو مسافر بھی جانے لگے

کھنچا سرخ پردہ وہ افلاک پر — نہین آتا اب زرد سورج نظر

وہ جو ٹکڑے ابر ہین دور تک — ہوا اُن مین بھی یاقوت کی سی چمک

شفق پھول کر یہ ہوئی خون فشان — بنا عرصۂ قتلگہ آسمان

ہوا ہر طرف اک سکوت آشکار — ہوا کم ہوئی ٹھہری دریا کی دھار

جو تھوڑی سی آتی تھی بدلی نظر — وہ سونے کا پتر بنی سر بسر

ہوا جھٹ پٹا وقت بدلا سمان — لگا کھولنے جعدِ شب آسمان

نہین بدلیون مین بھی اب وہ چمک — بنا گنبدِ سنگِ موسیٰ فلک

فلک روشنی دن کی کھونے لگا — اندھیرا سا باغون مین ہونے لگا

درخت اپنے چہرے چھپانے لگے — بخارات دریا پہ چھانے لگے

اندھیرا ہوا خوب ہر راہ مین — جلین مشعلین لشکر شاہ مین

اُتر کر سواری سے وہ اک جوان — پیادہ ہوا سوئے قلعہ روان

قریب آکے اُسنے اُٹھائی نقاب — تو بولا وزیر الممالک شتاب

ارے یہ تو ہی شوق شہ کا مشیر — وہ پہونچا حضور شہ بےنظیر

یہ فرمایا شہ نے کہ ای غمگسار — یہ ہین کون ہمرہان رحمت شعار

کہا اس مین دو شخص سردار ہین — مہمات ملکی کے مختار ہین

ہین سب انکے محکوم نیرنگ و رنگ — یہ ہین نصرۃ الدولہ تائید جنگ

کہا کیون یہ ڈالے ہین منھ پر نقاب — کہا ہی یہ نا محرمون سے حجاب

گیا شوق یہ کہکے کہسار کو — بلا لایا ہر ایک سردار کو

گیا لیکے شہ انکو خلوت مین ساتھ — بٹھایا پکڑ کر محبت سے ہاتھ

اُلٹ کر نقاب اُنکے رخسار سے — ملایا وزیر وفادار سے

کہا شوق سے پھر کہ ای غمگسار — بیان کر جو لایا ہی پیغام یار

وہ بولا کہ ہین اوج پر اب نصیب — کہ طالب ہی خود آپکا وہ حبیب

گیا لے کے جس دم مین نامہ وہان — ہوا مجھپر بہت مہربان

بہت غور سے لے کے نامہ پڑھا — بلا کر پھر ان افسرون سے کہا

اسی وقت مع اپنے لشکر کے سب — روانہ ہو سوئے مقام طرب

یہ کہنے لگا مجھ سے وہ عرش جاہ — یہان آنے کی ایک قریب [illegible] راہ

اسی راہ سے اسکو لانا ادھر — کہ ہو منزلون کی اسے سب خبر

یہ کہنا تو اس سے کہ سب چھوڑ کر — ادھر آ طلسم [illegible]

جسے جا بجا ڈھونڈتے ہین بناتے [illegible] ہم — نظر کر وہ اپنا بنانے [illegible] ہم

یہ دے اسکو دینا تو لوحِ یقین — بتا دیگی منزل کا یہ سب کہین

مقام اول اسکا ہے بابِ مجاز — یہ کہنا کھلیگا وہان علمِ راز

ہدایت کرے لوح جس بات کی — وہان تجھکو انسب ہے کرنا وہی

جو وادیِ حیرت کی حد آئیگی — تو یہ لوح آئینہ بن جائیگی

نہ دیکھیگا کوئی تو اپنے سوا — اَنَا الحق کی ہر سمت ہوگی صدا

وہان سے جو گذریگا ہے دشتِ ہو — نظر آئیگا ایک ہی چار سو

جو کچھ حق ہے دیکھیگا تو بس وہان — نہ ہوگا کوئی واسطہ درمیان

وہان سے ہے آگے یہی سرزمین — ملینگے یہان پہلے تجھسے ہمین

یہان تیری نظرون مین اے مرتقا — رہیگا نہ کوئی ہمارے سوا

بس اک عالمِ قدس ہوگا یہان — تعدد نہ تمیز کا کچھ نشان

نہین منزلِ عشق مین انتظام
نہین دکھلانے پر تجھکو سارے مقام

نہ شیطان کچھ ہی نہ طاعت ہی کچھ
نہ دوزخ یہان ہی نہ جنت ہی کچھ

نہ ہی جبر کچھ شی نہ کچھ اختیار
وہی کفر ہی جو کہ ہی غیرِ یار

نہ ہی کفر کچھ شی نہ اسلام کچھ
نہ زُنّار کچھ ہی نہ احرام کچھ

نہ ترتیب کچھ ہی نہ کچھ اختلاف
ہی اضداد سے مطلعِ عشق صاف

دوئی کی کسی جا سمائی نہین
یہان غیر سے آشنائی نہین

نہ اقرار ہی کچھ نہ انکار ہی
جدھر دیکھیے یار ہی یار ہی

نہ مین ہون نہ تو ہی نہ ہی قال وحال
مگر اک نظر کردۂ ذوالجلال

تری اس مین تعلیم منظور ہی
نہین تو رہِ قدس کیا دور ہی

پلک مارنے سے کہین پیشتر
مرے ساتھ ہوتا تو شیر و شکر

نہین ملتا ہر شخص کو یہ مقام
کہ اس شان کا خاص حرمت ہی نام

جسے چاہین کرتے ہین ہم اُسے میل
کہ یہ سب ہی اپنی عنایت کا کھیل

نہ جسکی ہم اسکی ہدایت کرین
وہ کھایا کرے تا ابد ٹھوکرین

روانہ کیے دو وزیر اسلیے
کہ لے آئین یہ تجھکو آرام سے

کرینگے ابد تک نہ تجھ کو جدا
جو وعدہ کیا ہی کرینگے وفا

سنا یہ تو وہ عاشقِ بینظیر — اٹھا حسبِ فرمانِ مہرِ منیر

وہان جتنے قلعے فلک قدر تھے — حوالے کیے خانِ تقدیر کے

مقرر کیے اپنے نائب وہان — سحر ہوتے ہی ہو گئے سب روان

ثنا خوانِ ربِّ یگانہ ہوئے — سوئے قادرین پانچون روانہ ہوئے

چلے ساقیا دور گم ہون حواس — کہ جوبن دکھائے بسنتی لباس

اٹھا جامِ زرین پلا بید رنگ — کہ عاشق کے حصے مین ہی زرد رنگ

ڈھلے زعفرانی شرابِ نیاز — کہ مستی مین کھولون مین رازِ مجاز

وہ مور آئے آمون پہ ہی کیا سمان — چمکتی ہین پکھراج کی کلغیان

دکھاتے ہین دو چار پھول اب ببول — ہین پر دور تک پھولے سرسون کے پھول

ہی اس زرد چادر مین اتنا اثر — ادھر جا کے آتی نہین پھر نظر

دیا کس نے یہ آبِ زر بیقیاس — کہ ہر کھیت کا ہی بسنتی لباس

یہ زربفت اور کامدانی کا کام — کیا کس نے مخمل پہ یکسان تمام

یہ مستی دکھائی ہی ہر پھول نے — کہ آنکھون مین سرسون لگی پھولنے

نظر طرفہ تر رنگ لانے لگی — ہتھیلی پہ سرسون جمانے لگی

چلی لوٹنے رنگِ عشّاق کو — وہ سوجھی نہ سوجھے جو قزّاق کو
طبیعت جو یہ لطف اُٹھانے لگی — رقیبوں پہ زردی سی چھانے لگی
سُنہری ہوئی سَن کی پکّی پھلی — چھڑے اور چھاگل بجانے لگی
گلے مین کھجوروں کے وہ چمپئی — پنھائی ہی موسم نے چمپا کلی
وہ پھولا کُسُم غیرتِ زعفران — بہارِ رشکِ کشمیر ہندوستان
سنہری امربیل کی نتھ بہول — وہ پہنے ہی اور کیلی ہی زرد پھول
چمکتے ہین گوندی کے پھل دور سے — کہ یہ قدرتی زرد موتی پھلے
چمک مین وہ سینکو نکی ہی کیا بہار — کہ قدرت نے کھینچے ہین سونے کے تار
وہ ہلتی ہی سرسے کی سوکھی پھلی — لٹکتی ہی سونے کی یا پچلڑی
جو مُندے ہین پُکھراج کے زرد بیر — دکھاتے ہین سونے کے جگنو کنیر
مٹر کی وہ پھلیان جو تھین سب — دیئے زر کے جوشن انھین کسنے اب
وہ کیا کیا چمکتی ہی کمرکھ کی پھانک — بٹھائی ہی قدرت نے کُندن کی ٹانک
وہ لیموں جو تھے کاغذی سبز تر — لٹکتے ہین اب بن کے تعویذِ زر
پہاڑی کسونجی ہی جو سامنے — بلاق اسکو سونے کے کسنے دیئے
وہ پہنے ہین رُوسے کی بھی ڈالیان — سُنہری امر بیل کی بالیان

[illegible]

وہ گیندے کی شاخیں جو ہیں سبز فام — ہیں لٹکائے کندن کے جھمکے تمام

ہوئی زرد پک کر پھلی سیم کی — چمکتی ہین کیا بجلیان چمپئی

خزاں ان بھی ہو گو بعض اشجار کی — وہ ہلتے ہین پتے سنہرے ابھی

وہ چھپا کہ خجلت دہ لاجورد — ملا کیا ہی جھومرا سے زرد زرد

اٹھائے ہوئے ہاتھ سورج مکھی — دکھاتی ہے سونے کی وہ آرتی

ہوئی الفت ایسی اسے مہر کی — کہ بڑھ بڑھ کے کندن کے کنگن بنی

جو داؤدی کے زرد غنچے کھلے — کرن پھول انکو کہان سے ملے

وہ پہنے ہوئے سبز پتے کہین — گلا اشرفی کی حمائل حسین

ہری گود کیلے کی تھی جو ادھر — [illegible] زعفران کا سپہر

لیے جام زرین بصد آب و تاب — وہ پیالہ زرد زرد آج پھول شتاب

پپیتے کو امرود کو شکلِ ورد — دیے کیسے کس شوخ نے زرد زرد

سنہرے جو گو بھی ہین پھول آئے ہین — [illegible] سونے کے [illegible] ہین

چھڑک کر زبرجد کے کونڈون پہ شیر — [illegible] کس نے خمیر

وہ پھولون پہ ہر سمت چھایا بسنت — وہ بلبل بھی گاتے ہین کیا کیا بسنت

عجب مست خوشبو ہے مہو ونگی آج — کہ پرہیزگارون کا بدلا مزاج

درختوں سے وہ اُتری آتی ہی دھوپ
زمین پر بھی سونا چڑھاتی ہی دھوپ

پڑا زرد کرنوں کا عکس آب مین
ہوا زرد پانی بھی تالاب مین

جو اڑتی ہین مرغابیان کچھ اُدھر
اڑاتی ہین پیلو وہ ہرتال پر

لیئے جاتے ہین آج اہلِ عقول
کوئی زعفران کوئی ٹن کوئی پھول

بسنتی ہی یہ جامۂ ہر بشر
کہ ہلدی بھی شرماتی ہی دیکھ کر

ہی معشوق یا صاحبِ درد ہی
جسے دیکھئے زرد ہی زرد ہی

نہ کیون اتنی زردی پہ ہو عقل دنگ
یہ چھایا ہی اُڑ اُڑ کے عاشق کا رنگ

مگر دم محبت کا بھرتا ہوا
وہ جاتا ہی وہ سیر کرتا ہوا

لیئے ہی کسی کی محبت مین جوگ
وہ سنتا ہی بس جوگیا اور بروگ

غضب ہو گا اُسکا رُخِ دلپذیر
ہی پروانہ جس شمع کا بےنظیر

وہ کندن سا چہرہ دمکتا ہوا
وہ گورا بدن کیا چمکتا ہوا

بسنتی فقط ایک تہبند پاس
سجیلے بدن پر غضب کا لباس

رفیق اُسکے کیا کیا محبت شعار
حسین و طرحدار و عالی وقار

مزاج اُسکا ہر دم سنبھالے ہوئے
وہ سانپ آستینوں مین پالے ہوئے

جبین سے عیان فرِّ شاہنشہی
فقیری مین بھی صولتِ خسروی

بھرا پاک دل مین کسی کا نیاز
پھرا سیر بھی ہر لحظہ سرگرم ناز

یہ معلوم ہوتا ہو کوئی امیر
ہوا زلفِ جانان کا تازہ اسیر

جو چلتا ہو وہ نوگرفتارِ غم
اٹھاتا ہو کس نازکی سے قدم

چلا اس ادا سے وہ شاہ چگل
کہ بس ہین قربان دو عالم کے دل

جو کہتا ہو کوئی کرم کیجئے
ذرا پیرہن مین دم لیجئے

تو کہتا ہو وہ ہنس کے او بیخبر
جمیگا یہ آسن در یار پر

کھلا اسپہ ایسا بسنتی لباس
کہ سورج ہوا دیکھکر بدحواس

اثر عشق کا اتنا پیدا ہوا
اسے جسنے دیکھا وہ شیدا ہوا

بہت دیکھکر جلوہ شائق ہوئے
بہت نام ہی سن کے عاشق ہوئے

زمانہ کل اسکا بروگی بنا
خدا جانے یہ کون جوگی بنا

باب غفلت

پلا ساقیا ساغرِ جم نشان
دکھا مجھکو نشہ مین سیر جہان

کہان کی حیا اور کیسا حجاب
دئے جا تو بھر بھر کے جامِ شراب

پلادے مُے وصل کے خم کے خم
کہ ہون ذوق و مستی مین یہ ہوش گم

شفق نے جو چھڑکا فلک پہ شہاب
اٹھا خون مین ڈوب کر آفتاب

اثر نیند کا صبح کھونے لگی | تجلّی رخِ مہر دھونے لگی

سحر مل کے غازہ ہوئی خندہ زن | لگی پھوٹنے زعفرانی کرن

ہوا جادہ پیما شہِ بینظیر | جلو مین وہی اُسکے چارون مشیر

بلا گرد اقبالِ فیروز مند | لگائے ہوے چترِ بختِ بلند

وہ شاہِ زمانہ اسی شان سے | چلا جا رہا ہی عجب آن سے

نظر آیا وہ ایک بابِ بلند | رفیقون سے بولا وہ اقبال مند

یہ کیسی عمارت ہی کیا نام ہی | بھلا اسکا جنگل مین کیا کام ہی

وہ بولے کہ ہی کوئی شہرِ حجاب | اُسی کا ہی یہ بابِ غفلت مآب

کہا کسکے ہی زیرِ فرمان یہ شہر | ہوے حرف زن یون وہ فیروز بہر

کہ اسکا بھی حاکم ہی مہرِ منیر | پرای عاشقِ صادقِ بینظیر

وہان کا ہی کچھ اور ہی انتظام | نہین منزلِ عشق سے اُسکو کام

کہا شہ نے دیکھونگا مین بھی اسے | یہ سنکر یہ کی عرض اصحاب نے

کہ ہی شاہِ راہِ محبت قریب | اُدھر جانے سے ہوگی زحمت نصیب

نہ زنہار جائین اُدھر کو حضور | کہ پھیر اِس طرف سے پڑیگا ضرور

وہ اک ماہ ہی دور و تاریک تر | بہت کم نکلتے ہین اُس سے بشر

کہا شاہ نے یہ مرے دل میں ہے — کہ اب دیکھوں جو پہلی منزل میں ہے

یہ کہکر چلا سوئے شہرِ حجاب — بڑھے آگے یارانِ حکمت مآب

اُدھر کے ارادے جو کامل ہوے — وہ سب بابِ غفلت میں داخل ہوے

نظر کی جو پھر کر ادھر اور اُدھر — تو اک دوسرے کو نہ آیا نظر

جو پیش آئی راہِ اُمید و ہراس — پریشان ہوئے پانچوں شکل حواس

چلا شوق پر سوئے مہرِ منیر — یہ سمجھا ملیگا وہین بینظیر

حجاب

پلا ساقیا بادۂ راستان — کہ مستی میں ڈوبی ہو یہ داستان

وہی بے حجابی کا اسلوب ہو — کہ نشہ میں دیدارِ محبوب ہو

وہ مے دے کہ مجنون جواہر کا ہون — سر آمد میں اس دورِ آخر کا ہون

کہان تک یہ تعبیر یہ قال و قیل — کہ پیشِ نظر ہو مقامِ خلیل

ہر اک شعلۂ عشق گلنار ہو — کہ مجھپر یہی نار گلزار ہو

جلائیگی کب تک تجلی مجھے — محبت ہی دیگی تسلی مجھے

کھلے دل پہ وہ شانِ تنزیل کی — ضرورت نہ رہجائے تاویل کی

نہ دکھلائے جو منھ ابھی بے نقاب — ضروری ہے اُسکے لئے کچھ حجاب

نہ ہو حسرتِ دید مین کچھ قصور — تو ظلمت بھی ہو جاتی ہی عین نور

ازل سے ہی باہم یہی چھیڑ چھاڑ — کہ لیلی پکڑتی ہی مجنون کی آڑ

کہان تک تمنا مین پردا نہ ہو — نہ ہو یہ تو لطفِ تماشا نہ ہو

ابھی دور ہی گو زمانِ وصال — مگر دیکھیے تو کون مکانِ وصال

طلب گو بہت ہو مگر غم نہ ہو — کہ رویا بھی رویت سے کچھ کم نہ ہو

ہون ظاہر مین بھی ویسی ہی کامیاب — مرا خواب بھی ہو محمدؐ کا خواب

یہ لو دس بجے سب کو فرصت ہوئی — عشا و عشا سے فراغت ہوئی

وہ گھوڑون کی ٹاپین ستاتی نہین — وہ اب گھنٹیان آتی جاتی نہین

وہ ہل چل نہین شہر و بازار مین — ہوے لوگ مصروف گھر بار مین

وہ مہتاب کی آسمان پہ نمود — مزین کواکب سے چرخِ کبود

وہ کرنون کی شبنم کے اندر بہار — اڑایا ہی چاندی کا گویا غبار

لرزتی ہی پانی پہ یہ چاندنی — کہ دریا مین بجلی کی ہی روشنی

وہ لہرین کہین تلملاتی ہوئین — چمک آئینے کی دکھاتی ہوئین

وہ گھرے مین ریزے سے بلّور کے — کہ ذرے چمک جاتے ہین نور کے

نہین نام کو بھی کہین تیرگی — کہ عکسِ تجلّی ہی سائے مین بھی

روان ہی یہ چار و نظرف موجِ نور — کہ اُڑتے ہین دن کی طرح کچھ طیور
قمر کے مقابل ہین جو جا نور — گذرتا ہی آتا ہی فوراً نظر
شعاعون کی اللہ ری تیزیان — قمر کے وہ جوبن کی نوخیزیان
مگر چھوٹے چھوٹے ستارے ہین ماند — کہ آج اپنے جلوے ہین پورا ہی چاند
شعاعون کا وہ جگمگانا کہین — ستارون کا آنکھین چرانا کہین
نہ تنہا رہے تا کہ ماہِ تمام — رہا منتخب نجم کا اہتمام
ہوا حکم جو اور موجود ہون — حجابِ تجلّی مین مفقود ہون
گرا چھن کے پتّون سے نورِ قمر — کہ ہیرے کے ٹکڑے پڑے ہین اُدھر
ہوا نُچّے کاری کا یہ اہتمام — کہ مرمر پہ ہی سنگِ موسیٰ کا کام
یہ سائے مین اوراق سے نور کے — کہ گل سنگِ موسیٰ پہ بلّور کے
صفا بام و در مین سمائی ہوئی — درختون پہ حیرت سی چھائی ہوئی
یہ کہتا ہی ہر اک شجر کا سکوت — فَسُبْحَانَہُ الَّذِیْ لَا یَمُوْت
نہین پھرتے گو پھرے والے ابھی — مگر بھونک اُٹھتے ہین کُتّے کبھی
کبھی چہچہاتے ہین کچھ کچھ طیور — کہین شور کودون کا ہی دور دور
ستارے جو رہ رہ کے ٹوٹے اُدھر — وہ مہتاب کے پھول تھے سربسر

تو کیا دیکھتا ہی کہ اک بام ہی — کہ جسکا عروجِ وفا نام ہی
مین اُس بام پر ہون تماشا کنان — کئی اونٹ اتنے مین آئے وہان
کہ سب تیز دندان و خونخوار ہین — مرے درپئے رنج و آزار ہین
اکیلے کھڑا ہون مین بے یار و خویش — وہ گھیرے ہوے بام کو گرد و پیش
بہت کچھ وہ احمق اُچھلتے رہے — در و بام سے سر پٹکتے رہے
کہ دل کی ہوس ہم نکالین ابھی — اسے پائین تو مار ڈالین ابھی
نہ پہونچے مگر تا سرِ بام وہ — رہے اپنی کوشش مین ناکام وہ
مگر دامِ حیرت مین ہی بینظیر — کہ تنہا ہوا مین بلا مین اسیر
کیا ورد فورًا درودِ شریف — تو اُسدم بحکم خدائے لطیف
نظر آیا اک پیرِ قدسی خصال — سفید اُسکا جامہ سفید اُسکے بال
وہ چہرہ منوّر کشادہ جبین — وہ پاکیزہ طلعت وہ پاکیزہ دین
وہ خضرِ مصیبت قوی اُسکے ہاتھ — وہ نوری طبیعت خدا اُسکے ساتھ
اُسے دیکھکر اسقدر بیقرار — یہ بولا بحکمِ خداوندگار
زمین سے اُٹھا کر کلوخِ گلی — تو پڑھ اسقدر [illegible]
ہوا پر اُسے پھینکدے ایکبار — نظر آئے تا شان [illegible]

خبر دیگا تجھکو وہ اس راز کی ‏ عطا ہوگی طاقت بھی پرواز کی

یہ کہکر نہان ہو گیا مردِ پیر ‏ ہوا کاربندِ عمل بینظیر

ہوا پر ہوا جس طرف کو گذر ‏ وہین تھے زمین پر وہ اربابِ شر

سوئے ارض رخ بھی وہ کرتا نہین ‏ کسی سرزمین پر اُترتا نہین

اگر کچھ بھی آثار ظاہر ہوے ‏ وہ موذی وہین آکے حاضر ہوے

ہوا اک طرف کو گذر ناگہان ‏ کہ جز آب و سبزہ نہین کچھ وہان

ذرا دور ہو ایک بابِ بلند ‏ نظارہ فریب اور خاطر پسند

کہا اُسنے دل مین کہ اُترون یہان ‏ جو بدخواہ پہونچین تو پھر ہون وہان

اُترنے کے جو نہین ارادے کیے ‏ قدم اُسکے سبزہ نے سر پر لیے

ٹہلتا ہوا وہ مہِ ارجمند ‏ گیا تا درِ باغ و قصرِ بلند

عمارت مصفّا رفیع و وسیع ‏ مرصّع بہ نقش و نگارِ بدیع

وہ شاہانہ آراستہ دل پسند ‏ ضرورت سے زائد وہ پھاٹک بلند

کھلا ہے وہ دروازہ لیکن وہان ‏ نہین جز خدا ایک بھی پاسبان

کہ اتنے مین وہ مردمِ آزار سب ‏ قریب اُسکے پہونچے بہ قہر و غضب

ہوے حملہ آور جو اُس ماہ پر ‏ وہ داخل ہوا باغ مین بے خطر

یہ چھایا بحکمِ خدائے غیور | [illegible] پھر شمال طیور
کہ پھاٹک کا ہو بند کرنا محال | [illegible] ایک دو [illegible] بھلا کیا مجال
مگر سوئے در جو اُٹھائی نظر | تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ اہلِ شر
کھڑے ہیں سراسیمہ بیرون باب | نہ معلوم چھایا ہے کیوں اضطراب
نہیں کوئی مانع پر آتے نہیں | ادھر کو نظر بھی اُٹھاتے نہیں
ہوئے کامیابی سے جو نااُمید | لرزتے ہیں وہ خوف سے مثلِ بید
محافظ ہو جسکا خدائے جلیل | اُسے کیا کرے کوئی دشمن ذلیل
فرشتے نہ معلوم کیا کہہ گئے | جہان تھے وہ موذی وہیں رہ گئے
چمن سے پھر [illegible] | تو دیکھا کہ اک قصر ہے دلپذیر
شگفتہ [illegible] | مگر کوئی انسان اُس جا نہیں
وہ کُل قصر کا قصر ہے [illegible] سجا | نگاہیں ٹھہرتی نہیں جا بجا
مگر ایک کمرہ ہے [illegible] شان کا | نمونہ ہے جو حق کے احسان کا
زری کے وہ پردے لٹکتے ہوئے | وہ جھالر میں گوہر چمکتے ہوئے
جواہر کی گلکاریاں بیشتر | مرصع وہ سقف اور دیوار و در
بچھا وسطِ کمرہ میں ہے اک پلنگ | ہو صبحِ صفا دیکھ کر جسکو دنگ

مسہری پہ سوتی ہی اک نازنین — بہت کم سنی پر نہایت حسین

بدن پر ہی اُسکے عروسی لباس — مگر اور کوئی نہین آس پاس

مسہری پہ بیٹھا وہین بینظیر — کہا ای خدا اے علیم و قدیر

یہ حیرت کا عالم ہی یا کوئی خواب — مجھے علم دے اسکا یارب شتاب

یہ حالت ہی پیدا شک و ریب کی — کہ آئی صدا ملہمِ غیب کی

یہ تیرا مکان ہی یہ تیری عروس — جواہر ہی نام اسکا رشکِ شموس

ترے ماہ کا حُسن نایاب ہی — یہ خورشیدِ عالم جہان تاب ہی

یہ سن کر خوشی سے جگانے لگا — خوشی مین یہ اشعار گانے لگا

غزل

جگہ دی ہے مجھے خاطرِ یار مین — کمی کیا ہی مولا کے دربار مین

پس پردہ بیٹھے ہین وہ خلوت مین آج — اشارے ہین کچھ اہلِ اسرار مین

اگر چشمِ حق بین سے دیکھے کوئی — وہی جلوہ ہی خویش و اغیار مین

ملیگا کسی دن خریدار بھی — جو یوسف کو لائے ہین بازار مین

الہی [illegible] گنجِ ہجر — بہت دن رہے تیری سرکار مین

خدا جانے کیا اُس صنم نے کہا — گرہ دی برہمن نے زنار مین

وہی شکل ہر شی مین آئی نظر
یہ حیرت بڑھی شوقِ دیدار مین

پھرے قیس تو دشت وحشت مین ہم
پر الجھا نہ دامن کسی خار مین

کہان تک ہوا او ہوس بے نظیر
ازل سے ہی ضد عشق وافکار مین

تعبیر

پلا ساقیا وہ صداقت کا جام
کہ ہو عینِ انوار میرا کلام

یہ لذت ہو عشقِ خداوند کی
کہ جس سے خجل ہو ڈلی قند کی

وہی مَی پرستی کا اسلوب ہو
یہ دلدادہ محبوبِ محبوب ہو

مرے جذبِ کامل کا ہو یہ اثر
کہ لیلی رہے قیس کی ہم سفر

یہانتک ترقّی ہو انوار کی
تجلّی ہو چارون طرف یار کی

نہین کشفِ روحی مین نزدیک و دور
ہی تصدیق کے ساتھ رویت ضرور

پکارون جو وادی مین اسکو اگر
زبان بن کے گویا ہون برگِ شجر

وہ حالت دے فیضِ الٰہی مجھے
نظر آئے ہر سو خدا ہی مجھے

کرون وجد مین جسکی جانب خطاب
اُسی کی زبان سے مجھے دے جواب

مین ساغر بکف ہون وہ ساقی رہے
شک و ریب مطلق نہ باقی رہے

وہ مرجع ہو گو میری ہر بات کا
نہ ہو پر تعین کہین ذات کا

کمال یقین پر نہ گم ہون صفات ۔ کہ لازم نہ آئے کہین قیدِ ذات
اگر سب بہی وہ خلق مرغوب ہی ۔ تو عالم مین جو کچھ ہی مجبوب ہی
لگاتار تو دل کو آرام دے ۔ چھلکتا ہوا جام پر جام دے
جو اپنے سوا کچھ نہ پائے کوئی ۔ کسے شان اپنی دکھائے کوئی
مسمّی کے رو سے معزّ و مذل ۔ اُسی ذاتِ واحد سے ہین متصل
یہ غیبت مین ظاہر ہین ہین نام کو ۔ کہ تا خلق پہچانے انعام کو
پسند آئی اُسکو جو سعی و رجا ۔ کیا ہم کو محتاج اسباب کا
متاعِ صفا ہو کہ جنسِ قبول ۔ نہین بے طلب ممکن اُسکا حصول
نہ ہو جمعِ اسباب مین جو قصور ۔ جزا اُسکی دیگا مسبّب ضرور
مشیّت ہی جب عینِ اسباب ہے ۔ تو کیونکر نہ طالب شرفیاب ہو
فلک رونقِ شب جو کھونے لگا ۔ قمر مائلِ خواب ہونے لگا
یہ سارے نجوم و مہِ ضوفشان ۔ کسی کے رہے رات بھر پاسبان
جو سیارے گردون پہ چلتے رہے ۔ برابر وہ پہرے بدلتے رہے
ثوابت بھی مشعل لیے چار سو ۔ رہے ہر جگہ ماہ کے روبرو
سرِ شام ہی سے یہ جاگا کیے ۔ سوِ ماہ ہیبت سے تاکا کیے

جو غافل ہوے وہ ہوے برطرف
کہ مہتاب کی تھی نظر ہر طرف

رہے تا سحر تو یہ سب ہوشیار
پر آنکھون مین آنے لگا اب خمار

ہوا غلبۂ نوم کا جو ہجوم
جھپکنے لگے دیدہاے نجوم

ستارون کے پہرے جو آخر ہوے
سپیدے کے آثار ظاہر ہوے

شعاعون کی آمد کی پھیلی جو دھوم
لجانے لگے ماہتاب و نجوم

ضیا صبح کی جو پیامی ہوئی
نمودِ سحر کی سلامی ہوئی

اٹھا ہر طرف سے یہ شورِ اذان
کہ موجِ ہوا بھی ہے موجِ فغان

اُسی عالمِ خواب سے ناگزیر
اٹھا عالمِ وجد مین بے نظیر

فراغت ہوئی حفظِ عادات سے
نماز و دعا و مناجات سے

وہان ہے کوئی مردِ صاحب کمال
کیا اُس سے با صد ادب عرضِ حال

کہا اُسنے امرِ الٰہی ہے یہ
خدا کی طرف سے گواہی ہے یہ

تری راستی ہے وہ بار ہا بلند
کہ پیشِ خدا ہے نہایت پسند

عروجِ مراتب کی ہے یہ دلیل
[illegible]

وہ اُشتر ہین دنیا کے گردن فراز
اٹھا مین گے سر و بجاے نیاز

کوئی مردِ قدسی ہے وہ دلپذیر
محافظ ہے تیرا بحکمِ قدیر

ہی غوثِ زمانہ وہ صاحب کمال | تجھے دیگا اُسکی جگہ ذوالجلال
ہی پرواز تیری جہانگردیان | عدو کے مقابل ہین پامردیان
ستائین گے اشرار تجھکو بہت | گھٹائین گے افکار تجھکو بہت
ہو الذکر یعنی خدا ہی قریب | تجھے ہو گی ہر جا کرامت نصیب
وہ سبزہ جو رحمت ہی اللہ کی | مٹا دیگا سب خستگی راہ کی
وہان کچھ دنون ہو گا جب تو مقیم | تو پہونچین گے اُس جا بھی وہ سب لئیم
وہ پھاٹک ہی شان اُس فلک جاہ کی | جو رکھتی ہی صورت ترے ماہ کی
محافظ ہو خود جسکا ربِ امین | وہان پاسبان کی ضرورت نہین
وہ موذی جو پھر آکے یکجا ہوئے | بحکم خداوند پسپا ہوئے
تجھے دیکھکر داخلِ باب وہ | خود اپنے لیئے ہونگے بیتاب وہ
ندامت سے اس درجہ کھو جائینگے | عدو بھی ترے دوست ہو جائینگے
خدا کی طرف سے ہو جب مطمئن | کریگا وہان عیش تو رات دن
اُسی طرح دیکھیگا وہ قصر و باغ | جہان ہو گی وہ گوہرِ شبچراغ
بہت پارسا اہلِ عصمت ہی وہ | زمانے مین خورشید طلعت ہی وہ
یہ مطلب ہی تنہا ہی جو وہ حسین | کہ اُسکے مقابل کوئی کچھ نہین

[illegible]

مگر والا ہین مخلصین و شفیق — وہ سارے جواہر ہین تیرے رفیق

سفر مین بہت خاک اُڑائیگا تو — اُسے ایک مدت مین پائیگا تو

بٹھا کر اُس آئینہ کو روبرو — کریگا تو اللہ سے گفتگو

دکھائے جو وہ روئے روشن تجھے — ملے شانِ تمیز احسن تجھے

رہے حفظِ آداب پر گو نظر — وہی ذات ہر شی مین ہو جلوہ گر

جو ہون ایک دو دل تو راحت ملے — تعدد مین بھی لطفِ وحدت ملے

تجھے اب یہ لازم ہوا ای باخبر — تلاشِ جواہر پہ باندھے کمر

اُٹھا کچھ دنون بارِ رنج و تعب — کہ ملتا نہین کچھ یہان بے سبب

بہت راس آئیگا عشقِ حبیب — مدد غیب سے ہوگی تجھکو نصیب

کریگا خدا ہر طرح کامیاب — بہت ہی مبارک ہو تیرا یہ خواب

اشتیاق

پلا ساقیا جامِ حُسنِ خیال — کہ ممکن ہے پیشِ خدا ہر محال

وہ چاہے تو آتش کو پانی کرے — شفق کو مئے ارغوانی کرے

بنے بحرِ مواج چشمِ حباب — سما جائے اک جام مین آفتاب

جسے چاہے وہ جسم بے سایہ ہو
مجازی حقیقی کا ہمسایہ ہو

وہ قدرت دکھائے تو یہ بھی ہو کم
کہ انسان ہو عینِ وجودِ اتم

وہ چاہے تو قطرہ سمندر بنے
ہر اک ذرہ خورشیدِ خاور بنے

ہوں اک بوند میں آسمانوں کے خم
دوائر ہوں سب ایک نقطے میں گم

جہاں چاہے دکھلائے وہ شانِ ذات
جسے چاہے بخشے وہ اپنے صفات

وہ چاہے تو ہر خار گلشن بہ ہو
وہ چاہے تو ہر شعلہ گلزار ہو

وہ چاہے تو محبوب شیدا بنے
وہ چاہے تو مجنوں ہی لیلا بنے

جو چاہے کرے وہ سمیع و بصیر
بِیَدِہٖ عَلیٰ کُلِّ شَیٍٔ قَدِیر

نہیں اُسکی قدرت سے مطلق یہ دور
تعین میں ہو لا تعین کا نور

وہ چاہے تو ہو اُسکے امکان میں
خدا خود نظر آئے انسان میں

جو اسدرجہ بندوں سے مانوس ہو
تو پھر کوئی کیا اُس سے مایوس ہو

اگر اپنی قدرت ہویدا کرے
وہ جو چاہے اک کُن سے پیدا کرے

ہر اک دل کا ہی رازداں وہ علیم
فَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْم

اگر صدقِ دل سے ہو عرضِ نیاز
یقیناً خدا ہی بڑا کارساز

اُسی کی عنایت حصولِ مرام
اُسی کے ارادے پہ سارا نظام

بڑی اُسکی قدرت بڑی اُسکی شان — اِذَا قَالَہٗ کُنْ لِشَیٍٔ فَکَانْ

جو کچھ اُس سے بندہ تمنا کرے — نہ ہو خلق بھی تو وہ پیدا کرے

وہی ہر یقین ہر وہی ہر خیال — کہ غیرِ وجودِ خدا ہو محال

دلون کی حفاظت ہر عینِ صفا — نہ تسبیح و سجادۂ و نہ بوریا

نہ ہو جس سے دشمن بھی آزردہ دل — ہر محبوبِ عالم وہ دانا و چگل

مگر وہ جسے دے یہ حق الیقین — تو لیلیٰ ہر ہر سکے لیے سب کہین

رہے تا کہ تمیز صیاد و صید — ہو مجنون کی اُلفت سے لیلیٰ بھی قید

ہو دل سے جو کچھ ہو زبان سے بجا — کہ مقصود محبوبِ فانی نہ ہو

وہ اَوْفُوا بِعَہْدِی پکارے اگر — تو مجنون مشقّت پہ باندھے کمر

ادا ہو قضا فرض و واجب کے ساتھ — محبت ہو حفظِ مراتب کے ساتھ

جو چاہے رُلانا وہ بیداد سے — خدائی الٹ دون مین فریاد سے

ستائے اگر امتحاناً مجھے — نہ یاد آئے فریاد و شیون مجھے

نہ ہو وصل مین کم یہ سوزِ فراق — بڑھے اور بھی دمبدم اشتیاق

ڈھلی دو پہر ایک بجنے لگا — اذان کی مساجد سے اُٹھی صدا

تھے سرگرم قیلولہ جو پاکباز — وضو کر چکے وہ برائے نماز

ترقی پہ گرمی کا گو پایہ ہی — مگر زیرِ دیوار کچھ سایہ ہی
جماعت کے پابند اہلِ نیاز — چلے جلد مسجد کو بہرِ نماز
جو سناٹہ گلیون مین تھا ہر طرف — وہ ہونے لگا یک قلم برطرف
روانہ ہوا جبکہ ظہیرِ حزین — رفاقت مین افضالِ ربِ امین
نہین کچھ خبر شہرِ محبوب کی — لگی ہی مگر دل سے مطلوب کی
عجب شوق ہی یہ عجب اشتیاق — کہ توام ہین جس مین وصال و فراق
نہ رہبر نہ کوئی دل آرام ہی — خدا ہی مگر خضرِ ہر گام ہی
ہوا ترکِ احباب کا گو ملال — محبت مین پر کیا کسی کا خیال
جہان جز خدا ہو نہ کوئی رفیق — وہان غیر کیا ہو رفیقِ طریق
جو قطعِ علائق مین وہ مرد ہی — محبت کے میدان مین فرد ہی
وہ جز یار جب سب کو سمجھا فضول — تو کیا ترکِ دنیا سے ہوتا ملول
تمنا ہی جو وصلِ دلدار کی — خوشی ہی اُسے ترکِ اغیار کی
جو یک سوئی اُسنے میسر ہوئی — نہ کچھ فکر جز فکرِ دلبر ہوئی
کسی کی طلب یا کسی کا خیال — ذرا دل مین پائے جگہ کیا مجال
کسی کی عداوت نہ الفت رہی — وہ جسکا تھا اُسکی محبت رہی

اسیودن

امیدون سے ہر وقت ردّ و بدل ۔ زبان پر کبھی جوش مین یہ غزل

غزل

صدائے ازل عالم جان مین ہون ۔ مین آوازِ نادی بیابان مین ہون
کہون کیا تماشے ہین کیا سامنے ۔ مین پتلی ہون ہر چشم حیران مین ہون
مین ہر قلب مین ہون کسی کا خیال ۔ کسی کی نظر چشم دوران مین ہون
کسی کی محبت کی ہی یہ صدا ۔ کہ مین جان ہر جسم بیجان مین ہون
کجی مین بھی ہی سرفرازی مجھے ۔ خم نازِ اُس زلفِ پیچان مین ہون
ہی زنجیرِ دل کس کی موجِ خیال ۔ کہ آزاد بھی ہو کے زندان مین ہون
مجھے چاہِ کنعان کی حاجت نہین ۔ اسیر ایک چاہِ زنخدان مین ہون
کہان ہی وہ رنگِ بہارِ جہان ۔ کہ تنہا مین اس دشتِ ویران مین ہون
مین جو کچھ ہون سو ہون مگر بےنظیر ۔ سراپا وفا چشمِ جانان مین ہون

روانگی

پلا ساقیا ساغرِ اشتیاق ۔ کہ لذت سے خالی نہین یہ فراق
ترقّی پہ ہر دم رہے شوقِ دید ۔ کہ ممکن نہین جستجو بے امید
دیے جا مئےِ خوش علی الاتّصال ۔ کہ جو دھن بندھے ہو اُسی مین کمال

یہی ہو اگر جوشِ وحشت مجھے
مرا گھر بھی ہو دشتِ غربت مجھے

ہون گو صدمۂ ہجر سے چور چور
سفر سے بہلتا ہو کچھ دل ضرور

مین کیون آتشِ غم سے جلتا رہون
خُمِ مَے کی صورت اُبلتا رہون

بنا مست کب تک رہون مضمحل
مگر بالِ پرواز ہو جوشِ دل

تموّج ہو یہ نشۂ بادہ کا
نہ جھگڑا ہو تسبیح و سجّادہ کا

جدھر سے نکل جاؤن مست و خراب
دمِ جادہ ہو موجِ کیفِ شراب

مرے ہاتھ مین دے وہی جامِ جم
کہ از عرش تا فرش ہو اک قدم

یونہین دور پر دور چلتا رہے
کسی طرح تو دل بہلتا رہے

جھکا مہرِ گردون جو بہرِ رکوع
ہوے جمع مسجد مین اہلِ خضوع

جو دیکھا کہ ہوتا ہو اب دن تمام
لگے سنتین پڑھنے ہر خاص و عام

اِدھر اور اُدھر جتنے تھے منتشر
جماعت کے آکر ہوئے منتظر

بنایا جو قاری کو سب نے امام
تو صف بندیون کا ہوا اہتمام

پھر اتنے مین تکبیر ہونے لگی
جماعت کی تدبیر ہونے لگی

غرض عصر پڑھ کر بصد آرزو
لگے کرنے باہم گر گفتگو

کہ گھنٹی بجا کر کسی نے کہا
نہ گاڑی کے آنے مین وقفہ رہا

جو بچھم کا ہو جانے والا چلے ٹکٹ ماسٹر سے ٹکٹ آ کے لے

سُنی جس گھڑی یہ صدائے طرب کھڑے ہو گئے ہو کے طیار سب

اسی فکر مین محو تھا ہر کوئی ذرا دیر مین اور گھنٹی ہوئی

وہ سیٹی ہوئی ریل آنے لگی دُھواں دور سے کچھ دکھانے لگی

قلی جلد سگنل گرانے لگا وہ پائنٹ کوئی ملانے لگا

جو سڑکوں کے پھاٹک بھی آنے لگے ہری جھنڈیاں سب دکھانے لگے

ہوا لینا دینا ٹکٹ کا بھی ترک نکلنے لگے آفسون سے کلرک

جو انجن کے تیور بدلنے لگے مسافر یکایک سنبھلنے لگے

مقامِ توقّف پہ ٹھہری جو ریل تو ہونے لگی کچھ عجب ریل پیل

کہین لوگ اُترنے مین گرنے لگے کہین خوانچے والے پھرنے لگے

کوئی لے کے لوٹا چلا بھر آب پکارا کوئی لاؤ پانی شتاب

کوئی رفعِ حاجت کو دوڑا اُدھر کسی نے نمازین پڑھین مختصر

پر اتنے مین سب ہو چکین گھنٹیان رُکے کوئی دم پھر یہ مہلت کہان

ہوئی ریلوے کمپنی یہ خسیس کہ دس کی جگہ بھر دیے بیس بیس

ہے گو دوسرے مین بھی یہ ازدحام مگر پہلا درجہ ہے خالی تمام

اُسی مین روانہ ہوا بے نظیر — خمِ زلفِ جانان کا تازہ اسیر
اُدھر تو ہوئی ریل گاڑی روان — اِدھر ہین یہ اشعار وردِ زبان

غزل

وہ بے پردہ صورت دکھاتے نہین — نگاہون مین پھرتے ہین آتے نہین
بڑھے اسقدر رگ کے ہم عشق مین — کہ اُنکی نظر مین سماتے نہین
چھپے ہین حجابِ تصور مین وہ — یہ مطلب کہ پردہ اُٹھاتے نہین
کوئی اُن سے اتنا بھی کہتا نہین — ستائے ہوون کو ستاتے نہین
ہوئی اور پامالیون سے نمود — بناتے ہین مجھکو مٹاتے نہین
بجھائینگے کیا اُنکا غصہ یہ اشک — کہ دل کی لگی جو بجھاتے نہین
بچھائے ہین دامِ محبت حسین — مگر بوالہوس کو پھنساتے نہین
نہین کس کے لب پر وفا کا گلہ — ہمین ہین جو کچھ دل مین لاتے نہین
جو گزری وہ گزری مگر بے نظیر — یہ قصہ کسی کو سُناتے نہین

سیر

پلا ساقیا راحِ ریحان سرشت — کہ ہو موجِ مے زلفِ حورِ بہشت
نمونہ ہی قدرت کا ہر مہ جبین — تعالی اللہ حُسنِ جمال آفرین

وہ مَے دے ملے چشمِ بینا مجھے ۔ کہ بے بادہ مشکل ہے جینا مجھے

ہو سرمست ایسی مری چشمِ نم ۔ کہ حیران ہو چشمِ غزالِ حرم

چلوں جوشِ مستی میں یوں جھوم کر ۔ اُٹھے بیخودی خاکِ پا چوم کر

اگر نشہ میں گرمِ رفتار ہوں ۔ قیامت بپا رے میں طیار ہوں

پھنسے جذبِ دل میں وہ رشکِ پری ۔ میں دل دیکے سیکھوں رہِ دلبری

یہ پیدا ہو سوزِ نہاں میں کمال ۔ تمنّا ہو شمعِ حریمِ وصال

مزا کچھ انھیں سرد آہوں میں ہے ۔ کہ اک پیاری صورت نگاہوں میں ہے

نہ جب تک ملے وہ مرادِ لستان ۔ کسی گل سے ملتا ہے یہ دل کہاں

وہ مَے دے کہ جو امتحان ہو مرا ۔ خدائے جہان پاسبان ہو مرا

مجھے لغزشوں سے بچاتا رہے ۔ تصوّر میں جلوہ دکھاتا رہے

شفق پھولی کچھ پَو بھی پھٹنے لگی ۔ سیاہی شبِ غم کی چھٹنے لگی

سُہانی ہے کس درجہ تاروں کی چھاؤں ۔ ٹہلنے کی خاطر مچلتے ہیں پاؤں

بچھائے ہوے مرگ چھالے فقیر ۔ لبِ نہر تڑکے سے ہیں جا بگیر

وہ جوگی بھی دھونی رمائے ہوے ۔ ہیں پوجے میں آسن جمائے ہوے

وہ سیلے وہ جوڑے چمکتے ہوے ۔ وہ کانوں میں مُندرے لٹکتے ہوے

وہ گھنٹے بجاتے ہوئے برہمن — ہین تنہانون مین کس طرح نعرہ زن

نہانے کو وہ نازنینانِ شہر — چلی آتی ہین کس طرح سوے نہر

وہ تھالی مین سیندور چندن لیے — کوئی آرہا ہی عجب آن سے

بنارس کی وہ ریشمی ساڑیان — وہ گھونگھٹ لٹکتا ہوا الامان

ہر اک کی نئی دھج نیا ڈھنگ ہی — لبِ گنگ اسوقت کیا رنگ ہی

نزاکت سے کوئی لچکتی ہوئی — ادھر آرہی ہی جھجکتی ہوئی

جو اشنان کرتی ہی وہ اک پری — ہی اُسکی نظر کیا ہی جادو بھری

جو اُلٹے ہی گھونگھٹ کو وہ اک حسین — ہی کس درجہ اُس گل کی ساڑھی مہین

جو پیشِ نظر وہ پریزاد ہی — عجب اُسکا حُسنِ خداداد ہی

وہ آتی ہی جو مُسکراتی ہوئی — قیامت کا چھل بل دکھاتی ہوئی

جسے دیکھیے وہ پری حور ہی — نہ سنبھلے اگر قلب معذور ہی

جو چھپ چھپ کے وہ دیکھتی ہی ادھر — چبھوتی ہی درپردہ نشتر

نہا کر جو نکلی ہی وہ سیمتن — ہوئی بھیگ کر ساڑھی جزوِ بدن

وہ آنچل سے چہرہ چھپائے ہوے — نگاہیں کسی سے لڑائے ہوے

وہ آتی ہی اک شوخِ رنگین لباس — کہ ہر فعل جسکا محبت اساس

وہ گل ناز سے آرہی ہو ادھر
چلے جیسے اٹھلا کے بادِ سحر

کوئی سر سے آنچل اُتارے ہوے
وہ آتی ہو سینہ اُبھارے ہوے

وہ ہر بار ٹھکرا کے سیڑھی کوئی
سُناتی ہو جھنکار پازیب کی

نہائے ہوے وہ جو آتا ہو غول
غضب کے سب اعضا ہین اُنکے سڈول

وہ بھیگے ہوے بال بکھرے ہوے
وہ چہرے بہت صاف نکھرے ہوے

کسی کا وہ گورا چھرہرا بدن
کوئی دھان پان اور رشکِ سمن

کوئی زلف ڈالے ہوے دوش پر
کسی کی نزاکت سے دُوہری کمر

کسی کا وہ اِترا کے چلنا کہین
کسی کا وہ گر کر سنبھلنا کہین

بہت شوخ و مغرور ظاہر ہین سب
لدین سر سے پا تک جواہر ہین سب

کوئی لو لگائے خدا کی طرف
نگاہین جھکین پشتِ پا کی طرف

کٹوری ہین کوئی لیے پھول پان
کھڑی ہو وہ مندر مین مندر کی جان

کسی کا حیا سے سرِ پاک خم
کہ عصمت بھی کھائے اُسی کی قسم

زمین پر نظر وہ گڑوئے کوئی
کدورت کو خاطر سے دھوئے کوئی

چیترنی کوئی تو کوئی پدمنی
کوئی ان مین رادھا کوئی جانکی

مہادیو کو جل چڑھا کر تمام
چلی جاتی ہین اپنے گھر شاد کام

وہ بانکی رسیلی کوئی خوش نظر | لجاتی ہوئی آرہی ہے ادھر

کوئی منزلِ عشق کی خوش خرام | کہ چیلے ہوں جسکے کرشن اور رام

جبیں ٹھہر گئی جب جو وہ جھوم کر | تجلی بڑھی اُنکا منھ چوم کر

نظر آئی جو شان پروردگار | تو نکلا زبان سے یہ بے اختیار

غزل

یہ مانا کہ سب میرے سر جائیگی | محبت مگر نام کر جائیگی

ذرا دیکھ ساقی نشیب و فراز | چڑھی ہے تو اک دن اُتر جائیگی

کٹی عمر اب تک تو اُمید میں | کسی طرح یہ بھی گزر جائیگی

مٹے گی بھلا وصل سے کیا ہوس | طبیعت نہیں ہے جو بھر جائیگی

نہ ٹھہرے گی یہ تو بہارِ شباب | اِدھر آئیگی اور اُدھر جائیگی

شفا دیگی اُنکی ادا کیا مجھے | نہ مرنے کا الزام دھر جائیگی

یہی ہے اگر اُنکی چشمِ عتاب | تو ساری خدائی کدھر جائیگی

لکھونگا اُنھیں حالِ قطعِ امید | یہ عرضی بہت مختصر جائیگی

بگڑنے دو تقدیر کو بےنظیر | وہ جس دن بنیں گے سنور جائیگی

ملا اتفاقاً وہاں ایک مرد | محبت کا عاشق طلبگارِ درد

مقام اُسنے پوچھا تو ویسے کہا ۔ نہ مسجد مسافر کا گھر یا سرا
تکلم سے جو اُنس پیدا ہوا ۔ وہ اسکی لیاقت کا شیدا ہوا
کہا اُسنے آخر بصد التجا ۔ مرے گھر مین ہون آپ رونق فزا
کہون کیا جو وہ مردِ مشتاق ہی ۔ عجب صاحبِ حُسنِ اخلاق ہی
محبت سے گھر مین اُتارا اسے ۔ بٹھایا بہ لطف و مدارا اسے
ضرورت کے اسباب و سامانِ عیش ۔ مہیا کیے وہ جو ہین جانِ عیش
شب و روز خدمت مین سرگرم ہو ۔ دل اُسکا کہین موم سے نرم ہو
یہ ہر لحظہ ہمراز و ہمدم بنا ۔ کہ آخر وہ عاشق کا محرم بنا
یہ بولا تب اُس مرد سے مضطر ۔ کہ غربت مقدر مین ہی ناگزیر
تلاشِ جواہر مین جاؤنگا مین ۔ خدا چاہے تو جلد پاؤنگا مین
کبھی رُخ جو سوئے خدا کیجیے ۔ مرے حق مین دل سے دعا کیجیے
کہا اُسنے ای مردِ میدانِ عشق ۔ شب و روز سر در گریبانِ عشق
پھریگا کہانتک تو اس راہ مین ۔ نہ لغزش گرا دے کہین چاہ مین
ضروری ہی اللہ والون کا ساتھ ۔ ہین دستِ خدا بالیقین جنکے ہاتھ
سُنا ہی کہ کہتے ہین کل میرے پیر ۔ بڑے غیب دان ہین وہ روشن ضمیر

عجب کیا جو مل جائے اُسکا نشان
تو جسکے لیے چھانتا ہی جہان

مگر مست رہتے ہین دن رات وہ
دکھاتے ہین لاکھون کرامات وہ

ہی ظاہر بہت کچھ خراب و پلید
حقیقت مین ہین غیرتِ بایزیدؒ

وہان ذکر کچھ غیرِ وحدت نہین
حواس و خرد کی ضرورت نہین

وہ رندانہ پھرتے ہین ہر دیس مین
چھپائے ہین خود کو اسی بھیس مین

غرض اُسنے تعریف کی اسقدر
کہ ممکن ہی انسان سے جسقدر

اسے ہی جو اُسپر بڑا اعتماد
جگہ دل مین کرنے لگا اعتقاد

ہی جو صاحبِ حُسنِ ظن بےنظیر
ہوا اُسکے دامِ ثنا مین اسیر

یہ سمجھا کہ اکثر بزرگانِ دین
دیارِ ملامت کے ہین رہ نشین

مرا دوست ہی یہ مروّت شعار
بیان کرتا ہی تجربہ بار بار

ہین اللہ والے تو دینگے دعا
نہین تو ہی نقصان ہی کیا مرا

ہوا اُنکی آمد کا جو اہتمام
تو یہ بھی مناسب ہی سمجھا قیام

آمد

پلا ساقیا بادۂ بیخودی
کہ محمود ہی جادۂ بیخودی

ہین مقبولِ یزدان جو اہلِ یقین
کسی کا فریب اُنپہ چلتا نہین

جسے کرتا ہی وہ اخص الخواص
حفاظت مین رکھتی ہی تائید خاص

مگر ہو جو سر تا قدم خیر و نور
وہ کیا جانے شیطان کے مکر و زور

نہ جانے تو کس طرح ہادی بنے
وہ کیونکر شریعت کا نادی بنے

وساوس سے شیطان کے آگاہ ہو
تو سالک کا وہ ہادیِ راہ ہو

یقین کرکے اللہ والا اگر
عزازیل کا ہو کوئی ہم سفر

اُسے اجرِ نیت ملیگا ضرور
بچائیگا لغزش سے ربِ غفور

ابھی ساقیا مصلحت ہی یہی
کہ دیکھون شرارت مین اشرار کی

جو ہو جائیگا تجربہ چشم دید
تو ان سب سے پھر ہوگی نفرت مزید

وہ مے دے کہ ہو گو بہت کچھ ملال
نہ کم ہو مگر جستجو کا خیال

مزا درد کا میری آہون مین ہو
کوئی پیاری صورت نگاہون مین ہو

ہو تابان وہی آفتابِ جلال
کہ رشکِ سحر ہو یہ شامِ ملال

بڑھی تیرگی آٹھ بجتے ہین اب
کہ ظلمت کی چادر ہی بالائے شب

نہ ٹھہرا کوئی دم بھی گو ماہِ نو
سیاہی مین کچھ کچھ ہی تارون کی ضو

ہوے لوگ مشغول سامان مین
جلین مشعلین آن کی آن مین

شبِ قدر ہی انکو گویا یہ رات
سجائی گیٔ نو بجے تک برات

ہر اک قسم کے ساز باجے تمام — چلے پیشوائی کو لے کر امام

ڈھل چنگ و قرنا و طنبور و دف — ہر اک کی جمائی جدا گانہ صف

انار اور مہتاب پھلجھڑیان — غبارے جنھیں دیکھے سارا جہان

دو رویہ جہاں تک کہ منظور تھا — لگائی گئیں چرخیاں جا بجا

ملا کچھ بھی شائستہ موقع جہان — بٹھائے گئے گولے والے وہان

بہت دور اسٹیشن اُس جا سے تھا — مگر روز روشن بنا راستا

جونہین ریل آئی نظر دور سے — تو پیدل یہ سب چل گئے دور سے

کئی دوڑ کر گاڑی پر چڑھ گئے — بہت اپنی تیزی میں کچھ بڑھ گئے

غرض یہ بڑی آن سے بان سے — اُتارا انھون نے بڑی شان سے

بہت دوڑ کر گرد پھرنے لگے — بہت جھک کے پیرون پہ گرنے لگے

چلے پالکی لے کے جس دم کہار — چلے ساتھ پیدل یہ دیوانہ وار

انار اور گولے لگے چھوٹنے — فقیری کی قسمت لگی پھوٹنے

سخاوت جو اسراف کا نام ہو — تو بدنام کیونکر نہ اسلام ہو

یونہین شور و غوغا مچاتے ہوئے — چلے ڈھول تاشے بجاتے ہوئے

یہ مطلب کہ واقف ہون برنا و پیر — بڑے کوئی پہونچے ہوئے ہین فقیر

دنا دن جو گولون کی گونجی صدا — تو کہنے لگے پیر جی مرحبا
کہین چرخیان پھلجھڑی ہی کہین — ہر اک شیطنت پہ ہزار آفرین
مکان تک یہ نقشے یہی طور تھے — جو پہونچے یہان جلسے ہی اور تھے
بڑھین بہر پابوس جو رنڈیان — لگے پوچھنے خود وہ نام و نشان
کسی نے کہا بائی وصومن ہی یہ — یہ منی یہ حیدر ہی چھٹن ہی یہ
مرتب ہوئی بزم رقص و سرود — بھری زر سے ہر ایک مطرب کی گود
جو حجرے مین داخل ہوے پیر جی — دیا حکم خاصہ منگاؤ ابھی
وہان خاص کچھ لوگ جو رہ گئے — اسی مین جو کہنا تھا سب کہ گئے
ہوا تخلیہ جس گھڑی ناگزیر — تو اُسدم بلایا گیا بے نظیر
محبت سے شفقت سے اعزاز سے — بٹھایا گیا وہ بڑے ناز سے
تصنع کا نقشہ جمایا گیا — عجب حسنِ اخلاق پایا گیا
مضمون مین مطلب ہوا سب بیان — یہ مطلب کہ ہو غیب دانی عیان
اشارون مین جب کہ گئے حال سب — کہا اپنا قصہ سناؤ تم اب
ہوا معتقد وہ خجستہ صفات — نہ سمجھا کہ خاصے مین تھی خاص بات
بہت کچھ تھا گو حالِ طولِ امل — پڑھی اُسنے بیساختہ یہ غزل

غزل

انھیں دل بھی ہم دے چکے جان بھی
نہ ابتک ہوئی جان پہچان بھی

نکلتا ہی دل توڑ کر تیر یار
نکلجائے شاید کچھ ارمان بھی

کبھی کوئی بیڑا ہی خوش ہو کے دین
ہی کافی مجھے مان کا پان بھی

ستاتے ہین بتلا کے وہ طرز جور
جفا بھی ہی در پردہ احسان بھی

وہ آفت ہین غولِ بیابانِ عشق
کہ لاحول پڑھتا ہی شیطان بھی

مرے دل سے پوچھو وہ کیا چیز ہین
حسین یون تو ہین اور انسان بھی

کہانتک اُٹھاؤن کڑی عشق مین
کہ مشکل سے مشکل ہی آسان بھی

کسی تیر افگن کا تھا یادگار
نہ ٹھہرا مگر دل مین پیکان بھی

ہی کیا چاکِ دامن کا غم بینظیر
نہ ہوگا کسی دن گریبان بھی

یہ سُن کر ہوا دنگ وہ مردِ پیر
یہ سمجھا کہ بیشک یہ ہی بینظیر

یہ ٹھانی عداوت سے یا چاہ سے
کسی طرح پھیرون اسے راہ سے

کہا مجھکو معلوم ہی وہ مقام
ملے گی جواہر سے تجھے لاکلام

مگر ہو تو پہلے ہمارا مرید
رہے کچھ دنون ساتھ بھی ای سعید

ہمین آزمانا ہی تجھکو ضرور
نہین تو جواہر نہین کچھ بھی دور

یہ سوچا کہ یہ نوجوان ہی ابھی — کسی سے ذرا ہو تو دل بستگی

جو گھر جائیگا عیش و آرام مین — پھنسا لونگا آخر کسی دام مین

ملیگا جو آزادیون کا مزا — نہ چھوڑیگا پھر خود یہ دامن مرا

حسینون کی صحبت فراغِ معاش — مٹا دیگی خاطر سے اُسکی تلاش

مگر سُن کے پیری مریدی کا نام — وہ بولا کہ ای پیرِ عالی مقام

مرید اُسکو پاکر مین ہونگا ضرور — مجھے اپنا خادم ہی سمجھین حضور

مریدی سے اسوقت قاصر ہون مین — مگر ساتھ رہنے کو حاضر ہون مین

پکڑ کر وہین ہاتھ بولا پلید — کہ بس ہو چکے تم ہمارے مرید

مروت سے بولا نہ کچھ وہ حزین — وہ سمجھا پھنسا دام مین یہ حسین

ہر اک سے یہ بکتا تھا وہ مردِ پیر — سنا ہوگا تم نے کوئی بینظیر

بڑا فلسفی اور صاحب کلام — ہوا آج میرا مرید و غلام

مگر وہ عجب رنگ مین مست ہی — فریب اُسکے آگے نہین کوئی شی

جو عاشق ہین محبوبِ وہاب ہین — کہ کذاب آخر کو کذاب ہین

وہ گو ان مکائد سے ہی بے خبر — محافظ ہی پر داورِ دادگر

مشیت نے چاہا کہ آگاہ ہو — نہ مغضوب ہوتا نہ گمراہ ہو

بچھرے رہزنون سے تو ہادی بنے — خدا کی شریعت کا نادی بنے

جو ہو فرد تہذیبِ اخلاق مین — وہ ہی قابلِ قدر آفاق مین

کسی پر ہو جو رحمتِ ذوالجلال — صفاتِ حمیدہ ہین نفسِ کمال

صفا ہو جہانتک کہ امکان ہو — ہی کامل جو انسان انسان ہو

اِغوا

بتا ساقیا بادۂ جوشش دل — کہ بھر جائے حسرت سے آغوشِ دل

امنگین یکایک ابھرنے لگین — تمنائین بیچین کرنے لگین

یہ ہی بادہ دریا کی ای مہ جبین — اسی جوش مین ہو نہ لغزش کہین

ترا فیض مجھکو سنبھالے رہے — یہ رندی خدا کے حوالے رہے

کرے رہزنی لاکھ کوئی حسین — جو ثابت قدم ہین بھکتے نہین

ازل سے لگاؤ ایک لیلیٰ سے ہی — مری زندگی اس تمنّا سے ہی

نہ جب تک ملے وہ مرا گلعذار — کوئی گل ہو آنکھون مین ہی میری خار

مگر ہی جہان موقفِ امتحان — ہی ٹھوکر کا غم ہر قدم پر یہان

رہے ہمنشین کوئی صاحب جمال — ہی اغوائے شیطان یہ سارا خیال

بُری گو یہ افہام و تفہیم ہی — تو حافظ ہو تو حُسنِ تعلیم ہی

محبّت ہو جس گل سے بس ہی وہی
وہی ہم نشین ہم نفس ہی وہی

مجازی سے ہو عشقِ کامل اگر
جمالِ حقیقت بھی آئے نظر

جو رازِ حقیقت سے ماہر ہوا
وہ آداب دانِ مظاہر ہوا

خلافِ شریعت ہو جو فعل و قول
عمل تو جدا ذکر سے آئے ہَول

شریعت پہ ثابت قدم ہو جو ماہ
خدا اُسکی عصمت کا ہوگا گواہ

جو اہر کے حق مین یہ فرمان ہی
وفا اور عصمت کی وہ جان ہی

ہو جس گل سے تسکینِ ظاہر مری
وہ لیلےٰ بنےگی جو اہر مری

جو ہو ہدیۂ خاصِ ربِّ امین
وہ عصمت بنانے سے بنتی نہین

نہ بھولیگا مجھکو وہ نقشہ کبھی
مگر امتحان ہو رہا ہی ابھی

ہی جس گل کی فرقت سے دل پاش پاش
حسینو مین کرتا ہون اُسکو تلاش

تو پھر کیا ضرورت ہی ای باشعور
کر ان گلرخون سے رہون دور دور

جو دریا مین رہکر بجھائے نہ پیاس
حقیقت مین ہی مرد ای حق شناس

رسولؐ و خدا سے محبت رہے
خلافِ شریعت سے نفرت رہے

خبر لیگا وہ فرد و قادر مری
یقیناً ملیگی جو اہر مری

نہ ہو جسکو خلق و خدا سے حیا
نہین اُسمین اک ذرہ ایمان کا

شرافت ہی غیرت ہی انسان کی | حیا ہی ہی معیار ایمان کی
جو ہی کچھ بھی بے غیرت و بے حیا | اُسے شرمِ دنیا نہ خوفِ خدا
جسے بدروش دیکھون اے ذی شعور | ہون صحبت سے اُسکی اُسی دم نفور
خدا کی شریعت کو جو چھوڑ دے | محمدؐ کے ہر عہد کو توڑ دے
وہ عہدِ محبت نبھا ہے گا کیا | اُسے چاہین ہم پر وہ چاہے گا کیا
دکھادون مگر تجربے سے ضرور | خلافِ شریعت ہی سب مکر و زور
یہی طرز شہرت بڑھانے کی ہی | یہ سب فکر دنیا کمانے کی ہی
سماعی کرامات سے الحذر | نہو جس مین کچھ راستی کا گزر
نہین کیا خدا قادرِ ذوالجلال | جو رحمت سے دے ہم کو سچا کمال
وہ حق ہی تو ناحق سے کیون کام لین | فریبی کا ہم کس لیے ساتھ دین
نہین اس سے مجبور ربِّ جلیل | جو کر دے تجھے بےنظیر و عدیل
پھر اسوقت ہم عہدِ شیطان ہو نہین | ٹھہرا دون اُسے تو مسلمان ہو نہین
نہین سمجھے قادر ہی رحمان کو | جو محدود کرتے ہین فیضان کو
نہین جز شریعت کوئی اور چیز | کسی پر جو ہو ختم اے باتمیز
جو کرتے ہین خود پر ولایت تمام | تو کیا تھے وہ مہدی علیہ السلام

مگر حسبِ فرمانِ محبوبِ رب ‏— ضروری ہی خیر القرون کا ادب
پر اس سے یہ لازم نہین ای غیور ‏— ہر اوّل ہو آخر سے اشرف ضرور
یہ ممکن ہی اکثر سے ہون بڑھکے ہم ‏— جو حامی ہو یزدان کا فیضِ اتم
بڑے خود غرض اور کم حوصلہ ‏— بجھاتے ہین طالب کا جو ولولہ
محبّت کا اوّل سے ہمدم ہو مین ‏— ازل سے صفائے مجسّم ہو مین
نہین غم کوئی دیکھے کیسا مجھے ‏— جو جیسا ہی دیکھیگا ویسا مجھے
نہین فکرِ تسخیرِ شہر و دیار ‏— مگر ہان بتائید پروردگار
مین اتنا تو خود کو مسخّر کرون ‏— نہ کچھ فکر جز فکرِ دلبر کرون
خلافِ اوامر نہ عامل ہون مین ‏— وفا خود ہکاریگی کامل ہون مین
نواہی سے نفرت جو نیت مین ہو ‏— تو پھر کیون کمی حق کی رحمت مین ہو
ڈرے جو خدا سے نہان و عیان ‏— خدا اُسکا رہتا ہی خود پاسبان
خدا جسکا ہر حال مین یار ہو ‏— وہ گلخن مین جائے تو گلزار ہو
خدا نے تو سب کچھ بتایا مجھے ‏— مگر حُسنِ ظن نے پھنسایا مجھے
جو آہر کو حق سے جو کرتا طلب ‏— تو بے وقعہ دیتا مجھے میرا رب
جو ارشاد فرمائین اب پیر جی ‏— بہر حال کرنا ہی مجھکو وہی

ضرورت یہاں اسمِ اعظم کی ہی — کہ شیطان صورت مین آدم کی ہی

وہی اسم آیا جہان تا زبان — نہین اُسکا چلتا ہی کچھ بس وہان

مگر ہی یہ تاثیرِ رنگِ حجاب — کہ بھولا وہ اسمِ جلالت مآب

مگر ہان مجھے کب بھلائیگا تو — بُرے وقت پر کام آئیگا تو

کرین سحر یہ ساحرانِ ذلیل — محافظ ہی میرا خدائے جلیل

گراتے ہین یہ بادلِ دردناک — سنبھالیگا مجھکو خداوندِ پاک

کنوئین کھودتے ہین مری راہ مین — یہی سب گرینگے اُسی چاہ مین

خدا سے جو مین مانگتا ہون تجھے — ملیگا تو اِنشاءَ ربّی مجھے

دعا ہی خدا سے مری ای حبیبؐ — ترے فیض سے ہو جو آہر نصیب

وہ محبوب صورت ہمایون شیم — خدا جسکی عصمت کی کھائے قسم

ابد تک وہ مجھسے محبّت کرے — رسولؐ و خدا کی اطاعت کرے

ہو سارہ صفت صاحبِ آل بھی — ولی اُن مین ہون اہلِ اقبال بھی

یہ سب دیگا وہ قادرِ ذوالجلال — ابھی تو نہ مجھے چاہِ غم سے نکال

حکیم و صمد ہی خدائے جہان — ضرور اس مین کچھ مصلحت ہی نہان

چھپی ظلمتِ شب پسِ کوہسار — سحر کا سپیدہ ہوا آشکار

وہ خَیرٌ مِّنَ النَّوم کی خوش صدا — وہ [illegible] مین [illegible] حی ہوا

وہ گرجو نکے گھنٹون کی بانگ بلند — وہ ناقوس کی صوت [illegible]

عنادل کہین چہچہانے لگے — طیورِ سحر حمد گانے لگے

غرض صبح سناٹا کھونے لگی — سڑک پر بھی ہل چل سی ہونے لگی

مرتب ہوئی پھر وہ بزمِ طرب — اکھٹے ہوے وہ شیاطین سب

نماز اور قرآن نہ ذکرِ حدیث — کرامت کا راوی بنا ہر خبیث

معاذ اللہ اس جھوٹ پر یہ مزید — نہ کہتا تھا کوئی بجز چشم دید

کہی ایک خادم نے اُسدم یہ بات — محمد ہر اسوقت حضرت کی ذات

جو چلتے ہین پیدل بجاہ و حشم — نہین گرد آلود ہوتے قدم

یہ سُن کر کہا ایک نے یا اخی — نہین سمجھے حضرت کو تم بھی ابھی

ہین گونڈے مین وہ جو فلان صوبہ دار — وہ بیٹے کے مرنے سے تھے بیقرار

وہان آپ نے جلوہ دکھلا دیا — مرے سامنے جاکے زندہ کیا

تھی برسات مین گھاگھرا زور پر — عبور اُس پہ پیدل کیا بے خطر

سہالی مین اک شخص کی مان مری — پڑی اُسپہ یون ہی نظر سرسری

وہ فی الفور اُٹھکر شتابان ہوئی — یہ قدرت وہان بھی نمایان ہوئی

کئی مردے اسطرح زندہ کیے / بہت کام قدرت سے اپنی لیے

کہا ہم سے پھر جانتے ہو مجھے / خدا ہون مین پہچانتے ہو مجھے

یہ سنتے ہی وہ سب اُدھر کو پھرے / سو پیر سجدے مین فوراً گرے

کہا پیر جی نے کہ صد مرحبا / ازل سے ہو تم لوگ اہلِ وفا

غرض معجزون مین جو اک بات تھی / وہان اُس سے زائد کرامات تھی

اسی طرح فی الجملہ وہ بے ادب / کرامت بیان کرتے ہر روز و شب

سنا جب یہ افسانۂ دلپذیر / ہوا اور بھی معتقد بےنظیر

ہوا تھا نہ کچھ بھی ابھی تجربا / کیا کم سنی نے اسیرِ بلا

مگر تھا نہ ایمان مین جو خلل / مسلمانِ کامل تھا وہ خوش عمل

کہا پیر سے سب نے بالاتفاق / ہمین اسکا تقوی گذرتا ہی شاق

کرامات مین تو پھنساتے ہین ہم / اسے عبدِ مخلص بناتے ہین ہم

ہی صاحب یقین یہ خجستہ صفات / نہین جانتا جھوٹ ہی کوئی بات

جو کامل ہوا معتقد یہ حضور / خدا آپ کو مان لیگا ضرور

نہ چھوڑیگا جب تک یہ تقوی مگر / اسے اس مزے کی نہ ہوگی خبر

بڑی محنتون سے بنایا گیا / یقین اسکو ایسا دلایا گیا

یقین ہے نہ اب یہ کسی جا اڑے — کہین آپ تو آگ مین گر پڑے
حسین اور قابل ہے یہ نوجوان — زر و زن ہین دونون مہتیا یہان
جو شامل ہوا یہ کسی کام مین — پھنسا لائیگا سیکڑون دام مین
جو حضرت کا خادم ہے مردود شاہ — اسے جلد کر دیگا وہ رو براہ
جمیلہ ہے جو اُسکی دختِ حسین — نہین مثل رکھتی وہ زہرہ جبین
ہزارون ہین حضرت کے ایسے فقیر — جو رکھتے ہین ایک ایک ماہ منیر
مگر ہے جمیلہ جو حضرت کی خاص — وہ دشمن ہے زاہد کی عصمت کی خاص
اسے بھیجئے نزدِ مردود شاہ — یہ لکھ دیجیے جلد ہو رو براہ
یہ کہہ دیجیے اس سے اے مہ جبین — نہ جب تک بلاؤن مین رہنا وہین
یہ تقویٰ بہر نوع توڑے گی وہ — اسے پاکدامن نہ چھوڑے گی وہ
جو اُٹھ جائیگا اُسکے دل سے حجاب — ملیگا حسینون سے خود بے نقاب
تو رستے پہ اُسکو لگائین گے ہم — اسے خاص محرم بنائین گے ہم
ہوسے متفق جو مریدین و پیر — بلاکر کہا اُس سے اے بے نظیر
تو فرزند ہے اپنی اولاد ہے — ترے حق مین اپنا یہ ارشاد ہے
فلان شہر مین جا تو نزدِ فلان — نہ جب تک لکھین ہم تو رہنا وہان

تکلف نہ کرنا کسی بات کا — تمھارا ہی گھر ہو وہ اے باصفا
مرید ایک ہمرہ کیا دیکے خط — کہا اس سے ہوگا بہت غم غلط
اُسے ساتھ اُسکے روانہ کیا — مکائد کا اپنے نشانہ کیا
چلا ساتھ اُسکے وہ محوِ نیاز — زبان پر یہ جاری بسوز و گداز

غزل

ہین اک حال پر قہر و رحمت مین ہم — یہ بیخود ہین کس کی محبت مین ہم
پریشان ہی غم سے خیالِ حبیب — نہ غم تھا جو ہوتے مصیبت مین ہم
نہ تسکین نہ کچھ اختیار ہی ہی وصل — الٰہی پڑے کیسی زحمت مین ہم
بدلتا رہا رنگ کیا کیا فلک — نہ بدلے کبھی رنج و راحت مین ہم
ملا ہجر مین جو ریاضِ جنان — تو سمجھے کہ ہین دشتِ غربت مین ہم
ہوئے خاک آلودہ الماس وار — رہے صاف طینت کدورت مین ہم
کہانتک یہ رونا بس اے دردِ دل — کہ ڈوبے ہین حسرت ہی حسرت مین ہم
نہ پروا کسی کی نہ اپنی خبر — عجب مست ہین اپنی حالت مین ہم
سراپا بنے ہین جو تصویرِ ناز — سمائین گے کس کی طبیعت مین ہم
مجازاً تو عاشق ہین اک ماہ کے — خدا جانے کیا ہین حقیقت مین ہم

یہ قصہ بہت طول ہی بینظیر — کبھی پھر سنائین گے فرصت مین ہم

سفر

پلا بادہ ای ساقیِ گلبدن — کہ ہی حُسنِ صورت ہی توبہ شکن
پھرے جو نگاہون مین تجھسا حسین — لُبھائے مجھے کیا کوئی نازنین
جو القا ہو منجانبِ ذی الجلال — اُسے پائے کیا پھر کسی کا جمال
جو آہر بھی اک امرِ خلّاق ہی — ازل ہی سے جو میری مشتاق ہی
کہین امرِ حق مرشدِ پاک ہی — کسی جا وہ مصداقِ لولاک ہی
کہین ہی فقط شانِ تمیزِ ذات — کہین جلوۂ امّہاتِ صفات
رہے شاملِ حال فیضانِ حق — ہر اک شی مین دیکھون وہی شانِ حق
مگر حُسنِ تمیز ہو اس قدر — کہ حفظِ مراتب پہ رکھون نظر
نہ تمیز ہو تو وہ الحاد ہی — جو بیخود ہی ان سب سے آزاد ہی
جسے لطفِ تمیز حاصل ہوا — وہ کامل ادب دان و واصل ہوا
ستائے بہت گو کسی کا فراق — شریعت پہ غالب نہ ہو اشتیاق
ہون گو حُسن مین رشکِ ماہِ تمام — خبیثات ہین مومنون پر حرام
وہ عصمت پسند اور خود پاک ہی — جو عصمت نہ ہو حُسن سب خاک ہی

مگر عینِ نسیان یہ انسان ہی
بڑے معرکے کا یہ میدان ہی

ہی جوشِ جوانی کی منزل کڑی
ترا فیض درکار رہی اس گھڑی

تو للّٰلہ ساقی بچانا مجھے
محبت مین حق کی رچانا مجھے

جو اسوقت خوفِ خدا ہو مجھے
نہ معلوم پھر کیا مین جانون تجھے

جہان ضبط مین کچھ بھی تاخیر ہو
مرے سامنے تیری تصویر ہو

وہ مے دے کہ مغلوبِ شیطان نہون
جو آہر کے آگے پشیمان نہون

چلا ریل مین جس گھڑی بےنظیر
تو رخصت ہوے اُس سے وہ سب شریر

مگر چلتے چلتے یہ سمجھا گئے
بس اک شعر حافظ کا فرما گئے

بگر گویدت کن بہ مے جامہ تر
کہ سالک نباشد ز رہ بے خبر

یہ کہنے کو تو کہہ گئے بے حیا
نہ سمجھے کہ سالک کا مطلب ہی کیا

چلی ریل تو ٹھیک ہی دوپہر
ہوا کے ہین ذرّات رشکِ شرر

وہ صرصر کی آتش فشانی کی دھوم
شرر ریز ہر سمت بادِ سموم

جھلستا ہی منھ جھانکیگا کوئی کیا
مگر موجِ شعلہ ہی موجِ ہوا

کڑی دھوپ کا اسقدر رہی اثر
کہ ہر گاڑی ہی گلخنِ شیشہ گر

جو رستے مین ملتی ہین کچھ ندیان
ہی سوکھی زبان موجِ ریگِ روان

بڑی سے بڑی ندی پایاب ہی ہوا خود حرارت سے بیتاب ہی

فلک کی طرف کوئی تکتا نہین زمین کو کوئی دیکھ سکتا نہین

لگائی ہین کچھ خس کی جو ٹٹیان تو خیر اُس سے کچھ سرد ہین کھڑکیان

مگر کوئی تختہ جہان چھو گیا تو رخسار مین پڑ گیا آبلا

یہ گرمی ہی یا قہر پروردگار کہ ہر سمت ہی العطش کی پکار

قدم گرم پٹری پہ جمتے نہین کہین پائون انجن کے تھمتے نہین

عرق مین نہایا ہوا ہر بشر مسین زیر سایہ پسینے مین تر

نہ گھبرائے گرمی سے پھر کیا کوئی ہوا گرم آتی ہی پنکھے سے بھی

کیا سنو کے اوپر جو اسدم شمار تو پارے کو ہی سترہ پر قرار

تپ عشق اُسپر فراق و سفر ملی جیتے جی اُسکو گویا سقر

غشی سی جو طاری ہوئی ایکبار کہا رو کے ای میرے پروردگار

مین ہر وقت تیرا گنہگار ہون ندامت سے لیکن نگونسار ہون

مرے حال پر رحم کر ای رحیم فراق جوا ہر سے ہی دل دو نیم

نہ جب تک ملے وہ سراپا بہار مین تجھ سے جدا ہون مے کردگار

اُسی گل مین تیرا ملے رنگ و بو اُسی پردے مین تجھ سے ہو گفتگو

وہ شی مانگتا ہون مین اب یا غنی — کہ جو تو نے اب تک کسی کو نہ دی

تو قادر ہی خلاق و رحمٰن ہی — مین کیا چیز ہون کیا مری آن ہی

گناہون سے فرصت نہین یکنفس — عنایت کا تیری بھروسا ہی بس

نہ مجھسا بھی ہوگا کوئی بے ادب — اِن اعمال پر تجھ سے ایسی طلب

مگر تو ہی قادر کریم و رحیم — ترے آگے کیا شی گناہِ عظیم

نہ تھا حُسنِ تمئیز لیلیٰ مین بھی — تھا اک داغِ ظاہر زلیخا مین بھی

نہین کوئی عالم مین ایسا صمد — برابر جسے چاہے ہر نیک و بد

عزیزِ جہان ہر نمط ہی تو ہی — کہ محبوبِ کامل فقط ہی تو ہی

حسین دے وہ بےمثل ای ذوالکرم — کہ تو جسکی عصمت کی کھائے قسم

ہر اک شی پہ قادر تری ذات ہی — ترے سامنے یہ کوئی بات ہی

تو چاہے تو صورت مین آئے نظر — تو چاہے تو بے قید ہو جلوہ گر

تو مجبور ہرگز نہین ای غفور — کوئی شی نہین تیری قدرت سے دور

ندامت سے تعظیم سے عجز سے — جھکائے ہون سر مین ترے سامنے

بحقِ جلال و کرم ای کریم — وہ دلبر دے با حُسنِ فوزِ عظیم

یہ سوزِ درون تابشِ آفتاب — نہ ہو پھر مجھے کس طرح پیچ و تاب

گناہونکی گو میرے شامت ہے یہ — ترے قہر کی اک علامت ہے یہ
جو بیوقت بارش ہوای ذوالجلال — ترے فضل سے ہو مبارک یہ فال
ہین مجبور ہم تو ہی ذی اختیار — گنہگار ہون ہین تو آمرزگار
بس اب رحم کر ای خدائے انام — بحقِ محمدؐ علیہ السلام
زبان پر دعا دل مین ہی اضطرار — یکایک ہوا فضلِ پروردگار
نمایان ہوئی دور سے تیرگی — اُسی سمت وہ رفتہ رفتہ بڑھی
درختون پہ سناٹہ پیدا ہوا — غبار ایک جانب ہویدا ہوا
ہوا مین بڑھا حبس شورش بڑھی — یکایک مگر کوئی ندی چڑھی
کہ اتنے مین جھونکے بھی آنے لگے — درختون کی گردن جھکانے لگے
زمین ز فلک پر یہ چھایا غبار — کہ یہ وقت ہے رشکِ شبہاے تار
بنا صحنِ محشر کا تختہ وہ بن — گرے دور جا جا کے نخلِ کہن
غضب کی قیامت کی آندھی چلی — کہ رفتار سے جھرک گئی ریل بھی
بظاہر تو مایوس ہی ہر بشر — مصیبت کا یہ خاتمہ ہے مگر
یکایک جو کڑکا ہوا برق کا — تو دی رعد نے بھی گرج کر صدا
ہے تسبیح خوان اُسکی کل کائنات — دیا جسنے ظلمت کو آبِ حیات

بڑے زور سے مینھ برسنے لگا
کسی کے لیے جی ترسنے لگا

اُسے فضل مین دیر لگتی نہین
نہو اُس سے مایوس کوئی حزین

وہ امطارِ باران وجوشِ کرم
وہ لب پر دعا دل مین شوقِ صنم

وہ سیلابِ صحرا وہ ٹھنڈھی ہوا
اِدھر اور اُدھر خوب پانی بھرا

وہ ہر بوند مین لطفِ پروردگار
جو عاشق کے دل سے مٹا دے غبار

جو معشوق بدظن ہو تو فکر کیا
ہی عاشق کا جاننا جلالِ خدا

یہ آثارِ رحمت ہین کیا دلپذیر
ہوا جس سے راحت گزین بے نظیر

یہ سمجھا کہ رحمت ہی زحمت کے بعد
بہت عیش ہی کچھ مصیبت کے بعد

جمیلہ

پلا ساقیا جامِ مے بیدھڑک
وَقُل لَاتَخَف اَنتَ اِنِّی مَعَک

بچے اُسسے کیونکر کوئی الامان
ہی حبل الشیاطین گروہِ زنان

مگر ہان عنایت تری یار ہو
تو خوبی سے بیڑا مرا پار ہو

نہ ہو غرقِ عصیان کسے تاب ہی
یہان جامِ مے عینِ گرداب ہی

وہ کیا ہوتے ھَمَّتْ بِہٖ سے رہا
کہ ہی جنکے حق مین وَھَمَّ بِھَا

وہ فیضان تیرا تھا رحمت تری
وہ احسان تیرا وہ قدرت تری

چہا جب دم مرگ ہاتھ مین ہاتھ دے
تو للہ اس دم مرا ساتھ دے

یہ مانا کہ بیکس ہون بے یار ہون
مین واللہ ساقی وفادار ہون

تجھے گو نہین کچھ مری احتیاج
نہین کِسکو لیکن تری احتیاج

کرے جب تو ہر دم یہ مجھپر کرم
پھسلنے نپائے کسی جا قدم

تو اپنا تجھے کیون نہ سمجھونگا مین
ابد تک یہ احسان مانونگا مین

عجب شان سے آج جاتی ہے ریل
کہ صرصر کو پیچھے ہٹاتی ہے ریل

مسرت مین سیٹی بجاتی ہوئی
دھوئین دشتِ غم کے اُڑاتی ہوئی

اندھیرا پہاڑون کے اندر کہین
چڑھائی کہین اور چکر کہین

وہ ٹھنڈی ہوا اور بادل کی سیر
وہ سرسبز وادی وہ جنگل کی سیر

قدم سُست و آہستہ دھرنا کہین
پہاڑون پہ چڑھکر اُترنا کہین

مقام ایسے دو چار پائے گئے
جہان دو دو انجن لگائے گئے

کہین کوئی دریا کہین کوئی جھیل
کہین سلسلے کوہ کے مستطیل

کہین سیکڑون فٹ وہ سڑکین بلند
نہ تا فرط پستی سے پہونچے گزند

بلندی پہ جسوقت آتی ہے ریل
سمان دور تک کا دکھاتی ہے ریل

برنگِ خطوطِ رمل کوہسار
کہین چشمے جاری کہین مرغزار

کہین کوسون جنگل ہی ساگون کا
کہین دور تک جھاڑیان جا بجا

کہین سبزہ ہر دو طرف موجزن
کہین پھر رہے ہین ہزارون ہرن

بنے ہین جو قلعے سرِ کوہسار
ہین کیا جانے کس عہد کے یادگار

پہاڑون کے اندر ہی رستہ جہان
وہان دن کو روشن ہوئین بتیان

اسی طرح چڑھتی اُترتی ہوئی
چلی مرحلے قطع کرتی ہوئی

جو سگنل نظر آگیا ایک بار
لگی سیٹیان دینے بے اختیار

جو رستے ہین تھے چھوٹے چھوٹے مقام
کسی جا نہ اُسنے کیا کچھ قیام

یونہین شہرِ مقصود تک جا بجا
کوئی دس منٹ کو توقف کیا

غرض اب وہ اسٹیشن آیا نظر
کہ تھا جسکی خاطر یہ سارا سفر

تو گاڑی سے اُترا وہین بینظیر
روانہ ہوا شہر کو نا گزیر

کرائے کر گاڑی پہ پہونچا وہان
کہ اُس خط پہ تھا جسکا نام ونشان

جو ہمراہ آیا ہی بہرِ قیام
یہ بیٹا ہی اُس شخص کا لا کلام

ملا خط اُسے اُسنے کھولا پڑھا
بغلگیر ہونے کو آگے بڑھا

مسرت سے دل ہوگیا باغ باغ
پھرا مثلِ پروانہ گردِ چراغ

ذرا بھی توقف نہ رکھا روا
اُسی وقت گھر مین اُسے لیگیا

نظر آئی مسند پہ اک پیر زال
سپید و سیہ اُسکے سب سر کے بال

قریب اُسکے بیٹھی ہو اک نازنین
کہ جنّت سے اُتری کوئی حورِ عین

سراپا نزاکت مجسّم بہار
برس چودھوان جوبنون کا اُبھار

قیامت کا نقشہ سلیقہ غضب
اداؤن مین خوبی کے انداز سب

یہ گیسو ان دل کو اُس زلف سے ہو لگاؤ
بگڑنے مین بھی جسکے لاکھون بناؤ

وہ ترچھی نظر دل کو جو مل گئی
کلیجے پہ گویا چُھری چل گئی

وہ لاکھا لبِ لعل پر پان کا
مِسی اُسپہ گویا شفق مین گھٹا

وہ برقِ تبسم جو دل پر گرے
تو آنکھون مین تصویرِ محشر پھرے

وہ اعضا سڈول اور کاٹھی درست
سجیلا چھریرا بدن چاق و چست

تناسب بھی ہر عضو مین بیقیاس
غضب گورے پنڈے پہ دھانی لباس

وہ صورت دل آویز زاہد فریب
میانہ وہ قد مثل گل جامہ زیب

تر و تازہ رخسار مانندِ گل
اُن آنکھون مین کیفیتِ جامِ مُل

خط و خال موزون و مژگان دراز
وہ حُسنِ خداداد تصویرِ ناز

جہانسوز وہ خندۂ زیرِ لب
وہ شوخی بلا کی وہ چتون غضب

وہ باریک لب اور پتلی کمر
وہ چہرہ کتابی رسیلی نظر

وہ ناگن سی چوٹی وہ افعی کا من
وہ موبافِ زرین مین دُرِّ عدن

وہ آنکھین بڑی اور خاطر پسند
زنخدانِ باریک و بینی بلند

وہ پیوستہ ابرو کشادہ جبین
وہ ہر بات غیرت دہِ انگبین

پڑی کیل ہیرے کی اُس ناک مین
جو ہر دم دلِ خلق کی تاک مین

نگاہون مین بجلی کی چالاکیان
اداؤن مین قاتل کی بیباکیان

زمرد کے بُندے لٹکتے ہوے
وہ موتی کے مالے چمکتے ہوے

صفاے گلو کا کرون کیا بیان
کہ جس سے عیان سرخیِ رنگِ پان

وہ جوہی کے گجرے وہ سیوتی کے ہار
وہ بیساختہ پن کی اُسپر بہار

وہ گدرائے پھل نخلِ امّید کے
ثمر گلشنِ عیشِ جاوید کے

کلائی مین بلّور کی چوڑیان
طلائی جڑاؤ بھی کچھ بے گمان

جواہر کے جس مین نگینے جڑے
مناسب قرینے سے چھوٹے بڑے

غرارے مین ساقِ بلورین نہان
مگر شمع فانوس مین ضو فشان

کفِ دست و پا اسقدر نازنین
کہ رنگِ حنا کی ضرورت نہین

سراپا ضیا جملہ تنویر وہ
مگر حُسن و خوبی کی تصویر وہ

اُدھر وہ صنم رشکِ ماہِ منیر
اِدھر اپنے عالم مین یہ بینظیر

یہ تاثیر اُلٹی ہویدا ہوئی | اسے دیکھتے ہی وہ شیدا ہوئی
وہین باپ نے خط دیا پیر کا | وہ سمجھی نوشتہ ہی تقدیر کا
یہ لکھا ہی اے بانوئے خوش جمال | مجھے دیکھنا ہی تمھارا کمال
کیا ہی اسے مین نے اپنا پسر | حقیقت سے لیکن نہین باخبر
کوئی غیر حق اس جہان مین نہین | مکین کے سوا کچھ مکان مین نہین
وہان بھی وہی ہی یہان بھی وہی | مکان بھی وہی ہی زمان بھی وہی
نہ چھوڑیگا جب تک حرام و حلال | نہ ہوگا میسر اسے یہ کمال
رہے گو معاصی سے معصوم یہ | رہیگا لذائذ سے محروم یہ
جو آزاد ہو تو ہو ذی اختیار | کہ یہ نیک و بد کچھ نہین زینہار
کسی ماہ کو خواب مین دیکھ کر | یہ پھرتا ہی اُسکے لیئے دربدر
وہ ہی خواب کی بات خواب و خیال | ہی تو یہ شکن پر تمھارا جمال
یہ ممکن نہین اے مری دلستان | نہ پھسلے تمھین دیکھکر یہ جوان
ہی ذی فہم و لائق بڑا یہ حسین | کوئی اس سے بہتر جہان مین نہین
جو محرم ہمارا ہوا یہ نگار | پھنسا لائیگا دام مین بیشمار
اشارے پہ اپنے لگاؤ اسے | جہان تک بنے تم بناؤ اسے

اسے کر دو اس راز سے آشنا — محبت مین ہین مان بہن سب روا

یہ جلوہ ہو سب ذات ہی ذات کا — تو پھر عیب دنیا مین کس بات کا

کم و بیش ہوتی نہین کوئی شی — حرام و حلال امرِ موہوم ہی

مظاہر سے ہرگز نہین حق جُدا — یہ سمجھا تو پھر ہی خدا ہی خدا

مین اللہ ہون جان لیگا مجھے — کسی طرح تو مان لیگا مجھے

نہ جو اسکی خاطر مین ہم آئینگے — بنے کام سارے بگڑ جائینگے

یہ دیہات و قصبات کے جاہلین — کسی امر سے آشنا ہی نہین

سکھائیگا جب یہ حرام و حلال — ہی پھر دام مین انکا پھنسنا محال

جو مرضی کا اپنی نہ پانا اسے — تو فوراً ٹھکانے لگانا اسے

مرے حکم مین کچھ نہ تاخیر ہو — بس اسکے مٹانے کی تدبیر ہو

جو بن جائے محرم بنانا اسے — نہین تو اُسی دم مٹانا اسے

جمیلہ ہو تم اور جمیلہ ہی نام — اسے کرلو اپنا فقط والسلام

پڑھا خط تو اٹھکر قدم پر گری — کہا دل مین اب میری قسمت پھری

جو بوڑھے ہوئے مرشدِ رازدان — تو مجھکو دیا یہ حسین نوجوان

کہا آپ حضرت کے دلبند ہین — خداوندِ نعمت کے فرزند ہین

مبارک ہوں ہم کو قدم آپ کے — یہ تقصیر [illegible] ہم آپ کے
بڑی شان و عزت سے المختصر — بٹھایا اُسے مسندِ ناز پر
کوئی دو بجے دن سے وہ تا بہ شام — مسرت سے باہم رہے ہمکلام

تقویٰ

پلا ساقیا [illegible] جام لا یحزنون — وقل [illegible]
مجھے جوشِ مستی سے کیا خوف و بیم — لقد جاء [illegible] الحلیم
جو ہیں عارفِ امر و منشائے ذات — هم الحافظون من الحافظات
جو ہیں صاحبِ حکمتِ کاملہ — هو ذاهب الشهوة الباطلہ
نہ کیوں ہر گھڑی خوفِ حق ہو فزون — لا لاولیاء هم المتقون
پلا دے مٹا غیرِ حق یکقلم — والکشف عن الفذ حجب الظلم
لقد ضل فی وادِ عشقِ الملک — فادهقن کاسا دهاقا فامعک
محبت اُسی ذات کی فرض ہے — جو رب السموات والارض ہے
وہ مے دے ان آنکھوں سے دیکھوں ہمیں — هو الله ربی مع المتقین
دیے جا اُسی راحِ اطہر کا جام — والحقنی بالصالحین الکرام
وہ مے دے تلافیِ مافات ہو — مگر سب سے بہتر مری بات ہو

جو خلوت مین غالب رہون نفس پہ ‏ اَنَا الْاٰنَ مِنْكَ بِحُكْمِ الْخَبَرْ
نہ جب تک تو ساقی ہوای شانِ رب ‏ گزر جاؤن دریا سے مین خشک لب
مظاہر کی ہر شان پہچان لون ‏ نتائج کو ہر شان کے جان لون
ترا عہد پورا ہو جس شان مین ‏ جگہ دون اُسے قلب مین جان مین
ہو گو عینِ دریا مین مسکن مرا ‏ نہ بھیگے کوئی تارِ دامن مرا
یہ دل تجھکو اتنا تو پہچان لے ‏ مجھے دل سے ابلیس بھی مان لے
نہ کیون نقش دل ہو تری ہر حدیث ‏ فَلَا يَسْتَوِي الطَّيِّبُ وَالْخَبِيْثُ
مبارک ہی جو حق سے ٹلتا نہین ‏ ضلالت کے رستے پہ چلتا نہین
وہ سنتا نہین اہلِ شر کی صلاح ‏ کہ ہرگز نہین کارِ بد مین فلاح
مبارک ہی وہ اور قوی دست ہی ‏ خدا کی شریعت مین جو مست ہی
جو باطل ہی وہ حق کا ہمسر نہین ‏ ریاکار و صادق برابر نہین
ہی ناراست ہر جا بحالِ زبون ‏ وَاَصْحَابُ صِدْقٍ هُمُ الْفَائِزُوْن
ہی بدکار بنجر زمین کا درخت ‏ نہ پھل پھول اُسمین نہ بیخ اُسکی سخت
نکوکار ہی پُر گل و پُر ثمر ‏ جو رحمت کی نہرون پہ ہی تازہ تر
ابد تک بحکمِ خداوندگار ‏ ترقی پہ رہتی ہی اُسکی بہار

شرارت کے بندے بہت ہون مگر
نہ پہونچیگا نیکون کو ان سے ضرر

خدا دیکھتا ہی سعیدون کی راہ
ہی کافی وہی صادقون کا گواہ

عدالت مین کیونکر چلیگا یہ زور
ندامت شرارت کا پھل ہی ضرور

جو کہتے ہین حق سے رہائی نہین
انھین صدق سے آشنائی نہین

اُٹھاتے ہین جو زحمتِ امتحان
وہ ہوتے ہین محبوب ربِّ جہان

سنبھالیگا مجھکو خداوندگار
ہین غافل ہون لیکن وہ ہی ہوشیار

وہ اہلِ دغا کو پرکھتا نہین
کہ باطل کو حق دوست رکھتا نہین

ہی پیغامِ رحمت یہی امتحان
مگر شرط ہی استقامت یہان

نکلتا نہین کام رحمت سے جب
تو اُسوقت مصلح ہی قہر و غضب

دیا جسنے ہم کو یہ سب ملک و مال
ہی یکتا وہی قادرِ ذوالجلال

جو کچھ چھین لیگا تو دیگا وہی
خبر آخرِ کار لیگا وہی

مین تکیہ کرون کیون کسی بات پر
توکّل ہی میرا اُسی ذات پر

کرون کیا مین پروائے اہلِ ہوس
خداوند میرا مخاطب ہی بس

جو سوتا بھی ہون مین بعیشِ تمام
هُوَ الْحَافِظُ الَّذِیْ لَایَنَامْ

نہین غم جو دشمن تنومند ہی
خداوند میرا خداوند ہی

مستبب یہ ہی جنکا پورا یقین — وہ محتاجِ اسباب ہوتے نہین

یہ ناکس ہین سب کس لیئے جوش ہین — خدا جلد لائے انھین ہوش ہین

سمجھتے ہین شب دن کو دن رات کو — ہنسی ہین اُڑاتے ہین ہر بات کو

امانت کو یہ جانتے ہی نہین — صداقت کو پہچانتے ہی نہین

ہدایت کرے بھی جو کوئی غیور — تو ہوتے ہین اُسکے مخالف ضرور

بد اندیش کا گو قوی ہاتھ ہی — خداوندِ غالب مرے ساتھ ہی

یہ ٹھٹھے کرین ہی خدا انتقم — لَیَستَھزِئُ اللہُ اِنَّ بِھِم

کہانتک یہ باطل کو رکھین گے دوست — جدا ہوگا قدرت سے خود مغز و پوست

خدا نے جو بخشی ہی عزّت مجھے — پکاریگی خود اُسکی قدرت مجھے

مبارک ہی وہ عبدِ ربِّ عظیم — کسی سے نہ ہو جسکو امّید و بیم

گناہون سے کانپے وہ مانندِ بید — خدا کی نظر مین ہو تا رو سپید

صداقت مین ہر دم توکّل کرے — خداوند ہی پر توکّل کرے

نہین پیشِ حق دخل غمّاز کو — وہ سنتا ہی باطن کی آواز کو

اُسے جو پکارے سنیگا ضرور — کہ ہی ذات اُسکی سمیع و غفور

نہو دوست اپنا کوئی ہم نفس — ہمارا خدا ہم کو کافی ہی بس

نہ بھولا مجھے آج تک وہ کبھی
وہی دیگا اہلِ صفا دوست بھی

بجے بارہ تو نصف شب ہو گئی
خدا کی خدائی بھی سب سو گئی

یہ چھٹکی ہوئی چاندنی ماہ کی
نمونہ ہی قدرت کا اللہ کی

یہ سناٹہ بھیگی ہوئی رات کا
دکھاتا ہی پرتو اُسی ذات کا

ملی ہین جو سڑکوں سے گلیان تمام
وہان کوچہ بندی کا ہی اہتمام

جو ہی پہرے والون کو ڈر گشت کا
اُٹھو جاگو کی آرہی ہی صدا

سرِ بام سوتا ہی پر بے نظیر
نگہبان تائیدِ ربِّ قدیر

جمیلہ اُدھر دوسرے بام پر
جہان اُسکی مان اور اُسکا پدر

مگر ایک دروازہ ہی درمیان
ہی جس راہ سے آمد و شد وہان

وہ سب گھر کا گھر مائلِ خواب ہی
جمیلہ مگر سخت بیتاب ہی

اُسے سیج پھولون کی بھاتی نہین
کسی طرح سے نیند آتی نہین

شکایت بہت بختِ واژون سے ہی
پریشان خود زلفِ شبگون سے ہی

یہ کہتی ہی رو رو کے اے جانِ زار
کئی سال سے ہون یونہین بیقرار

مگر تو بدن سے نکلتی نہین
یہ بد قسمتی بھی بدلتی نہین

نہین حکمِ مرشد جو کر لون نکاح
مگر یہ مرا وصل سمجھے مباح

یہان جب سے آیا ہی یہ نوجوان — گئے ہین مرے ہوش و تاب و توان

شریعت سے آگے یہ بڑھتا نہین — کسی داؤن پر میرے چڑھتا نہین

پدر اور مرشد ہین دونون خفا — کہ اب تک نہ مقصود حاصل ہوا

یہ نامرد ہی یا جوانمرد ہی — اسی کا مجھے رات دن درد ہی

برادر پدر مشفق ہین بہم — نمانے تو دین قند ہین اسکو سم

اگر اسکا اک بال بیکا ہوا — مزا زندگانی کا پھیکا ہوا

غضب ہی مرون جسپہ ہین ناصبور — اُسے قتل کرواؤن اپنے حضور

یگانے مرے گو مری جان ہین — مگر اسکے ناخن پہ قربان ہین

مین خلوت مین بھی ساتھ اسکے رہی — وہی بے حجابی وہی دل لگی

مگر یہ نہ ہرگز مخاطب ہوا — بدن چھونے پر بھی نہ راغب ہوا

بڑا پاکدامن ہی گو یہ حسین — پر امرِ حقیقت سے ماہر نہین

نہین جانتا ذات ہی ذات ہی — حلال و حرام ایک ہی بات ہی

کہین رازِ وحدت کو یہ جان لے — خدا ہی جو کہنا مرا مان لے

مگر آج جاتی ہون اُسکے حضور — نہ مانیگا تو جان دونگی ضرور

غنیمت ہی اب وصل ہو یا وصال — محبت مین آخر کہانتک ملال

مین اسکی ہون میرا ہو یہ یا نہو — یہی ٹھان کر دل مین اس بات کو

وہ آہستہ پہونچی اُسی بام پر — جہان سو رہا ہی وہ گل بے خبر

مقابل ہی گو اُسکی صورت کے چاند — مگر حسنِ باطن کے آگے ہی ماند

عجب سادگی ہی عجب نور ہی — وہ غفلت مین بھی حق سے معمور ہی

بظاہر تو سوتا ہی وہ دلفگار — بدلتا ہی پر کروٹین بار بار

جو اِدہر کی جانب کو ہی چشمِ دل — وہی نارِ غم قلب مین مشتعل

جو چونکا تو دل سے کیا یہ کلام — کہ ہی حکمِ حضرت سے اسجا قیام

نہ معلوم کس دن بلائین گے وہ — نشانِ جو ادہر بتائین گے وہ

نہ اب تک کھلا کچھ یہ رازِ نہان — کہ برسون سے کیون قید ہون مین یہان

سمجھتا ہون سب کچھ خردمند ہون — مگر عہد کا اپنے پابند ہون

مٹا دے مجھے گو غمِ انتظار — پھرونگا نہ اقرار سے زینہار

عریضہ جو لکھتا ہون بہرِ حصول — تو لکھتے ہین ہوتے ہو کیون ناصبور

توقف کرو تم وہین تا طلب — اُسی جا جو آہر کو پاؤ گے اب

اُسے لے کے ہمراہ آنا اِدھر — بہت گزری اب رہ گئی مختصر

جو سویا تو دیکھا یہی خواب مین — لگی آگ پھر جانِ بیتاب مین

نہ سمجھا کہ شیطان ہین پیر جی | شیاطین کی جان ہین پیر جی
جہان پر یہ قرآن مین مضمون ہی | فَاِنَّ الشَّیَاطِیْنَ یُوْحُوْنَ ہی
بتاتا ہی ہم کو یہ ذکرِ جلی | کہ ہین اولیائے شیاطین بہی
نہ جب تک ہو تائیدِ پروردگار | کوئی اُنسے بچتا نہین زینہار
ابھی خوابِ راحت مین ہی بےنظیر | کہ بستر پہ بیٹھی وہ ماہِ منیر
نزاکت سے اُسکو جگانے لگی | وہ آہستہ شانہ ہلانے لگی
کھلی آنکھ اُسکی تو گھبرا گیا | جمیلہ کو دیکھا تو شرما گیا
کہا اس گھڑی ای بتِ مہ لقا | اکیلے مین آنا مناسب نہ تھا
یہ بھیگی ہوئی رات سنسان ہی | کمین گاہ مین دزد ہر آن ہی
نہ جبتک معاون ہو وہ ذوالجلال | بچے کوئی شیطان سے کیا مجال
کہا اُسنے شیطان کیا چیز ہی | ابھی تک تمھین اسکی تمیز ہی؟
نہین کوئی شی ذاتِ حق سے جدا | حقیقت مین ہی سب خدا ہی خدا
وہی حرف مین لفظ و مطلب مین ہی | وہی ہم مین تم مین وہی سب مین ہی
اُسی کے مظاہر اُسی کا ظہور | حقیقت مین ظلمت بھی ہی عینِ نور
بری جزو و مقدار و تعداد سے | معرّا ہی تجدید و ایجاد سے

جو اللہ ہوتا نہین بیش و کم | کسی امر کے کیون ہون پابند ہم
کرو قدر اس وصل کی چاہ کی | یہ خواہش بھی خواہش ہے اللہ کی
یہانتک ہوا انسان خودی سے جدا | کہ ہر فعل اپنا ہو فعلِ خدا
کہانتک تکلّف کہانتک حجاب | اُٹھو جلد ہون وصل سے کامیاب
کہانتک غمِ شادمانی مجھے | کہ دو بھر ہوئی زندگانی مجھے
محبّت مین وحدت کا ہے بس کمال | ہین دنیا کے جھگڑے حرام و حلال
جو تم رازِ وحدت سے آگاہ ہو | تو جو کچھ ہو اللہ ہی اللہ ہو
اگر اب بھی کچھ تم کو انکار ہے | تو لونڈی بھی مرنے کو تیار ہے
قسم پیر و مرشد کی کھاتی ہون مین | اسی رات مین جی سے جاتی ہون مین
یہ سُن سن کے بیتاب ہے بے نظیر | جواب اُسکو دینا پڑا ناگزیر
کہا کیا یہ مرشد کی تعلیم ہے | اُنھین کی یہ افہام و تفہیم ہے
کہا ہان جہان تک مجھے یاد ہے | یہ سب ہم کو حضرت کا ارشاد ہے
بہن بھائی ماں باپ میرے تمام | عقیدہ یہی رکھتے ہین لاکلام
یہ سُن کر اُسے دل مین آیا خیال | کرون اس سے ملکر مین دریافتِ حال
کہا واقعی امر تو ہے یہی | کہ اسوقت جو بات تم نے کہی

نہین نیک و بد کچھ بھی ای ہوشمند | اسی پر ہو تم سب کے سب کاربند

کہا ہان جو محرم ہین اس راز سے | نہین کہتے وہ غیر کے سامنے

خدا نے مجھے تم پہ شیدا کیا | تو یہ راز مین نے ہویدا کیا

جو حضرت کا خادم ہی خاص الخواص | اُسی کے لیے ہی یہ تعلیم خاص

بہ اعلان یہ راز کہتے نہین | کبھی ساتھ منکر کے رہتے نہین

اسی واسطے تم کو بھیجا اِدھر | کہ اس راز سے جلد ہو باخبر

تو وہ تم کو اپنا خلیفہ کرین | یہ گدی تمھین سونپ دین تب مرین

یہ لاکھون مرید اور مجھسی حسین | مقلد ہین تیرے ہین ای نازنین

اگر رازِ وحدت کو تو جان لے | اُسی دم خدا پیر کو مان لے

یہ سُنکر پھر اُلفت سے اُسنے کہا | بہن اور بیٹی بھی ہو نگی روا

کہا اُسنے ہان اسمین کیا فرق ہی | اُسی بحرِ وحدت مین سب غرق ہی

کیا پیر و مرشد نے جب سرفراز | دیا مجھکو بھائی کو از راہِ ناز

وہ جو پوچھنے پر بتاتی رہی | قسم پیر و مرشد کی کھاتی رہی

یہ سُن کر ہوا وہ تاسف کنان | کہ اتنے برس ہو گئے رائگان

مین ان ساری باتون سے انجان تھا | وہ آدم کی صورت مین شیطان تھا

کہا اس سے لو تم یہ پھولون کا ہار ذرا سونگھ کر دیکھو اس کی بہار

معطر ہوا بوے خوش سے دماغ تو اسدم قریب اسکے لایا چراغ

جلی ناک پیچھے ہٹی کھا کے طیش ملا خاک مین سب وہ ارمانِ عیش

الگ ہو کے بولی یہ کیا تھا مگر کبھی مجھ سے پہونچا تھا تم کو ضرر

کہا میری پیاری حق آگاہ ہے ہر اک شی مین اللہ ہی اللہ ہے

ہوئی بوے گل سے تو فرحت تمھین مگر آگ نے دی اذیت تمھین

وہان کیون خداوند بھایا تمھین یہان کیون خدا نے جلایا تمھین

یہ کیسا خدا تھا وہ کیسا خدا خدا تم بھی تھین پھر یہ کیا ماجرا

خدا ہی خدا کو جلاتا ہے کیون گلا پھر خدا لب پہ لاتا ہے کیون

مناسب جو سمجھا وہ مین نے کیا خدا مین بھی تھا مجھ سے پھر کیا گلا

گل و آتش و سوز و بوئے طرب اسی ذاتِ واحد کے جلوے ہین سب

سنا یہ تو گھبرائی وہ لالہ فام کہا آگ کا تو جلانا ہے کام

کہا اسنے جھلا کے او بیوفا وہ تیرا خدا اب کہان چھپ گیا

سمجھتی ہے تو ذات ہی ذات ہے کہان سے پھر آتش کا اثبات ہے

جو تمئیزِ سوز و مسرت ہوئی اسی دم ہوا شانِ وحدت ہوئی

نہین گو جدا ذات سے کوئی چیز
مظاہر مین لازم ہی حُسنِ تمیز

سمجھ بوے گُل کو تو حُسنِ عمل
جمالِ خداوند عزّ وجل

وہ آتش ہو اعمالِ بد ای حسین
ظہورِ جلالِ خدائے مبین

نہ ہو جو تمیزِ ظہورِ صفات
سمجھ مین نہ آئیگا منشائے ذات

جو ہر شئی وہی ہی اثر بھی وہی
مظاہر کا نفع و ضرر بھی وہی

عمل جو ہمارے مناسب نہین
ہمین اتّباع اُسکی واجب نہین

ہمین کیا غرض جو میسّر ہون پھول
کرین آگ کو چھوکے دل کو ملول

یہ جملہ عجب رنگ دکھلا گیا
کہ وہ پھول سا چہرہ کمھلا گیا

ٹپکنے لگی شرم ہر بال سے
ندامت ہوئی اُسکو اعمال سے

بندھین ہچکیان دم اُلٹنے لگا
کہا مجھ سے بدتر کوئی ہوگا کیا

رہی غرقِ عصیان مین جب اسطرح
تو اب پاکدامن بنون کس طرح

کہا اُسنے اب تک تو نادان تھی
ہدایت کی باتون سے انجان تھی

کیا جسکے اغوا سے تونے گناہ
وہی ہی گنہگار پیشِ اِلٰہ

اگر اب بھی تو دل سے توبہ کرے
اُسی طرح سے راستی پر مرے

کریگی سمجھ کر نہ جو تو گناہ
تو بے داغ ہوگی حضورِ اِلٰہ

مگر نیک و بد کی ہمین کیا خبر — نہ جب تک کہے داورِ دادگر
اسی واسطے حق نے بھیجے رسُول — کہ بتلائین وہ شانِ ردّ و قبول
پڑھاتا تھا گو فلسفہ یہ سبق — مگر اُس مین حجت نہ تھی پیشِ حق
قیاسی جو کچھ داد و بیداد تھی — وہ اپنی طبیعت کی ایجاد تھی
جو نازل کیا حق نے اپنا کلام — اَوامر نواہی بتائے تمام
اُسے دل سے مانا جو اُسنے کہا — نہ ہم پر کچھ الزام باقی رہا
ہی قولِ حکیمان پہ اسکو شرف — کہ نسبت ہی اسکی خدا کی طرف
جو دونون کا مطلب ہی تہذیبِ نفس — تو حکمِ خدا سے ہو تادیبِ نفس
ہی کیا پیشِ حق فلسفی کو جواب — ہمارے لیے تو ہی حجت کتاب
یہ ایمان کے حق مین ہی اذنِ عام — مٹاتا ہی پچھلے معاصی تمام
نہ جب تک کوئی حق سے واقف ہوا — نہین اُسپہ الزام ایمان کا
تو کیون رنجِ عصمت سے مغموم ہی — ابھی تک تو واللہ معصوم ہی
اُنھین پر ہی سب اسکا بارِ گناہ — بنے جو ترے سامنے روسیاہ
مگر جان کر اب نہ کرنا ستم — تو ہوگا بہت تجھپہ فضل و کرم
کسی مردِ صالح سے کر لے نکاح — کہ انسب ہی حق مین ترے یہ صلاح

کہا تم سے بہتر ملیگا کہان ۔۔۔ اسی فکر مین ہو گئی نیم جان

نہ اول سے ہوتی اگر مین فدا ۔۔۔ تمھین قتل کرتے یہ اہل دغا

یہ کہکر اُٹھا لائی فرمان وہ ۔۔۔ پڑھا تو ہوا کیا پریشان وہ

کہ اک غول کے حکم پر اتنے سال ۔۔۔ مین بیکار بیٹھا رہا خستہ حال

کہا ای جمیلہ تجھے کیا خبر ۔۔۔ کہ کس غم سے ٹکڑے ہی میرا جگر

دعا ہی یہی میری اللہ سے ۔۔۔ کرون عقد پہلے اُسی ماہ سے

خدا جانے ملتی ہی وہ کب مجھے ۔۔۔ توقف نہین زیب لیکن تجھے

گزر جائے گی نوجوانی تری ۔۔۔ تو کس کام کی زندگانی تری

اگر چاہتی ہی خدا کی رضا ۔۔۔ تو کر جلد سامان تو عقد کا

کوئی کیا ترے خاندان مین نہین ۔۔۔ نہ ہو تو نہ ہو کیا جہان مین نہین

کہا اُسنے مین سخت معذور ہون ۔۔۔ خدا جانتا ہی کہ مجبور ہون

برادر پدر عقد کیونکر کرین ۔۔۔ یہی جب مرے عشق کا دم بھرین

نہ ہو بھی انھین عقد سے گو ملال ۔۔۔ مگر پیر و مرشد کا ہوگا خیال

دُھنے اور جولاہے نا ہوشمند ۔۔۔ اسی سے ہین مرشد کے خاطر پسند

سمجھتے نہین کچھ حلال و حرام ۔۔۔ مرے ڈھونڈھتے رہتے ہین صبح و شام

شب و روز یہ مجمعِ فاسقین | پھنساتا ہی دیہاتیون کو یونہین

بہت ان مین کنجڑے ہین قصاب ہین | شرافت مین جو دُرِ نایاب ہین

وہان سینکڑون اہلِ خرقہ بھی | عجب گت بنائی ہی اسلام کی

ہین دو چار جلاد بھی ناسپاس | مگر خنجرِ شمر ہی جنکے پاس

مرے باپ کے مثل بھی کچھ شریف | ہوے کر کے بیعت سراسر کثیف

خدا کا ہوا مجھپہ احسان آج | کہ نکلا مرے دل سے شیطان آج

مرے باپ بھائی بھی ای مہ جبین | یقین ہی کہ ہون دل سے اہلِ یقین

کہا مجھکو ماور نہین ای صنم | کہ آزاد پابند ہوتے ہین کم

مگر ای جمیلہ تو سمجھا انھین | رہِ راست کا حُسن دکھلا انھین

خواصِ مظاہر سمجھ لین اگر | تو ہرگز نہ حد سے بڑھین بیشتر

حقیقت کو اپنی اگر جان لین | بہشت اور دوزخ کو پہچان لین

ظہورِ صفاتِ خدا کی تمیز | سکھاتی ہی خاصیتِ جملہ چیز

جسے حُسنِ تمئیز دے ذوالجلال | وہ محبوبِ عالم ہی صاحب کمال

یہ سُن کر جمیلہ روانہ ہوئی | مریدِ خدائے یگانہ ہوئی

جمگا گھر کہا مان سے یہ حال سب | وہ بولی کہ برحق ہی فیضانِ رب

جو مرغ و مزعفر نہ کھانے کو ہو
تو پہچانِ سو دار ہے پیر کو

کھلائے کوئی جو کی روٹی اگر
خدا اُس مین ہرگز نہ آئے نظر

غرض اپنے مطلب کی گھاتین ہین سب
ظہورِ قیامت کی باتین ہین سب

مین کیون امرِ حق سے پریشان ہون
ترے ساتھ مین بھی مسلمان ہون

ہدایت کرونگی ترے باپ کو
اثر اُسکے دل مین ہو کچھ یا نہ ہو

پسر اور خاوند سے جو کہا
تو دونون یہ بولے کہ او بیحیا

رہِ پیر و مرشد سے پھرتی ہے تو
کنوئین مین ضلالت کے گرتی ہے تو

بد و نیک کے دام مین آکے ہم
مزے چھوڑ دین سارے دنیا کے ہم

یہ سب جلوۂ پیر ہے لا کلام
نہین ذاتِ حق مین حلال و حرام

اگر تونے پھر بات اُسکی سنی
تو جیتا نہ چھوڑونگا تجھکو کبھی

نہ آئیگا اب راہ پر وہ شریر
اُسے مار ڈالین گے ہم ناگزیر

جمیلہ نے ہنس کر کہا اے پدر
نہین تم سے زائد کوئی معتبر

نہ ہونگے کبھی ہم تمھارے خلاف
کہ آزادیون کا طریقہ ہے صاف

بڑا فرق ہے اصل اور فرع مین
جو اسمین مزے ہین کہان شرع مین

کہا ماں نے بھی مصلحت ہے یہی
کہ ہو نہ رود تر فکر اس ماہ کی

نہ ہوا اسکی تعزیر مین کچھ قصور
نہین تو یہ رسوا کریگا ضرور
کہا باپ نے پھر زراہِ نفاق
عقیدے سے اسکے کرین اتفاق
ملین اس سے ہم اسطرح راتدن
کہ ہر نیک و بد سے رہے مطمئن
نہ سمجھے دغا جب کسی بات کو
مٹا دین اسے ہم کسی رات کو
ہماری وفا کا نہو کیون یقین
کوئی وجہ شبہے کی ابتک نہین
یہ کہکر اُٹھے وہ قریبِ سحر
کہا اُس سے ای فخرِ جنسِ بشر
ہمین جیسی تعلیم دی پیر نے
دکھائے وہی رنگ تقدیر نے
سمجھتے گناہون کو جو ہم گناہ
تو ہرگز نہ کرتے خدا ہی گواہ
جو ہونا تھا وہ ہوچکا آج تک
ہدایت دی اللہ نے یک بیک
کھلا ہی درِ توبہ حق ہی غفور
ہم اب توبہ کرتے ہین رب کے حضور
جرائم سے اپنے پشیمان ہین
خدا جانتا ہی مسلمان ہین
ملے آپ سے سب سے مُنھ موڑ کر
کہان جائین اب آپ کو چھوڑ کر
محبت سے ملیے کرم کیجیے
ہمین دل سے اپنا سمجھ لیجیے
کہا آپ کا سب یہ احسان ہی
نہین تو کفِ خاک انسان ہی
بُرے لوگ دنیا مین ہین نیک بھی
گنا ہونسے خالی نہین ایک بھی

کوئی راستی پر جو ہو مستقیم / یقیناً خدا ہے غفور الرحیم

یہ سُنکر اُٹھے دونون وہ ناسپاس / وہ مان اور بیٹی رہین اُسکے پاس

جمیلہ کی مان نے کہا ای نگار / ہمین جان کا اپنی ہے اختیار

پسر اور خاوند فاسق ہین سب / خدا جانتا ہے منافق ہین سب

یہ شہوت پرستی سے مانوس ہین / ہم انکی ہدایت سے مایوس ہین

جو کہنے کا حق تھا وہ ہم کہہ چکے / ملامت کی ایذائین سب سہہ چکے

خبر ہو ذرا بھی جو اس بات کی / تو ہم کو یہ جیتا نہ چھوڑین کبھی

ہماری طرف سے ہین گو مطمئن / ہین درپے مگر آپ کے رات دن

ہون جب قیدِ فجار مین اسطرح / تو عصمت ہماری بچے کس طرح

جو چاہین گے اب یہ جمیلہ کا وصل / تو ممکن ہے اُسوقت کسطرح فصل

ستم بے حیاؤنکے ابتک سہے / شب و روز ہم انکے بس مین رہے

جو ایمان فیضانِ حق نے دیا / تو بے عصمتی سے بچائے خدا

یہ کہکر بہت روئین بے اختیار / تو بولا وہ خاص خدا وندگار

اگر عہد مین اپنے سچی ہو تم / تو رو رو کے کیون ہوش کرتی ہو گم

دعا مانگتا ہون مین پیش خدا / کہو تم بھی آمین بصد التجا

یہ آنکھون کی دیکھی ہی حق ہی گواہ   کہ عصمت ہی مقبول پیش اِلٰہ

حکایت

مرے ایک مخلص کی زوجہ حسین   سرِ چادرہ جس سے ہو شرمگین

سراسر وفا اور عفت نشان   کہ خاوند اُسکا تھا کچھ بدگمان

مگر حق جو چاہے کہ نیکی کرے   مصیبت کے پردے مین راحت بھرے

نہ تھا مرد گھر مین کوئی زینہار   کہ پہونچی خبر اُسکو یہ ایک بار

جو ہی اُس محلّے مین تیری عزیز   لبون پر ہی دم اُسکا ای خوش تمیز

کہاری سے اُسنے کہا جلد جا   کرائے کا یکّہ ابھی جا کے لا

مقفل کیے گھر کے کمرے تمام   کہاری کو چھوڑا اپنے انتظام

اکیلی روانہ ہوئی وہ اُدھر   کہا مین ابھی آتی ہون دیکھکر

نہین ہندو ونہین جو پردے کی قید   نہ سمجھی وہ تقدیر کا مکر و کید

پڑی یکہ والے کی جو نہین نگاہ   ہوئی عشق مین اُسکے حالت تباہ

وہان سے محلہ تھا وہ چار میل   جہان جا رہی تھی وہ مردِ ذلیل

بدی پر جو مائل تھا وہ بدنظر   تو یکے کو موڑا نئی راہ پر

شناساتھی رستے کی وہ دلستان   کہا اس طرف جا رہا ہی کہان

کہا بن رہی ہو مٹرک ای حسین
کسی کو اِدھر جانے دیتے نہین

یہ رستہ بھی کچھ پھیر کھا کر مگر
وہین پر نکلتا ہی ای سیمبر

کسی طرح آخر بہ مکر و دغا
اُسے ڈھاک کے بن ہین وہ لیگیا

اکیلے ہین اُس سے یہ کی گفتگو
مرے وصل پر جلد راضی ہو تو

نہ ہوگی اگر مجھپہ تو مہربان
ترا کون فریادرس ہی یہان

ابھی دل کی حسرت نکالونگا مین
جو بولے گی تو مار ڈالونگا مین

کہا اُسنے سُن تو سہی او لعین
خدا کا تجھے خوف ہی یا نہین

یہ کہکر دعا کی بصد اضطراب
مرے رام میری خبر لے شتاب

مرے دل مین آیا ہو جو بد خیال
تو سمجھون یہ اُسکا ہی مجھپر وبال

مگر غیرِ شوہر پہ اَی داد گر
نکی مین نے رغبت سے ہرگز نظر

ہی عصمت کا دشمن مری یہ خبیث
فَھَلْ مِنْ مُغِیْثٍ فَھَلْ مِنْ مُغِیْثٍ

جو نکلی دعا دل سے بے اختیار
تو حامی ہوا فضلِ پروردگار

ہویدا ہوا ایک مارِ سیاہ
اُس اندھے پہ ڈالی غضب کی نگاہ

اُچک کر کلائی پہ اُسکی گیا
وہ ہاتھون کو لپٹا بحکمِ خدا

جو مشکین بندھین عقل چکرا گئی
یہ سمجھا کہ بیشک قضا آگئی

زمین پر گرا وہ گیا دل مین کانپ — کہ سینے پہ لہرا رہا تھا وہ سانپ

جو دیکھی یہ تائید پروردگار — ہوئی اُسکی رحمت پہ دل سے نثار

وہ پہیون کے آخر نشان دیکھکر — سڑک کی طرف کو چلی بے خطر

جو پہونچی سڑک پر تو کوئی نہ تھا — ذرا دیر لیکن توقف کیا

کہ اتنے مین اک گولن آئی وہان — کیا اُسنے اُس سے یہ قصہ بیان

وہ جاکر بلا لائی دو چار کو — خبر دی اُنھون نے جمعدار کو

کھڑے تھے وہ سب ہمرہ جمعدار — اُسی طرح سینے پہ بیٹھا تھا مار

کسی شخص نے پھر ز راہِ صواب — بلا بھیجا شوہر کو اُسکے شتاب

جو آنکھونسے شوہر نے دیکھی یہ بات — کہا گر کے قدمونپہ اے خوش صفات

سزاوارِ عالم فریبی ہے تو — کہ عورت نہین کوئی دیبی ہے تو

یہ کرپا تھی سب رام کی اے نگار — ہوتا مجھپہ عصمت تری آشکار

منگایا جمعدار نے اک پلنگ — اُٹھایا گیا تب وہ بے نام و ننگ

عدالت مین آیا اُسی طرح سے — ملی اُسکو پھانسی بری طرح سے

زن و شو نے مِل کر سر مار پر — لُٹایا بہت کچھ وہین سیم و زر

سزا کا جو حاکم نے ذمہ لیا — اُسی دشت کی سمت وہ چلدیا

غرض اس سے یہ ہی کہ اے خوش جمال | ہمارا محافظ ہی وہ ذوالجلال
ہر اک شی پہ قدرت ہی خلاق کو | وہ چاہے تو سم عین تریاق ہو
یہ کہکر جو رو رو کے مانگی دعا | ہوئی جلد مقبول پیش خدا
تضرع نے پیدا کیا یہ اثر | کہ فوراً ہوئی بددعا کارگر
اسی دن وہ تپ مین ہوئے مبتلا | مرے چند دن مین بحکم خدا
جمیلہ نے اس گل کی حسب صلاح | کیا اک صحیح النسب سے نکاح
پھر اسنے خبر دی کہ ہر شہر مین | پھنسی ہین مری بہنین اس قہر مین
شب و روز کرتی ہین فعل حرام | گراتی ہین کتنے حمل لا کلام
جو نرمی سے انکو ہدایت کرین | عجب کیا جو وہ حق کی طاعت کرین
ضلالت کا ان کی اگر چارہ ہو | تو اپنے گناہون کا کفارہ ہو
کیا ہی انھین پیر جی نے فقیر | کہ شیطان کا ہمراہ ہی وہ شریر
یہ کہتا ہی اگلون کو عیار تھے | نبی اور ولی سب ریاکار تھے
جو تھے متفق چند اہل نکات | بنائے ہوے ہین یہ سب معجزات
تو ہم بھی کرامت بنائین نہ کیون | بہم مل کے سب کو پھنسائین نہ کیون
ہین یک رائے و یکدل یہ اہل دغا | کوئی کید کو انکے سمجھیگا کیا

مرے لوٹنے کے لیئے بدخصال
اُٹھاتے ہین قید حرام و حلال

کتابین لکھی جاتی ہین بیگمان
نہین جسمین کچھ راستی کا نشان

کہین عقد خود دخت سلطان سے ہے
کہین جنگ سلطان [illegible]

کہین شیفتہ دختر [illegible] عروس
مسلمان ہوکر [illegible] عروس

معاذ اللہ اور اسپہ یہ بھی مزید
مرید انکا سلطان عبد الحمید

یہ مشہور تاریخ کے واقعات
نہین ڈرتے لکھتے ہوے یہ رُواۃ

کہین انکا بیر الالم مین گزر
کہین جنگ مین شاہ چین پر ظفر

کہین شہر سورت کی رانی سے عقد
کہین کالی دیبی بھوانی سے عقد

یہ تاکید ہر دم مریدین پر
جو کچھ جی مین آئے لکھو بے خطر

اسی فکر مین ہی جوان و مسن
کرامت گڑھی جاتی ہے رات دن

ہوئین طبع پھر کرکے چندہ کتاب
مریدین تا اُس سے ہون فیضیاب

پدر اُنکے عالم نہ درویش تھے
وہ اک سیدھے سادے حق اندیش تھے

ہی معلوم اُنکا نشان مزار
اُسی جا ہی اک جھیل پر برقرار

مگر قبر فرضی بنا کر وہان
کئی سال سے ہین پرستش کنان

یہ مطلب کہ جسدن مرین پیر جی
ہو اُنکی پرستش کا میلا یہی

وہ بہنین ہماری جو ہین دام مین
وہان جمع ہوتی ہین اس کام مین

ہین گو مختلف شہرون کی وہ لیکن
شناسا ہی آپس مین ہر مہ جبین

وہ اس امر کو کیسے سمجھین پلید
برادر پدر اُنکے جب ہون مرید

وہی جب نہ سمجھین حرام و حلال
تو نسوان سے ہی حفظ عصمت محال

نمانین بھلا کیسے مردون کی بات
کہ ہی ناقص العقل نسوان کی ذات

یہ کہکر کتابین اُٹھا لائی وہ
دوبارہ مگر طیش مین آئی وہ

کہا مین بھی کرتی ہون عزم سفر
یقیناً خدا دیگا ہم کو ظفر

مگر آپ کچھ بھی نہ منھ سے کہین
بظاہر انھین رہزنو نمین رہین

نہین جانتے آپ سب کا نشان
یہ زحمت اُٹھاؤنگی مین بے گمان

جو پوچھیگا بھی مجھ سے کوئی شریر
مین کہدونگی حضرت کے ہین یہ فقیر

غرض مشورے کرکے بایکدگر
مہیا کیا اُسنے زاد سفر

کہا پھر یہ شوہر سے بنجا فقیر
عجب کیا ہو فضل خدائے قدیر

جو پوچھے بھی کوئی بہ قول و قسم
تو کہنا کہ خادم ہین حضرت کے ہم

نکالین جو بہنون کو ہم چاہ سے
صلہ اسکا پائین گے اللہ سے

یہ سن کر ہوا مستعد بےنظیر
سفر اُسکو کرنا پڑا ناگزیر

اسی جہد وکوشش مین پہونچے جہان | وہ شہرہ ہے کرائے گا ایک نشان
جمیلہ نے کارِ نمایان کیا | ہر آزاد کا تازہ ایمان کیا
دکھاکر انھین حسنِ زہد وصلاح | کیا سیکڑون جوگنون کا نکاح
جو مردون مین ساعی ہوا بےنظیر | ہوے باپ بھائی ہدایت پذیر
خدا کی عنایت جو شامل ہوئی | اُنھین سعیِ مشکور حاصل ہوئی
ملی پیرجی کو یہ جس دم خبر | کہ دونون ہین اس قصد سے ہم سفر
اُنھون نے روانہ کیے کچھ مرید | کہ سم مِل کے خادم سے دین وہ پلید
بنے آکے خادم وہ دونون یہان | دکھائے عقیدت کے لاکھون نشان
ملے خادمون سے بہ مکر و دغا | بہت مال و زر دیکے راضی کیا
جو یونہین تھا حکمِ قضاے الٰہ | ہوا جسم کمل کی صورت سیاہ
سفر مین جو زحمت نمایان ہوئی | جمیلہ بہت کچھ ہراسان ہوئی
کیا مدتون جاکے گھر مین علاج | درستی پہ آیا جب اُسکا مزاج
وہان سے روانہ ہوا بےنظیر | گیا دوسرے ملک کو ناگزیر
وہان بھی جو حکمِ الٰہی ہوا | دوبارہ اسیرِ تباہی ہوا
دیا سنکھیا ایک مردود نے | بچایا مگر ربِّ معبود نے

ثبات نے بہرِ سکون جو کہا | وہان دو برس سے زیادہ رہا

زہے حکمتِ ذی الجلالِ قدیم | کہ سیاح یون جبر سے ہو مقیم

اقامت مین وہ مصلحت ہو نہان | ہو جسکا عوض راحتِ جاودان

وہان تھا کوئی عاشقِ ذوالجلال | کہ فی الحال اُسکا ہوا تھا وصال

اُسے دوست رکھتا تھا خالقِ فرد | کہ تھا عبدِ مخلص خدا کا وہ مرد

زن و دختر اُسکی وہین ہین مقیم | اسیرِ کمندِ بلاے عظیم

جو عصمت ہی دختر کی مقبولِ رب | اُسے طیبہ گھر مین کہتے ہین سب

جو محرم ہی دونون کا اک نوجوان | ہی غربت مین اُنکا تشفّی کنان

کہون کیا ہی کس فکر مین وہ لعین | کہ برہم ہی جس سے خداے امین

سُنی اُس ضعیفہ نے جسدم یہ بات | کہ آیا ہی اک مردِ قدسی صفات

وہ سمجھی کہ چلیے ذرا اُسکے پاس | عجب کیا جو ہو چارہ دردو یاس

غرض ساتھ محرم کے پہونچی وہان | اقامت گزین ہی وہ غمگین جہان

بیان کرکے رودادِ رنج و محن | دعا کی ہوئی منتظر پیرزن

کہا پھر کہ دعوت بھی کیجے قبول | کہ مسرور ہو میری جانِ ملول

رُکا دل مین لیکن شہِ بےنظیر | نہون تا کہین پھر بلا مین اسیر

کہا اُسنے ای مادرِ مہربان جواب اسکا پھر دونگا مین بیگمان

یہ سُن کر یہ سمجھی وہ کلفت نصیب کہ دعوت ثمانی سمجھ کر غریب

کہا خیر پھر آکے پوچھونگی مین اجازت کسی طرح سے لونگی مین

تضرع

پلا ساقیا راحِ فوزالکریم وَقُل اِنَّمَا نَمِیدُ لَنَ عَظِیمُ

سزاوارِ نفرین ہین گو فاسقات مگر قابلِ قدر ہین صادقات

وہ توبہ بھی کرلین جو ای حق نشان ہی باقی دمِ مرگ تک امتحان

رہی ہون فواحش مین جو راتدان کوئی کس طرح اُنپہ ہو مطمئن

اگر اُنسے نفرت طبیعت مین ہو نہ کیون جستجو انکی خلقت مین ہو

توالد تناسل ہی منشائے ذات تو رہبانِ شہوت بنین کیون ثقات

جو شہوت پرستی نہ مقصود ہو تو کیون عشقِ صادق نہ محمود ہو

خبیثات ہو جائین گو طیبات پر اُن مین کہان اہلِ عفت کی بات

خدا دے کسی کو جو حُسنِ تمیز تو قدرت کی ہی ہر ودیعت عزیز

ہو افراط و تفریط کا پر خیال کہ انسب ہی ہر امر مین اعتدال

سیہ فام با عصمت و با وفا یقیناً ہی مقبول پیشِ خدا

حسینہ جمیلہ جو بدکار ہو — خدا اُس سے کیونکر نہ بیزار ہو

جہان حُسن کے ساتھ ایمان ہی — خداوند کا خاص فیضان ہی

خجل کیون ہو وہ پیشِ پروردگار — کہ نیت پہ اعمال کا ہی مدار

جسے ایسی محبوبہ دے ذوالجلال — اُسے دونون عالم مین پھر کیا ملال

جو حفظِ شریعت پہ ہو مستقیم — بچاتا ہی اُسکو خدائے عظیم

نہین زہد وتقویٰ کا بھی اعتبار — سب اُسکی عنایت کا ہی کاروبار

نہ منظور طالب نہ مطلوب ہی — وہی جسکو چاہے وہ محبوب ہی

مگر ہم پہ واجب ہی ای باخبر — کہ مضبوط وقائم رہین عہد پر

اُسے اپنی رحمت کا ہی اختیار — مگر ہم نہ باغی بنین زینہار

کوئی دو بجے رات کو بالیقین — تہجد کی خاطر اُٹھے متقین

فلک کیا تجلّی سے معمور ہی — ستارون پہ کچھ اور ہی نور ہی

جو غافل ہین بیدار ہوتے نہین — مگر اہلِ انوار سوتے نہین

اُٹھے طالبِ وصل کس چاہ سے — یہی وقتِ خلوت ہی اللہ سے

ہو کیا اس سے بہتر زمانِ سجود — پکارے خدا جس گھڑی یا عباد

ہوے جسقدر اولیا انبیا — ملا اُنکو اسوقت جو کچھ ملا

عبادت مین ہر فرد مشغول ہی
یہ حقا عجب وقت مقبول ہی

جو فارغ ہوا ذکر سے بینظیر
یہ کہتا ہی رو رو کے پیشِ قدیر

کہان ہی تو اے جلوۂ ذو الجلال
دکھا دے جو اہرمین اپنا جمال

تجھے مین نے پکڑا ہی سب چھوڑ کر
نہ مایوس کر مجھکو منھ موڑ کر

فَاَقْدِمْ عَلیٰ بِنُورِ الْوِصَال
کہ ممکن ہی آگے ترے ہر محال

عطا حمد مین مجھکو وہ مجد ہو
ستایش کرون مین تجھے وجد ہو

نہ شوقِ حرم ہی نہ پروائے دیر
مگر جان بلب ہون مین تیرے بغیر

نہ جب تک ہو تو دلبرِ دلنواز
دمِ تیغ ہی مجھکو میرا نیاز

نہ مونس ہوا جو ترا فیضِ روح
کہ ہے اس سے محروم خود [illegible] نوح

جو مریم کی خاطر تجلی ہی ذو الجلال
تو ممکن کیا تو نے امرِ محال

جہان جس کا لفظ منصوص ہی
وہ تطہیرِ کُلّی بھی مخصوص ہی

تجھے قلبِ ماہیت آسان ہی
کہ ہر شے پہ قادر تو رحمٰن ہی

نہ جب تک ترا لطف ہو جانِ جان
حسین ہو کوئی لاکھ وہ [illegible]

جو نیت کا سچا نہین بالیقین
کسی طرح وہ پاک دامن نہین

سراپا گنہ ہو جو کوئی غریب
جو تائب ہو ڈر کر تو کرے حبیب

اگر دے کسی کو تو حُسنِ مآب — تو ہر داغِ عصیان بنے آفتاب

مظہر ہو جو اور قدسی خصال — ترا نور پائے وہ اے ذوالجلال

تو جس دل کو چاہے منوّر کرے — گنہگار کو پاک و اطہر کرے

جو سر تا قدم رجس و مغموم ہو — تو معصوم کر دے تو معصوم ہو

تو ہر شے کا خالق حکیمٌ علیم — تو ہر شے پہ قادر علیٌّ عظیم

جہان اپنا جلوہ نمایان کرے — سراپا گنہ کو سلیمان کرے

خذف تیرے پرتو سے الماس ہو — جواہر ہو وہ جسکے تو پاس ہو

یہ اِنَّا فَتَحْنَا سے ہمپر کھلا — نہین کوئی قدوس تیرے سوا

ہو پھر کون جز تیرے ایسا نگار — اُٹھائے جو سچی محبت کا بار

ترا سب پہ دھوکا ہی دھوکا رہا — اسی دُھن مین کیا کیا نہ صدمہ سہا

تری ذات ہر شے مین تو جملہ نور — دکھا دے جو اہر مین شانِ ظہور

ترے آگے کیا رتبہ اعجاز کا — ترا در محل ہی بڑے ناز کا

وہ ہی کون جو تیرا بندہ نہین — ترے سامنے سر فگندہ نہین

جو تو روسیاہی کو کر دے جمال — کہے عیب اُسکو کوئی کیا مجال

ولیؑ و نبیؑ جتنے مشہور ہین — ترے آگے سب محض مجبور ہین

مشیت کا تابع تو جسبدم کہے — تو بندہ گنہگار لیو نظر سے
جو اپنی طرف کرے منسوب تو — ہنر کردے ہر فعل معیوب تو
غرض کیا ہو تقوے پہ نازان کوئی — جسے چاہین پی ہو سہاگن وہی
ہی منعم تو ہی حق تعالیٰ ہی تو — الٰہی بڑا دینے والا ہی تو
یہ تاثیر و ماہیتِ جملہ شی — بد و نیک سب تیرے قبضے مین ہی
تو چاہے تو قدرت سے ہو زہر شہد — تری شان سے دور ہی نقضِ عہد
کیا تونے اَوْفُوا بِعَهْدِی خطاب — ہی اُوفِ بِعَهْدِكُمْ اسکا جواب
ترا عہد ای فرد ٹوٹا نہین — کہ تو اپنے وعدے مین جھوٹا نہین
کہین جلوہٗ ذاتِ مطلق ہی تو — کہین جامعِ باطل و حق ہی تو
کسی جا تو اپنا ہی مسجود ہی — کہین خلق و عالم کا معبود ہی
کہین مظہرِ شانِ لولاک ہی — کہین جلوہٗ مرشدِ پاک ہی
ہی پر مظہرِ اُنس باقی ابھی — مرا گھر ہی بے جام و ساقی ابھی
اگر تو سنبھالے نہ میرا مزاج — تنفّر کا میرے نہین کچھ علاج
ہوا ہی مجھے تجربہ بار بار — وفادار ہرگز نہین اک نگار
جو میرا نہو وہ مین جس پر مرون — تو خود کو اسے کیون حوالے کرون

ترے فیض سے جان تمیز ہون
ترا شکر ہی مین بڑی چیز ہون

یہ میخانہ و بربط و جام مے
مجھے کیا خبر کسکے حصے مین ہی

فضائل دیئے تو نے جو ای غنی
سوا تیرے کیا انکو جانے کوئی

کسی کو مین بھید اپنا دیتا نہین
دغا باز کا نام لیتا نہین

تو اب تو ہی عارف ہو معروف ہو
تو ہی میرا واصف ہو موصوف ہو

تو ہی جملہ اعیان کا عین ہی
طبیعت مگر سخت بیچین ہی

جو حفظ مراتب مظاہر مین ہی
مری شکل تسکین جو اہر مین ہی

اسی انس کی تھی یہ جنت مین سیر
کہ آدم تھے بیچین حوا بغیر

جو بیچین یون قلب ناکام ہو
نہ معلوم کیا اسکا انجام ہو

الٰہی کہان تک مین تنہا رہون
جو اہر کی خاطر تڑپتا رہون

نہ جب تک ملائے تو ای ذوالجلال
ملاقات ظاہر ہی یکسر محال

ابھی تک تو قائم ہون مین عہد پر
نہین غیب کی بھید اسکے خبر

یہ حسرت ہی مجھکو بعیش تمام
رہون تا ابد تجھ سے مین ہمکلام

ترا سوز غم میری آہون مین ہو
نہ جز تیرے کوئی نگاہون مین ہو

نہ ہوا استقامت جہان عہد مین
یقیناً وہان زہر ہی شہد مین

مجھے جس سے تسکین ظاہر نہین ❊ وہ زنہار میری جواہر نہین

تو ہی جب نہ عاشق کا ہوا ای نگار ❊ تو پھر کیا کسی کا نہ مجھے اعتبار

مین یوسف صفت چاہِ ماتم مین ہون ❊ ہون خورشید پر ظلمتِ غم مین ہون

تجھے رفعِ کلفت جو منظور ہو ❊ یہ ظلمتکدہ خانۂ نور ہو

اُٹھا دے مرے دل سے غم کا حجاب ❊ نکل آئے پردے سے تا آفتاب

سوا تیرے عاشق کو چاہیگا کون ❊ یہ عصمت یہ اُلفت نباہیگا کون

نباہے کوئی کیا مرے عہد کو ❊ تصوّر جہان غیر کا شرک ہو

نہ جب تک بچائے تو ای ذو الجلال ❊ ہر انسان سے حفظِ عصمت محال

گرے مُنھ کے بل سیکڑون راہ مین ❊ بہت چاند ڈوبے اسی چاہ مین

اگر حُسن و عصمت ہین یکجا کہین ❊ کوئی اُس سے بڑھکر جہان مین نہین

جہان اُلفتِ غیر کا ہی اثر ❊ وہ جھوٹی محبت ہی ای دادگر

یہان شرک ہی غیر کی گفتگو ❊ ہر اک دل کو بس ایک ہی آرزو

اگر روح روحِ محبت بنے ❊ تو باہم نہ کیون تا قیامت بنے

جو ہین زندہ عشق مرتے نہین ❊ کبھی موت سے خوف کرتے نہین

جہان دو دلون مین بہم راہ ہی ❊ محبت نہین ہی وہ اللہ ہی

ہو لو غرب مین ایک اک شرق مین — مگر وصل کامل ہو اس فرق مین

فنائے بد و نیک ہو اس جگہ — قریب و بعید ایک ہو اس جگہ

تو ہی کھول دے جسکی چشم یقین — وہ دیکھے کہ جز حق یہان کچھ نہین

جدھر دیکھتا ہون اُٹھا کر نظر — تری ذات باقی ہو بس جلوہ گر

جسے چاہتا ہو تو دیتا ہو نور — پھسلتے ہین کم ظرف لیکن ضرور

توقف مین کرتا ہون تا امتحان — نہ تا محنت عقد ہو رائگان

نہ دیکھا زمانے مین ایسا کوئی — امانت مین جسنے خیانت نہ کی

ذرا جسکی نیت مین فرق آگیا — حقیقت مین خائن وہ لکھا گیا

جو ڈوبا ہوس اور افکار مین — نہ ٹھہرا محبت کے دربار مین

نہین سیدھے رستے پہ چلتے ہین یہ — جو کچھ دیجیے تو اُبلتے ہین یہ

کہون کس سے پھر مین اسیر بلا — محبت خدا ہی محبت خدا

ہٹے جو اوامر سے مکار ہو — شریعت امانت کی معیار ہو

کرے جو ترے حکم کے کچھ خلاف — وہ ناموس عصمت کا دشمن ہو صاف

محبت کے سب مدعی تھے ضرور — پر آخر کو نیت مین آیا فتور

مجھے اسنے الفت کا دعوی نہ تھا — یہ بہکے تو کچھ ہرج میرا نہ تھا

محبت کے رستے سے جو پھر گئے — یہ [illegible] ہین سب گر گئے

اڑو تو ہین جھنڈے گڑے ہین مرے — یہ سمجھے تو پیچھے پڑے ہین مرے

مگر اب ندامت سے ہوتا ہو کیا — گئے وقت کو کوئی روتا ہو کیا

دیا تونے یارب مجھے وہ مقام — کہ آئینہ ہو حالِ عالم تمام

ترے عشق نے دی ہو وہ دور بین — کہ ہین سیکڑون کوس گویا یہین

خیالات بدلے کسی کے جہان — وہ آئے ان آنکھونکے آگے یہان

نہین حکم پر کشف و اظہار کا — دہن بند ہو اہلِ اسرار کا

نگاہون مین سب کی حقیر و ذلیل — مکرم ترے سامنے ای جلیل

کسی پر ہو گیا انکا حال آشکار — کہ دربارِ قدرت کے ہین رازدار

مظاہر ہین لیکن تغیر پذیر — نتائج ہین ہر امر کے ناگزیر

مطابق عمل کے ہر اک حال ہی — یہ عالم نہین دارِ اعمال ہی

شریعت ترا حکم ہی ای الٰہ — مآلِ بد و نیک کی ہی گواہ

جو چھوڑے اوامر کی پابندیان — ہر صحبت سے اسکی سراسر زیان

کبھی اسکی سچی محبت نہین — یہ زحمت ہی ای فرد رحمت نہین

جو توڑے ذرا دیر مین عہدِ رب — وہ بندہ نکلے وعدو مین سچا ہو جب

مگر ہان مشیت تری یار ہو — تو باہم محبت سزاوار ہو
محافظ ہو تو جسکا اے ذوالجلال — نہ بدلے کسی طرح اُسکا خیال
جہان اسقدر پاک وطاہر ہی تو — یقینًا وہ میری جواہر ہی تو
نہین جز ترے کوئی مقصود ہی — تری ذات ہر شی مین موجود ہی
یہ لیکا جو عشقِ جواہر کا ہی — یہ حاصل وجودِ مظاہر کا ہی
شریعت تو ہر طرح ایمان ہی — ترا ہو رہون مین یہ احسان ہی
سمائے تو ہی تو مری جان مین — ہو اوفوا بعہدی ہر اک شان مین
ہر اک شی سے اک ربطِ واجب رہے — محبت مین حفظِ مراتب رہے
سنبھالے ترا بار کیا مشتِ خاک — ترے واسطے چاہیئے ظرف پاک
تجھی مین یہ قدرت ہی اے ذوالجلال — کہ ممکن نظر آئے ہر اک محال
کہانتک مین دریا مین پیاسا رہون — حسینون سے دامن بچاتا رہون
شبِ تار و طوفان و گرداب غم — اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ فَیَا ذَا الْکَرَمْ
طہارت ہی محبوب یارب تجھے — نہ عصمت سے کیون عشق ہو پھر مجھے
جو بھیگا کوئی تارِ دامن مرا — تجھی سے مین شکوہ کرونگا ترا
حسینون مین ہی اپنے گل کی تلاش — جواہر کی خاطر ہی دل پاش پاش

کہان ہی کدھر ہی وہ تیرا ظہور / وہ جلوہ دکھا دے مجھے یا غفور

شب و روز ہی بیقراری مجھے / ستاتی ہی امیدواری مجھے

بنے کیا کوئی پاک دامن وہان / خیالات ہون عاصی فگن جہان

شریعت مین ظاہر سے ہی گو سوال / حقیقت مین ہی جرم ہر بد خیال

الٰہی تو سبحان و قدوس ہی / ہماری طہارت سے مایوس ہی

تھکا یا مری جستجو نے مجھے / تجھی سے مین اب مانگتا ہون تجھے

عطا کر وہ جنت کا روشن چراغ / کہ دھو جسکے دامانِ عصمت پہ داغ

تری دید دونون کو مرغوب ہو / ہو عاشق کوئی کوئی محبوب ہو

ملیگا جو خود تو اٹھا کر حجاب / نہ ٹھہریگا خورشید زیرِ نقاب

الٰہی یہ ابرِ الم دور ہو / تو راضی ہو یہ قلب مسرور ہو

تو ہی کر دے تسکینِ خاطر مری / مجھے غیب سے دے جواہر مری

صمد ہو تجھے کوئی پروا نہین / خزانے مین تیرے مگر کیا نہین

الٰہی معاون ہو تیرا کرم / رہین حُسن و عصمت کسی جا بہم

ترا فیض ہر وقت ناصر رہے / جواہر مری پاک و طاہر رہے

دعا گو غمِ نارسائی نہ ہو / کبھی اسکی میری جدائی نہ ہو

مبارک ہو ہم کو یہ راز و نیاز — ترا فضل دونون کا ہوے کار ساز
جواہر کا ہون مین وہ میری رہے — مری نسل مقبول تیری رہے
بحقِ کمالِ محمدؐ مدام — رہین وصلِ باہم سے ہم شاد کام
آمین!!
اسی دھن مین بجنے لگا جو گجر — پڑھی اسنے اٹھکر نمازِ سحر

اِلقا

کہان ہی تو ای ساقیِ نوجوان — کہ آیا ہی پھر دورِ پیرِ مغان
نہ فکرِ حرم سے نہ غمِ دیر کر — جو اسوقت کرنا ہو کچھ خیر کر
نہ ہو جس گھڑی دستِ قدرت تجھے — کوئی جام پھر دیگا تو کیا مجھے
نہ مجھے ورطۂ غم سے اسدم نکال — یہ نیکی تو کر اور دریا مین ڈال
کتابِ بو اجل گرچہ پڑھتی ہی عمر — سنا ہی کہ نیکی سے بڑھتی ہی عمر
پلا راحِ الفت مٹا اضطراب — نہ معلوم ہوتا ہی کیا انقلاب
مشیّت کا رکنا بھی آسان ہی — خداوند غالب ہی رحمٰن ہی
اٹھا جامِ مَے لا مجھے ہوش مین — کہ آیا سمندر بڑے جوش مین
تموّج کا عالم جو پیدا ہوا — وہ شفاف پانی بھی گندلا ہوا
بفرمانِ قہّارِ صاحب جلال — ہوے غرق پانی مین طیر و جبال

مجھے تیرنے مین تامل نہ تھا | کہ جو حق تھی یہ توقف نہ تھا
بحکمِ خدا جو اُٹھائے تھی روح | اکیلا ہی مین سام یا مثلِ نوح
بہت صاف و مضبوط تھے دست و پا | کوئی تارِ دامن مرا تر نہ تھا
ہوئے حکمِ حق سے جو غرقِ جبال | تھے ابدال و اوتاد طیر و جبال
جو نکلی زمین پھر بحکمِ خدا | مکان و شجر کا نشان کچھ نہ تھا
جو غارت ہوئے یون بفرمانِ رب | یہ اقطاب و اخیار عالم تھے سب
کسی قوم سے جو کرے اک خطا | بھڑکتا ہی اُن سب پہ قہرِ خدا
کہ وہ کس لیے اُسکے مانع نہ تھے | اوامر نواہی کے سامع نہ تھے
جسے ہو غمِ بندگانِ الٰہ | حمیت کے باعث وہ ہوتا ہی شاہ
مرے پائون ٹھہرے تھے لیکن جہان | شکستہ تھے دیوار و در کچھ وہان
وہ بھیگے ہوئے محض بیکار تھے | کوئی دم مین گرنے کو طیار تھے
غرض یہ بفرمانِ ربِّ انام | مرا دور ہی یہ مرا انتظام
پلا بادۂ حسن بھر دے مجھے | محمدؐ کا محبوب کر دے مجھے
محمدؐ کو جو دل سے مرغوب ہی | یقیناً خدا کا وہ محبوب ہی
وہ بھیگی ہوئی رات پچھلا پہر | سیاہی کے پردے مین نورِ سحر

شفق کا ابھی گو نہین کچھ نشان … سہانا مگر ہو چلا آسمان
پس پردہ جو کچھ ہی بازیگری … ہی ابتک نظر بندیون سے بھری
کوئی دم مین بازیگر آسمان … چھپا دیگا یہ مُہرہاے عیان
خبر دے رہا ہی یہ رنگ فلک … کہ تارون نے دیکھی کسی کی جھلک
سمجھتے ہین یہ سب جو حیران ہین … فلک پر کوئی دم کے مہمان ہین
نکلنے پر آئیگا جب آفتاب … خود اُسکی تجلی بنے گی حجاب
ابھی گو گھڑی دو گھڑی رات ہی … مگر عین انوار ظلمات ہی
نمایان ہی لطف خداے قدیر … مگر خواب غفلت مین ہی بنیظیر
وہان دیکھتا کیا ہی وہ مستمند … لب گنگ ہی اک مکان بلند
وہان ایک کمرے مین ہین پیرجی … پس و پیش اُنکے شیاطین وہی
بناوٹ سے کہتا ہی یون وہ شریر … تو کیون مجھسے ناخوش ہی ای بنیظیر
میسر ہو جس کو عروج کمال … برابر ہی اُسکو حرام و حلال
ملادون محمدؐ سے تجھکو اگر … شہادت ہی کافی مری بات پر
کہا اُسنے بیشک تو شیطان ہی … رسولؐ خدا پر یہ بہتان ہی
یہ طاقت یہ قدرت نہین ہی یہان … وہ صورت شیاطین کرین اختیار

ہنین فاسقین کیسے شکل نبیؐ — کہ ناپاک طاہر نہ ہوگا کبھی
یہ سن کر اُڑا اُسکے چہرے کا رنگ — ہوا سخت نادم وہ بے نام و ننگ
جو لاحول پڑھ کر چلا بے نظیر — تو کمرون مین چھپنے لگے وہ شریر
نہ ٹھہرا جو دالان مین اک شقی — اکیلے وہان رہ گئے پیر جی
پریشان و خستہ جگر بدحواس — نگاہون مین ہر سمت شکل ہراس
ادھر تو نگونسار ہی وہ شریر — کھڑا ہی اُدھر صحن مین بے نظیر
یکایک ہوا فضلِ ربِّ عظیم — کہ پہونچے اُسی جا رسولِ کریمؐ
جو کی داہنی سمت پھر کر نگاہ — تو دیکھا جمالِ حبیبِ الٰہ
یہ فرمایا حضرت نے ای بے نظیر — ہی دجّال و ساحر یہ جوگی شریر
دکھائی پھر اک دخترِ نازنین — کہ بیٹھی ہی اک سمت کو وہ حزین
دکھا کر کیا اُسکو ارشاد یہ — کہ ہی مورد ظلم و بیداد یہ
جو محرم ہی اس گل کا اک بدخصال — کسی طرح اُسپر نہین یہ حلال
مگر ہی یہ شیطان جو سامنے — اُبھارا ہی اُسکو اسی زشت نے
سکھاتا ہی اوچھون کو یہ بد مآل — حقیقت مین بیٹی ماں بہن سب حلال
ضعیفہ جو آئی تھی کل تیرے پاس — وہ ماں اسکی ہی ای محبت اساس

بچاتی ہی عصمت کو تو جو حسین — اگر اسکی ماں اسکی سنتی نہین
سمجھتی ہی سب جھوٹ کہتی ہی یہ — ہمیشہ اسی غم مین رہتی ہی یہ
پدر اسکا تھا مرد صاحب خلوص — او امر کا عاشق تھا وہ بالخصوص
بڑا متقی تھا ہمارا تھا وہ — خداوند کا اپنے پیارا تھا وہ
نہ بھولا ہمین جب وہ آفات مین — کمی کیون کرین ہم کسی بات مین
تجھے حکم دیتا ہی ربِّ انام — کسی طرح سے ہو یہ قصہ تمام
مگر کرے تو اس حسین سے نکاح — کہ اسکی حفاظت ہو تجھکو مباح
ضعیفہ کا ہی اس مین پہلا قصور — ہوئی واجب القتل وہ بھی ضرور
نہین اسکی سنتی جو وہ بدصفات — پھنسی ہی تردد مین یہ نیکذات
کسی کو نہین دل مین لاتی ہی یہ — دلیرانہ عصمت بچاتی ہی یہ
جو اسطرح تو خوش کریگا مجھے — ملیگی صلے مین جواہر تجھے
پڑے گو نہ عصمت مین اسکی فتور — وہ مردود رسوا کریگا ضرور
محافظ ہو تو اسکے ایمان کا — کہ احسان بدلا ہی احسان کا
جو اسکا طالب ہی تو ای نگار — اسے میری خاطر سے کر اختیار
صلہ اسکا دیگا خدائے جہان — نہ ہوگا یہ اجر عمل رائگان

ہماری ہی یہ اور ہمارا ہی تو — محبت کی آنکھوں کا تارا ہی تو
جو اجر ہی تیری طلب کا صلا — جمیلہ کا تجھ کو عوض یہ ملا
پڑے خاک تا چشمِ غمّاز مین — نہ کرنا کمی اس کے اعزاز مین
یہ بلقیس ہو تو سلیمان ہو — وہ کرنا کہ خوش جس مین رحمان ہو
یہ شیطان بنتا ہی جو سب کا پیر — یہ حاسد ہی میرا شقیؔ و شریر
نہ ہو جو مری شرع پر مستقیم — سمجھنا اُسے تو سراسر لئیم
سنا یہ تو بھاگا وہ خانہ خراب — چھپا کوٹھری مین اُسی جا شتاب
وہین جلوہ فرما ہین خیرُ البشر — کھلی آنکھ اُسکی قریبِ سحر
اُٹھا خوابِ راحت سے جو بینظیر — کیا شکرِ پروردگارِ قدیر
نماز و دعا سے جو فرصت ہوئی — اُسی سمت مصروف ہمت ہوئی
بلایا وہین ایک ہمراز کو — کہا اُس سے کچھ جلد سامان ہو
چھٹے طیّبہ تمہیدِ بیداد سے — تو فرصت ہو تعمیلِ ارشاد سے
غرض اُسنے سامان مہیّا کیا — جو کرنا تھا وہ کام پورا کیا
جو راضی ہوئی عقد پر پیر زن — اُسی دن مرتب ہوئی انجمن
بلایا جمیلہ کو بھی نوبنو تر — ہوے دل سے مسرور بانیدگر

شرح لکھوں میں جو یہ داستان ۔ تو آگے نہ بڑھنے دے طولِ بیان

انس

پلا ساقیا راحِ کوثر مزاج ۔ سلیمان سے بلقیس ملتی ہی آج

وہ مے دے جو نصرت من اللہ دے ۔ دعا بھی مئے خوش کے ہمراہ دے

یہانتک پلا راحِ اطہر کے جام ۔ جہنم بھی ہو جائے برد و سلام

مطہر دے وہ ساغر و خُم سے مجھے ۔ کہ ہر قطرہ ہو رشکِ انجم مجھے

جو سالک ہیں انکو پرکھتا ہی وہ ۔ مطہر کو خود دوست رکھتا ہی وہ

نہ بھولے اُسے جو کسی حال میں ۔ تو چھوڑے اُسے کب وہ جنجال میں

ڈرے ہر گھڑی جو خداوند سے ۔ چھڑاتا ہی اُسکو وہ ہر بند سے

معاون ہی اربابِ عفت کا وہ ۔ محافظ ہی خود اہلِ عصمت کا وہ

فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر ۔ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُحِیْطٌ قَدِیْر

نہ ہو استطاعت کسی کو اگر ۔ کہ پائے شیاطین پہ فتح و ظفر

نہ آئے مگر انکے وہ دام میں ۔ مدد دیگا حق اُسکو ہر کام میں

سمجھتا ہی جو حق کو معبود ہی ۔ مؤید مظفر وہ مسعود ہی

نہیں جسکو عالم میں خوفِ خدا ۔ ہی مردودِ دارین وہ بے حیا

ہوا ہیچ جو سوے شیطان نہ گیا ‏ ‏ ‏ حیا اُٹھ گئی نورِ ایمان گیا

جو نیت کا سچا ہو اور مستقل ‏ ‏ ‏ نہ ہوگا کبھی پیشِ یزدان خجل

جو مضبوط ہوکر بچے عیب سے ‏ ‏ ‏ اُسی کو مدد ملتی ہی غیب سے

شبِ ماہ ہی بام پر ہی بہار ‏ ‏ ‏ ہوا مین ہی خوشبوئے گیسوے یار

بسا عطر مین طیبہ کا لباس ‏ ‏ ‏ بہت تو ہیں پھولونکے بھی آس پاس

وہ زیور جڑاؤ نزاکت غریب ‏ ‏ ‏ جو دونا کرے عضو کا حسن و زیب

لباس عروسی عجب تابدار ‏ ‏ ‏ کہ جسپر محبت کے نقش و نگار

یہ سامان یہ حسن یہ کم سنی ‏ ‏ ‏ یہ خلوت یہ جوش اور یہ چاندنی

وہ نوخاستہ نوعروسِ حسین ‏ ‏ ‏ دیارِ محبت کی مسند نشین

جمیلہ بہت کچھ حسین تھی ضرور ‏ ‏ ‏ کہانسے وہ لاتی یہ عصمت کا نور

یہ انوار اُس مین یہ جلوہ کہان ‏ ‏ ‏ مہ و مہر کا فرق ہی درمیان

مقابل مین جسوقت آتا ہی ماہ ‏ ‏ ‏ ٹھہرتی نہین اُسکے رخ پر نگاہ

عجب انجمن ہی عجب نور ہی ‏ ‏ ‏ شبِ ماہ حیرت سے معمور ہی

نظر بھر کے کب دیکھ سکتا ہی چاند ‏ ‏ ‏ کھڑا دور حیرت سے تکتا ہی چاند

مجسّم محبت ہی جو منظیمہ ‏ ‏ ‏ سراپا وفا ہی وہ بدرِ منیر

جو اعضا کا دونا کرے حسن و زیب

خوشی سے وہ کرتے ہین جب گفتگو | تو شیطان بھی کہتا ہی لا تقنطوا
جسے دے وہ قادر یہ عیشِ رغید | تو کیا کر سکے اسکا دیوِ پلید
تبسم مین دونون کے جو نور ہی | حلاوت سے الفت کی معمور ہی
وہ ہر بات وحدت مین ڈوبی ہوئی | طبیعت سے گم انکی رنگِ دوئی
سرورِ جوانی بہارِ شباب | عنایاتِ حق سے بہم کامیاب
جو بایکدگر ہو گئے رازدان | تکلف کا پردا نہین درمیان
کہا طیبہ نے کہ ای ذی وقار | ہوا عقد کا کیا سبب آشکار
پریشان تھے پردیس مین اسطرح | بہم دو مسافر ملے کس طرح
کہا اسنے رویا کا وہ حال سب | کہ یہ عقد ہی حسبِ فرمانِ رب
تری مہر ابتک جو ثابت رہی | مدد تھی اسی داورِ پاک کی
مگر ہو نہ اس غم سے تو نا صبور | کسوٹی پہ کستے ہین زر کو ضرور
پسِ مرگ کیا اسپہ احسان ہوا | ترا باپ مقبولِ یزدان ہوا
بہت کم ہین ایسے خداوندِ راز | جنھین چاہے اسطرح وہ بے نیاز
کہا اسنے بیشک وہ خلاق ہی | عزیز و خداوندِ آفاق ہی
مرا باپ سرگرمِ طاعت رہا | شب و روز پابندِ سنت رہا

عبادت جو کی تھی خداوند کی — نہ بھولا اُسے وہ بس مرگ بھی
نہ باقی رہی تھی یہان کوئی بات — تمھین حق نے بھیجا برائے نجات
بہت مجھ سے جلتا ہی وہ بھیا — مری مان ہو لیکن اُسی پر فدا
ہی جب تک یہان اُس لعین کا قیام — تردد کی جا ہی نہ مجھے لا کلام
کہا اُسنے ای دلبرِ دلستان — تردد کا موقع نہین اب یہان
اُسی فرد کا یہ بھی احسان ہی — کہ حاکم یہان کا مسلمان ہی
بحکمِ رسولؐ و بحکمِ قدیر — وہ ہر طرح میرا ہی فرمان پذیر
خدا چاہتا ہی اگر ای حسین — بلاتا ہون مین کل اُسی کو یہین
سناتا ہون حکمِ رسالتؐ مآب — کریگا وہ تعمیل اُسکی شتاب
یہ حُسنِ عقیدت ہی مجھ سے اُسے — نہ پھیریگا مُنھ وہ کسی بات سے
یہ کہکر اُٹھا یا دوات و قلم — اُسی چاندنی مین کیا یہ رقم

فرمان

بِاسمِ العزیزِ الّذی لا یزال — ھو اللہ منکبرِ ذو الجلال
روانہ کیا جس نے محبوبؐ کو — جدا کردے تا ہر بد و خوب کو
تھا محمود گو مسلکِ انبیاؑ — ابھی تک مگر دین کامل نہ تھا

نہ ناقص رہے تا کمالِ بشر — ہوئی ختم یہ شان محبوبؐ پر
وہ محبوبؐ محبوبِ ربِّ جہان — وہ محبوبؐ مطلوبِ کون و مکان
وہ محبوبؐ کونین تاجِ رسُل — وہ محبوبؐ عالم سراج السُّبل
وہ محبوبؐ اعظم رسالت پناہ — وہ محبوبؐ جلوہ نمائے الٰہ
وہ محبوبؐ آئینۂ ذاتِ حق — وہ محبوبؐ عین الکراماتِ حق
وہ محبوبؐ جو مرکزِ سر اسم — وہ محبوبؐ دیدِ خدا جس کی دید
وہ محبوبؐ جو راحتِ ہر حزین — وہ محبوبؐ جو رحمتِ عالمین
وہ محبوبؐ سلطانِ طبل و علم — وہ محبوبؐ مختارِ سیف و قلم
علم میں جو نصرت کا انداز تھا — قلم میں فصاحت کا اعجاز تھا
قلم نے کیا دین کا بند و بست — کیا تیغ نے سر بلندوں کو پست
فصاحت سخاوت شجاعت جلال — ہوئے جمع یکجا یہ سارے کمال
وہ محبوبؐ یکتا بشیرؐ و نذیرؐ — خدا بے مثال اور وہ بے نظیر
فَیَا سَیِّدِیْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ — سَلَامٌ عَلَیْكَ وَقَلْبِیْ لَدَیْكَ
خداوندِ وہّاب و ربِّ کریم — ہدایت پہ رکھے تجھے مستقیم
تو ممتازِ شاہانِ عالم سے ہو — فروغِ شریعت ترے دم سے ہو

دیا تجھ کو حق نے یہ فضل عجیب | جسے دین و دنیا ہوں دونوں نصیب
یہ لازم ہی تجھکو بھی ای شہریار | کہ خلق خدا کا رہے پاسدار
نہ چھوڑے طریق عدالت کبھی | نہ بڑھنے دے رسم [illegible] کبھی
کہوں کیا ہی در پردہ کیسا خلل | ہی تیری ضرورت مجھے آجکل
بہت کام ایسے ہین ای شہریار | وہاں سب ہین بیکار جز پردہ دار
اگر ہی تجھے دعوی حسن ظن | تو سن آکے پوشیدہ میر سخن
جو خفیہ سیاست کرے تو شہا | تو پردہ نہو فاش اُس بات کا
جو اسوقت تو خوش کریگا مجھے | عوض اسکا دونگا بہت کچھ تجھے
بتادونگا تجھکو وہ گنج نہان | کہ حیرت مین ہو جس سے چشم جہان
صلہ بے عوض تجھکو دیتا نہین | مگر سر پہ احسان لیتا نہین
علاوہ برین ای عدالت مآب | ملیگا تجھے بھی بہت کچھ ثواب
خداوند ہی خود غیور و صمد | ضرورت نہ تھی جو کرے تو مدد
مگر حکم ظاہر ملا ہی تجھے | خبر دون تجھے ہی یہ لازم مجھے
کئی سال سے مین بحکم خدا | تری وجہ سے ہون وطن سے جدا
اگر درد و غم سے پریشان نہین | خدا ساتھ ہی کچھ ہراسان نہین

کہو ن کیا مین جانا ہی مجھکو کہان ۔ ہی یہ اک سبب سے توقف یہان
اگر جلد طی ہو یہ منزل مری ۔ خدا کر دے آسان مشکل مری
بلاتا ہون مین جو زِ راہ خلوص ۔ سمجھتا ہون محرم تجھے بالخصوص
اگر میری خاطر ہی اللہ کو ۔ وہ خود آنکھ دیگا مرے شاہ کو
انھین کافرون سے جنابِ رسولؐ ۔ شب و روز رہتے تھے کیا کیا ملول
جو اصحابؓ بیعت مین داخل ہوے ۔ انھین مین منافق بھی شامل ہوے
مگر وحی سے وہ بتاتا رہا ۔ خدا ہر بلا سے بچاتا رہا
ضعیفون کو اُسنے کیا یون قوی ۔ اولوالعزم ایسا نہ تھا اک نبیؑ
وہی چند بیکس بحکمِ خدا ۔ ہوئے سارے عالم کے فرمانروا
مسبِّب ہی قادر ہی وہ بے مثال ۔ دلون کا بھی حاکم ہی وہ ذوالجلال
خدا ہی سے امّید رکھے بشر ۔ اُسی کے ہی قبضہ مین فتح و ظفر
کوئی شی نہین اُسکے آگے محال ۔ کمالِ یقین دے مگر ذوالجلال
خدا ان شریرون کو غارت کرے ۔ تعجُّب ہی یہ کیون نہ ابتک مرے
مری بد دعا اب بدلتی نہین ۔ جو دل سے نکلتی ہی ٹلتی نہین
بہرحال اِی شاہِ گردن فراز ۔ ہمارا خداوند ہی کارساز

گر اس مین کچھ بھی تامل ہوا ۔ سمجھے سے نہ قادر ہو کل پہ خدا
دعا ہے مری ای عدالت گزین ۔ رہے تجھ پہ فضل خدائے مبین
ترے ہاتھ سے بن پڑین ایسے کام ۔ کہ راضی ہون جن سے خدائے انام
تو مردانِ عالم مین مشہور ہو ۔ محمد کا محبوب و منظور ہو
وہ خط طیبہ نے بھی پیمبر پڑھا ۔ نہ تسکین ہوئی تو مکرر پڑھا
کہا وہ ہے اس ایک کا پادشاہ ۔ بظاہر نہین آپ سے بہرہ وراہ
یہ سن کر یہ بولا شہِ بے نظیر ۔ کہ ای شمعرو رشکِ ماہِ منیر
کئی بار دیکھا تھا اسنے یہ خواب ۔ کہ ہے کوئی مردِ جلالت مآب
بچاتا ہے اسکو وہ آفات سے ۔ نہین خوف کرتا کسی بات سے
ملا اسکو صحرا مین اک اہرمن ۔ چڑھا اسکے سینے پہ وہ تیغ زن
جو چاہا کہ تن سے کرے سر جدا ۔ تو پہونچا وہی پھر بحکمِ خدا
جو پھینکا اُسے بر سرِ کوہسار ۔ ہوا ریزہ ریزہ وہ شکلِ غبار
ملی اُس بلا سے جو اُسکو نجات ۔ گھسا قعرِ دریا مین وہ خوش صفات
گیا پار یو نہین بحکمِ خدا ۔ مگر تارِ مو بھی کوئی تر نہ تھا
تو اسنے اُسکو دلایا یقین ۔ کوئی مردِ حق ہے یہ رحمت گزین

گیا وہ ہر اک مردِ کامل کے پاس ‌ ‌ ‌ ہر آزاد درویش و جاہل کے پاس

ملا ہر بد و نیک سے بار بار ‌ ‌ ‌ نشان کچھ نہ اُسکا ملا زینہار

مین اُسوقت اسدرجہ بیمار تھا ‌ ‌ ‌ کہ باہر نکلنے مین بھی عار تھا

نہ آیا جو وہ گل نظر بزم مین ‌ ‌ ‌ بدل کر گیا بھیس ہر بزم مین

مین سنتا تھا ہر وقت یہ ماجرا ‌ ‌ ‌ مخاطب نہ ہوتا تھا سُنکر ذرا

فنا ہین جو اللہ کی ذات مین ‌ ‌ ‌ نہین دخل دیتے کسی بات مین

جو پہونچے انھین حکمِ منشائے ذات ‌ ‌ ‌ تو ہوتے ہین پابندِ امر و صفات

غرض ایک شب کو مین بیرونِ شہر ‌ ‌ ‌ ٹہلنے کی خاطر گیا سوے نہر

ہوا سرد تھی چاندنی رات تھی ‌ ‌ ‌ وہ بھیگی ہوئی شب مین اک بات تھی

قریب ایک بجنے کے تھا ناگہان ‌ ‌ ‌ کہ پیشِ نظر آئے دو نوجوان

اُنھون نے کیا جھک کے مجھکو سلام ‌ ‌ ‌ لگے پوچھنے پھر نشان و مقام

مگر غور سے مین نے دیکھا جو نہین ‌ ‌ ‌ تو دیکھا کہ ہی شاہِ تاج و نگین

کہا مین نے ہنسکر کہ ای کامران ‌ ‌ ‌ سزاوار تحسین ہی تو بے گمان

اٹھاتا ہی اس بھیس مین تو ملال ‌ ‌ ‌ کہ معلوم ہوتا رعایا کا حال

تو سلطان ہی پہچانتا ہون تجھے ‌ ‌ ‌ کئی سال سے جانتا ہون تجھے

کہا اسنے حضرت چپ کی [illegible] — [illegible] تھی ابتک مجھے گو بگو

کھلے جو بہم غنچہ ہاے ضمیر — چلے دل سے وہ صورت شہد و شیر

سنا کر پھر اسنے وہ احوال خواب — کہا چلیئے میرے محل کو شتاب

مگر مین نے انکار ظاہر کیا — مصالح سے بھی اسکے ماہر کیا

بہم عہد و پیمان ہوئے استوار — کسی پر نہ یہ راز ہو آشکار

کہا مین نے اے خسرو ذی شعور — بجورم خلایق سے ہوا ہین نفور

جو آنے کا ظاہر ہوا اہتمام — چلا جاؤنگا شہر سے لاکلام

اسی جا شب و روز ساکن ہون مین — دعا سے ہمیشہ معاون ہون مین

ضرورت پڑے جو کوئی ناگہان — یہی شخص ہو واسطہ درمیان

جو آنا ہو تو مطلع کیجیے — مجھے پہلے ہی سے خبر دیجیے

کہ ہو جائے غیرونسے خالی مکان — اسی وضع سے آئیے پھر وہان

نہ جز شب کبھی خود ادھر آئیے — خجل پیش یزدان نہ فرمائیے

ہین شہرت کا طالب نہین زینہار — نہ جب تک مجھے حکم دے کردگار

مجھے بھی رہیگا خیال حضور — بلاؤنگا عند الضرورت ضرور

اسی طرح اے شاہ عالی مقام — ملاقات ہوتی رہیگی مدام

غرض یہ کہ خفیہ بحکمِ الٓہ — کئی بار مجھ سے ملا ہو وہ شاہ
نہ ٹالے گا ہرگز مری بات کو — خدا چاہے تو آئے کل رات کو
یہ افسانے جسوقت طے ہو گئے — مسہری پہ دونون وہین سو گئے

انتظام

پلا ساقیا جامِ حُسنِ نظام — کہ دنیا ہو خود عالمِ انتظام
نہ جز حق کسی سمت رغبت ہو جب — دلاتی ہین یہ نعمتین یادِ رب
زن و مال و فرزند ہون بیشمار — توکل کسی پر نہ ہو زینہار
کسی سمت انسان مائل نہ ہو — خداوند سے اپنے غافل نہو
وہ مردے کہ جو عینِ تقدیر ہو — عیان صورتِ حُسنِ تدبیر ہو
مظاہر نہوتے جو محبوبِ ذات — پکڑتے نہ رنگِ تعدد صفات
وہ مردے کہ اسبابکو جان لون — علاجِ حوائج کو پہچان لون
یہ مانا نہ ہو کچھ ضرورت مجھے — ہو نفعِ خلائق پہ قدرت مجھے
ہین دنیا مین ایسے بہت اہلِ ناز — جو اپنی ضرورت سے ہین بے نیاز
وہ محتاجِ اغیار و طامع نہین — مگر دوسرے کو وہ نافع نہین
نہ دولت نہ عزت جسکا منہ اگر پھیرے — وہ کیا دعویِ ترکِ دنیا کرے

خدا دے جسے جمع سامان ناز — نہ ہو پھر کسی شر سے اُسکو نیاز
پھر اسپر خلائق کا ہمدرد ہو — وہ بیشک جہان مین جوانمرد ہو
جو صحرا و کہسار مین کاملین — ہوے جاکے تنہا عبادت گزین
وہ جو کچھ ہین اپنے لیے ہین فقط — نہین خلق کا اُن سے کچھ غم غلط
جو ہو باہمہ بے ہمہ دہر مین — رہے جاکے جا ہے وہ جس شہر مین
حضوری سے فائز ہوا جو حبیب — اُسے انجمن مین ہی خلوت نصیب
جو خلوت مین بھی ہو پریشان خیال — وہ روحِ مجرّد بنے کیا مجال
جسے مطمئن قلب حاصل ہوا — وہ اصحابِ خلوت مین داخل ہوا
بجا ایک سوتا ہی سارا جہان — مہ و نجم ہین دیدۂ پاسبان
بنی رات چادر بد و نیک کی — نہین کچھ خبر ایک کو ایک کی
دھوان اوس کا خوب چھایا ہوا — دماغِ ہوا مین سمایا ہوا
سرِ بام بیٹھا ہی پرستیظیم (شبنم) — بغل مین وہی رشکِ ماہِ منیر
طبیعت نہین ٹھنڈ سے گو نفور — ہوا سرد ہونے لگی ہی ضرور
کہا طیبہ نے کہ ای ذی نشان — نہ آیا ابھی تک وہ شاہِ جہان
کہا خط ملا تھا اُسے شام کو — مگر چھوڑ دیگا وہ ہر کام کو

کسی ہو یہی خاطرِ شاہ مین — مین ہون وقف اللہ کی راہ مین
بڑا حافظ العہد ہی وہ سخی — نہ بھولے گا وعدے کو اپنے کبھی
اسی گفتگو مین ہین دونون قمر — کسی نے وہ کھڑکائی زنجیرِ در
اتر کر گیا جلد جو بے نظیر — تو دیکھا کہ ہی خسروِ شیرگیر
گلیمِ سیہ مین نہفتہ وہ شاہ — کہ ابرِ سیہ مین فروزندہ ماہ
اسی دم اُسے لے گیا بام پر — چھپی ایک حجرے مین وہ سیمبر
فواکہ مین موجود جو کچھ وہان — وہ دونون نے باہم کیے نوشِجان
ہوا مطمئن جو شہِ نیکدل — چراغِ تکلّم ہوا مشتعل
کہا شاہ نے پھر کہ ای حق نشان — پڑی آپ پر کیا مصیبت یہان
جو خادم کو اپنے کیا یاد آج — بجا لاؤن جو کچھ ہو ارشاد آج
کہا اُسنے ای خسروِ سلمین — ترا پاسبان ہو خدائے امین
تو گو رشکِ جمشید و کاؤس ہی — فقیرون سے اسدرجہ مانوس ہی
غریبون کو خاطر مین لاتا ہی کون — امارت مین یہ درد اُٹھاتا ہی کون
خدا گنج و حکمت تجھے اور دے — جو مانگے وہ تجھکو بہر طور دے
مرا خواب یہ ہی مرا حال یہ — ان اہلِ ولایت کے اعمال یہ

نہ معلوم نکلا ہون کیون گھر سے مین ۔۔۔ یہان پھر گیا حکم دادیستے مین

نشان پھر دیا اک بڑے گنج کا ۔۔۔ کہا اجر ہی یہ بحکم خدا

اگر مان لیگا تو پیر سخن ۔۔۔ محافظ ترا ہوگا وہ ذوالمنن

نہان دل مین رکھنا یہ رازِ نہان ۔۔۔ کہ عبرت کے قابل ہی یہ داستان

کہا طیبہ سے بیان کر تو حال ۔۔۔ مگر دور ہو تیرا رنج و ملال

یہ افسانہ جبدم سُنے شاہ نے ۔۔۔ کیا اُسکو آمادہ اللہ نے

کہا روکے ای مرشدِ عالمین ۔۔۔ یہانتک ہوے بدعتی یہ لعین

مرا واقعہ ہی یہ کل رات کا ۔۔۔ سرِ مو نہین فرق اک بات کا

مناسب سمجھیے جو کچھ انتظام ۔۔۔ ہو درپردہ اس امر کا اہتمام

جو کچھ اس مین امداد درکار ہی ۔۔۔ یہ خادم رفاقت کو تیار ہی

مری جان بھی جائے اسمین مگر ۔۔۔ ہو تعمیلِ ارشادِ خیرالبشر

نہانی جو کچھ مشورہ ہوگیا ۔۔۔ نہ جانا کسی نے اُسے جز خدا

سوِ خانہ راہی ہوا بادشاہ ۔۔۔ طلبگارِ تائید و فضلِ الٰہ

نہ ہو راز کی تا کسی کو خبر ۔۔۔ سبب اُسنے پیدا کیے ڈھونڈھکر

غرض حسبِ دلخواہ کل انتظام ۔۔۔ کئی ماہ مین ہوگیا لاکلام

ہوے حکمِ رب سے جو غم سے رہا ۔ ہوے سب وہ مصروفِ شکرِ خدا

جذب

پلا ساقیا راحِ فوز المبین ۔ رَاَیۡتُہُمۡ لِیۡ سَاجِدِیۡن

ترے حکم سے جو گرون چاہ مین ۔ ہون محبوب تر تیری درگاہ مین

ترا جذبِ روحی ہیامی رہے ۔ کنوئین مین بھی یوسفؑ گرامی رہے

اگر کھوٹے درمون کو بیچے مجھے ۔ تو کیا غم کہ ہی کل یہ قدرت تجھے

غلامی مین یوسفؑ کو پائے اگر ۔ کرے کشورِ مصر کا تاجور

اثر دے اگر قلبِ بیتاب مین ۔ زلیخا کو تڑپا دے تو خواب مین

نہ ہو آتشِ شوق جو مشتعل ۔ تو کھینچے تجھے کس طرح جذبِ دل

مشیت سے تیری جو ہو ممتحن ۔ ہو رشکِ مہ چاردہ پیرزن

کرے خیر کو شر تو شر کو صلاح ۔ تو حاکم ہی سب کچھ ہی تجھکو مباح

کرے حسن ذم کو تو کیا ریب ہی ۔ جسے تو کہے عیب وہ عیب ہی

سمائے نہ جب کچھ بھی اوہام مین ۔ کوئی دخل دے کیا ترے کام مین

خداوند غالب ہی ناصر ہی تو ۔ غرض یہ کہ ہر شی پہ قادر ہی تو

تو پھر کس لیے رنجِ ماضی رہے ۔ بشر تیری مرضی پہ راضی رہے

[illegible] دل [illegible] جو | تو رکتا ہو تو [illegible]
بجے تھے شب کو [illegible] قریب | ہو فارغ [illegible]
پہر رات سے کچھ ہو باقی ابھی | [illegible]
[illegible] کا | [illegible]
نہ سویا تھا اسوقت تو منتظر | مگر نیند آتی [illegible]
تو دیکھا نجوم و مہ و آفتاب | جھکے سب ہیں [illegible] آگے [illegible]
[illegible] | ہوا ایک [illegible]
تو دیکھا فلک پر چمکتا ہو ماہ | قریب اُسکے [illegible]
وہی [illegible] فلک مشتری | ہوئے جمع قدرت سے [illegible]
یہ تینوں نکلتے ہین پیشِ قمر | فرحناک و مسرور با یکدگر
کوئی کہہ رہا ہے جو اسپر ہو ماہ | جو ہے کشورِ حسن و عصمت کی شاہ
یہ تینوں ستارے ہیں فرزند نیک | کہ ہر ایک سے [illegible]
نہ معلوم غافل ہے کیوں منتظر | تعجب [illegible] بحکمِ قدیر
جو چونکا وہ دلدادہ وقتِ سحر | نہیں اُسکے قابو میں تاب و جگر
سحابِ الم قلب پر چھا گیا | اُٹھا درد سینے میں گھبرا گیا

بعد اکتا گیا دل وہم سر وسے | پڑھی یہ غزل جوش ہین درد سے

غزل

یہ بسمل ہون کس بے خبر کے لیے | تڑپتی ہین آہین اثر کے لئے

غذا بن گیا ہی ترا درد و غم | یہ دل کے لیے وہ جگر کے لیے

کبھی تو ہونگا تری گردِ راہ | جو نکلا ہون گھر سے سفر کے لیے

شب و روز کھاتا ہی چکّر فلک | خدا جانے کس فتنہ گر کے لیے

بڑھا وصل سے اور بھی سوزِ عشق | یہ رونا رہا عمر بھر کے لیے

ترے زورِ قدرت کے قربان ہون | بشر جی سے جائے بشر کے لیے

تڑپتے ہین کب سے سرِ راہ ہم | تری ایک ترچھی نظر کے لیے

نہین پھر کے آتا کوئی نامہ بر | وہان کسکو بھیجون خبر کے لیے

دمِ واپسین کیا بلاؤن تجھے | مین کیون طول دون مختصر کے لیے

ہوا اند تون ہین تری گردِ راہ | یہ سر تھا اسی رہگزر کے لیے

ہو کیا فکر اس غم مین ای بےنظیر | ادھر کے لیے یا ادھر کے لیے

یہ نہین پڑھ رہا ہی اسے بار بار | طبیعت ہی بیچین دل بیقرار

وہین دل پہ القا ہوا بر محل | اگر ہو چکا ہی یہ حکمِ ازل

تو کیون حسنِ ظاہر کا عاشق ہون — [illegible]

خدا پر اگر قلب ہو مطمئن — تو کیون بیقراری ہو یہ رات دن

طلب پر جو خامی کا آتا نہ داغ — تو اس جستجو سے بھی ہوتا فراغ

ہوا ہی مجھے تجربون سے یقین — کہ سب کچھ ہے دنیا مگر کچھ نہین

جو حق کی طرف ہو رخِ آرزو — تو لیلا کو مجنون کی ہو جستجو

مشیت مین اُسکی جو طے ہو چکا — یقینًا وہ ہو گا بحکمِ خدا

تو پھر کس لیے اُسکے طالب نہین — متاعِ مقدر کے کاسب نہین

مگر طے کرو ان دشتِ خوف و رجا — ہوتا کوشش و سعی کا حق ادا

اجازت

پلا ساقیا بادۂ دردِ دل — کہ عاشق نہ ہو گا کبھی منفعل

دیے جا وہی ساغرِ راحِ روح — کہ ہو ساغرِ دل بھی عین الفتوح

چھلکتا ہوا دے وہ جامِ شراب — کہ پیدا ہو پیری مین جوشِ شباب

ہون گو تازہ وارد نہین کوئی غیر — الٰہی خیر بھی کوئی جام مستو ملکی خیر

چھکاتا نہین کیون تو پیہم مجھے — سمجھتا نہین کیا تو محرم مجھے

کوئی بات مستی سے خالی نہین — طبیعت مگر لا اُبالی نہین

ازل سے ہی گو بادہ نوشی شعار — مین بدمست ہوتا نہین زینہار

کبھی خُم کے خُم بھی چڑھاتا نہین — مگر نشہ مین بڑبڑاتا نہین

مرے ظرف کی تا خبر ہو تجھے — ترا حوصلہ دیکھنا ہی مجھے

بنا جام اخلاص بے اشتباہ — ذرا ئم پہ میرے نہ کر تو نگاہ

مین گو سب سے بدتر ہون پر خوب ہون — ازل ہی سے محبوبِ محبوب ہون

وہ احسان شاہِ خوش انجام کا — ذریعہ ہوا دل کے آرام کا

نہ کیون وہ حسن ہو اللہ کے کام کی — کہ اس مین حمیت ہو اسلام کی

یہ ملجائے دین مرجعِ مؤمنان — شب و روز اسلام کا پاسبان

حریم [illegible] مدینے مین بغداد مین — دعا گو ہین سب آپ کی یاد مین

کہین ہون زمانے مین ارباب دین — وہ اس خوانِ نعمت کے ہین ریزہ چین

مشائخ فقیر اہلِ علم و ہنر — ہزارون اسی در سے ہین بہرہ ور

سلاطین گو اس سے عاری نہین — پر ایسی کہین خیر جاری نہین

شجاعت مین شیر افگن و شیر دل — سخاوت مین حاتم صفت سیر دل

خداوندِ عالم کا یہ حق شناس — شب و روز سرگرم حمد و سپاس

خودی یا لحاظِ من و تو نہین — شیاطین کا اسپہ قابو نہین

بزرگانِ دین سے اسے ساز و باز — ادب سنج طینت مین دل مین نیاز

کریم و جوانمرد و روشن خیال — جمیل و خردمند و صاحب جلال

نظر ہو بسیط اسکی ہر راز مین — غرض فرد ہو اپنے انداز مین

الٰہی یہ سلطانِ عالی مقام — رہے پیروِ شرعِ خیر الانام

عطا کر وفادار میر و وزیر — نہو دام اہلِ غرض مین اسیر

ہر اک چشمِ بد سے بچانا اِسے — جگہ آنکھ مین دے زمانا اِسے

مشیر اِسکے دل سے بہی خواہ ہون — رفیق اِسکے سارے حق آگاہ ہون

الٰہی اِسے حسنِ تمیز دے — جو محبوب ہو تجھکو وہ چیز دے

ہر اک عزم مین اپنے ہو کامیاب — رہین اِسکے فتح و ظفر ہمرکاب

مدام اسپہ انعام باری رہے — خلائق مین فیض اسکا جاری رہے

ملے صدقِ بوبکرؓ و شانِ عمرؓ — ملے زہدِ الیاسؑ و عمرِ خضرؑ

ملے حلمِ عثمانؓ و زورِ علیؓ — ملے گنجِ توحید و عشقِ نبیؐ

غرض ہر عمل اسکا مرغوب ہو — یہ سلطانِ عالم کا محبوب ہو

جو اس سلطنت پر خدا سے ڈرے — نہ کیون فخر اسلام اسپر کرے

یہ صاحب یقین صاحبِ عزّ و جاہ — شب و روز پابندِ حلمِ الٰہ

حقائق شناس و حق اندیش ہی — لباسِ شہی مین یہ درویش ہی
مرے ساتھ ہی جو یہ حسنِ نیاز — ہی یہ سب عطائے خداوندِ راز
الٰہی یہ سلطان بحقِ کرام — رہے دینِ خالص کا حامی مدام
چلی توپ بجنے لگا وہ گجر — ہوے نغمہ زن طائرانِ سحر
مؤذن نے ہمراہِ ناقوسِ دیر — کہا اَلصَّلٰوۃُ مِنَ النَّوْمِ خَیر
مذاہب کے پابند اہلِ صفا — اُٹھے محوِ تمجید و حمدِ خدا
اُٹھی طیبہ ہمرہِ بینظیر — ثنا خوانِ الطافِ ربِّ قدیر
ہوا حرف زن وہ شہ ارجمند — ازل سے ہی اک شکل خاطر پسند
مجھے رات دن ہی اُسی کی طلب — ہوا ارادہ مین پر یہ فرمانِ رب
اسی فرد کی رحمتِ خاص سے — ہوئی اُسکی تعمیل خلاص سے
کوئی تجھ سے بڑھ کر ہو کیا باوفا — کہ شاہد ہو عصمت کا جسکی خدا
نہ عاشق ہون مین کیون تری چاہ کا — عطیہ ہی تو خاص اللہ کا
کہانتک کرون مین سپاسِ کریم — دیا جسنے مجھکو یہ فوزاً العظیم
نہ ہوتا طلب مین جو نقصان کچھ — نہ ہوتا مین غم سے پریشان کچھ
خدا نے بھی چاہا جو ای رشکِ حور — ارادے کو پورا کرونگا ضرور

نہ آؤنگا جب تک مین ای گلعذار | رہیگا یہ سلطان خدمتگزار
خوشی سے اجازت مجھے دیجیے | جو منظور ہو عہد وہ سب لیجیے
جمیلہ سے وہ سُن چکی تھی جو حال | یہ سمجھی کہ رکنا ہے اسکا محال
کہا سنگ چھاتی پہ دھر لیگا کون | خوشی سے اجازت تمھین دیگا کون
خواتینِ باعصمت و باحیا | سمجھتی ہین شوہر کو بعدِ خدا
نہین تم سے پیاری مجھے کوئی شی | تمھین جب نہو پھر تو کیا لطف ہی
ابھی سے دمِ ہجر بھرتے ہو کیون | مجھے زندہ درگور کرتے ہو کیون
ملے کب خدا جانے وہ مہ جبین | مین تڑپون یہان تا دمِ واپسین
کہا مجھکو مہلت دو اک سال کی | یہی حد ہے اس جہد و اشکال کی
یقینًا ہوا تھا مجھے یہ خطاب | ملے بعد اسکے جواہر شتاب
مجھے کامیابی کی ہے سب خبر | کہ ٹلتا نہین حکمِ خیر البشر
یہ سنکر اُسے ہو گیا یہ یقین | کہ لاریب جلد آئیگا یہ حسین
کہا مجھکو پہلے یہ پیمان دو | مرے سامنے سرپہ قرآن دو
کہ جب تک نہ پہونچے تو میرے حضور | رہونگا مین وصلِ جواہر سے دور
کہا ہے ابھی سے جو یہ بندوبست | سمجھتی ہو کیا مجھکو شہوت پرست

[illegible] | [illegible]

اگر تم نہ سمجھوگی اسکو [illegible] | [illegible] قیامت [illegible]

ضرورت نہیں کچھ [illegible] | مجھے پاس رکھنا ہی اپنی ضرور

[illegible] | [illegible] اسکو ہوگا ملال

[illegible] | [illegible] رخصت [illegible]

اگر [illegible] | جمیلہ کو [illegible] جدا

جمیلہ کی ماں اور [illegible] | [illegible]

یہ خادم رہے میرے نزدیک [illegible] | عوض [illegible] دونگا انھیں میں ضرور

نہیں جانتے یہ فریب و دغا | نہیں [illegible] جانتے ہیں کچھ جز وفا

رہے انکا ہر دم لحاظ و ادب | مری جا سمجھنا جمیلہ کو اب

کسی وقت انسے نہ منھ موڑنا | نہ میرے رفیقوں کا دل توڑنا

نہ کرنا کسی فکر سے دل ملول | جو سلطان بھیجے وہ کرنا قبول

یکایک ضرورت ہو کوئی اگر | اسی وقت سلطان کو دینا خبر

یہاں چھوڑتا ہوں جتنے رفیق | رہو انپہ تم مثل مادر شفیق

کہا اسنے سب دل سے مرغوب ہی | کہ پیارے کی ہر چیز محبوب ہی

نہ معلوم جانا پڑے کتنی دور | رہین ساتھ دو چار خادم ضرور
کہا اُسنے مولا مرے ساتھ ہی | کہ دستِ خدا مین مرا ہاتھ ہی
نہین عشق مین حاجتِ سیم و زر | مگر دے خدا جذبِ دل مین اثر
کرین عاجزی ہم خدا کے حضور | کہ زیبا اُسی کو ہی کبر و غرور
جسے چاہے شیدا بنائے وہی | جسے چاہے لیلا بنائے وہی
غرض ہو چکا جب یہ سب اہتمام | روانہ ہوا خسروِ نیکنام

اشعر

پلا ساقیا بادۂ بے نظیر | کہ ہو جو اثر سے یہ روشن ضمیر
ہو وہ دخترِ رز اب میری ہمسار | جو آغوشِ زینت کا شیشے بھی ہار
طبیعت کو وہ گدگدانی رہے | اُمنگون پہ خاطر کو لاتی رہے
وہ گلرو ہوئی کیون حرم مین مقیم | یہ قصہ لکھون مین بطرزِ سلیم
بہت طول ہی مختصر کچھ لکھون | کہانتک لکھونگا مگر کچھ لکھون
دکھادون اداوا سے مین جنگِ عشق | ہین مجبور شریعت مین بھی ننگِ عشق
ہر اک لفظ مین جوشِ میخانہ ہو | صریرِ قلم شورِ مستانہ ہو
یہان عقل و ادراک ہی سب فضول | رہین مجھکو معذور اہلِ عقول

کرے لاکھ کوئی تمنائے عشق
من اللہ ہوتا ہی سودائے عشق

مین یہ راز ظاہر نہ کرتا کبھی
یہ قصتہ نہ ہرگز اُبھرتا کبھی

مگر حکم سے تیرے مجبور ہون
نہین تو ابھی مین بہت دور ہون

شریعت کا پابند ہون اس طرح
صفت ذات سے وصل ہو جس طرح

یہ ظاہر مجھے عشق سے کام کیا
مجھے کیا خبر بادہ کیا جام کیا

بہت پاک ہی قادرِ ذوالجلال
ہمین جسنے دونو مین بخشا کمال

ہراک تشنہ اس در کا محتاج ہی
طبیعت مری بحرِ موّاج ہی

ملا ظرفِ عالی کو لیکن یہ اوج
کہ ہر وقت قابو مین رہتی ہی موج

مرا جوشِ دل کوئی پاتا نہین
تموّج کے قابو مین آتا نہین

سلوک اسقدر رب پہ غالب ہوا
کہ ہر سالک ورند طالب ہوا

مگر یہ صحیفہ ہی مخصوصِ عشق
ہراک شعر اسکا ہی منصوصِ عشق

قوافی مین ایطا بھی ہو جو کہین
تو حُسنِ مضامین لبھائے وہین

مجھے حکم ہی پورا قصہ لکھون
محبت مین گزری ہی کیا کیا لکھون

تکلّم کی حالت تھی گو ناگزیر
مگر لطف دیتی ہی غائب ضمیر

رہے تا کہ در پردہ حُسنِ کلام
ضمیرین لکھین اسمین غائب تمام

حیلہ

اُٹھا ساقیا جامِ صہبائے ناب
کہانتک پھیرون دشتِ غم مین خراب

پلا ساغرِ عشق وہ بے مثال
کہ ٹپکے لگا ہونٹ سے رنگِ جلال

بنا نشۂ مے کو وجہِ سرور
ہے دنیا مین درکار حیلہ ضرور

گیا شمس جو تا بہ نصف النّہار
بنی سطحِ بحرِ روان شعلہ زار

ہوئے دھوپ سے گرم دشت و جبال
دکھانے لگا مہرِ تابان جلال

صف آرا شعاعون کا لشکر ہوا
درختون کا سایہ برابر ہوا

سنو حال اب شاہِ آفاق کا
بڑھا حوصلہ چشمِ مشتاق کا

چلا جاتا ہی اُٹھائے قدم
نہین کچھ رفیقون کے چھٹنے کا غم

گیا ہوگا کچھ دور شاہِ جہان
یکایک ملا دشتِ مازندران

وہ صحرا پُر از ہول و خوف و خطر
کفِ دست میدان آیا نظر

نہ پانی کہ تازہ ہو جانِ حزین
نہ سایہ کہ دم لے مسافر کہین

نہ جانے کا رستہ نہ جائے قیام
جدھر دیکھو سُنسان جنگل تمام

تھکا جو وہ شاہنشہِ نامدار
ہوا خستگی سے بہت بیقرار

نظر آئی جو شکلِ بیچارگی
زمین پر گیا بیٹھ یکبارگی

که اتنے مین مانندِ نخلِ کہن — دکھائی دیا شہ کو اک اہرمن
وہ غولِ بیابان اُسے دیکھکر — یہ سمجھا دیا حق نے حلوائے تر
بڑھا کھول کر منھ سوئے پادشاہ — مگر ملتے ہی اُس حزین سے نگاہ
جلالِ محبت اثر کر گیا — وہ ہستی سے اپنی سفر کر گیا
گرا ہوکے بیخود وہین خاک پر — یہ دیکھا تو اُٹھا شہِ دادگر
زراہِ ترحم زراہِ کرم — گیا پڑھ کے اُسوقت کچھ اُسپہ دم
اُسے ہوش آیا تو پروانہ وار — ہوا اُس چراغِ کرم پر نثار
چڑھا کر اُسے دوش پر ناگہان — ہوا دشت سے شکلِ صرصر روان
گیا ہی ذری دور وہ باوفا — کہ دیوون کا لشکر نمایان ہوا
پیادہ ہوئے سب اُسے دیکھکر — تو سمجھا وہ شاہنشہِ دادگر
کہ بیشک یہ دیوون کا سردار ہی — مری دوستی کے سزاوار ہی
بہت کام نکلین گے اس سے یہان — اسی فکر مین ہی شہِ دو جہان
کہ اُس دیو نے آن کی آن مین — اُتارا اُسے لا کے ایوان مین
ہوا گرم سامانِ عیش و نشاط — بڑھانے لگا دمبدم ارتباط
کہا شہ نے تو کون ہی کیا ہی نام — کہا اُسنے اے شاہِ عالی مقام

مین ہون دیو حیلہ مرا نام ہی
حفاظت یہان کی مرا کام ہی

ہین جتنے یہ باشندۂ دیو سار
تنومند مانندِ نخلِ چنار

مرے زیرِ فرمان ہین ای شاہِ دین
کسی بات مین عذر انکو نہین

یہان کو وہ پیکر ہی رہتے ہین سب
اسی سے ہمین دیو کہتے ہین سب

گیا تھا سوِ دشت بہرِ شکار
ہوا آپ سے راستے مین دوچار

مگر جب سے ہین اس تحیر مین ہون
گرفتارِ بندِ تفکر مین ہون

کہ کیا اس سفر کا بہانا ہوا
یہان آپ کا کیونکر آنا ہوا

سنائی اُسے شہ نے کل داستان
کیا رازِ پوشیدہ سارا عیان

یہ سب کہہ چکا جو شہِ خوش نہاد
گرا اُسکے قدمون پہ وہ دیوزاد

اُٹھا کر سر اُسکا شہنشاہ نے
گلے سے لگایا بڑے پیار سے

کہا اُسنے ہون سخت نادم حضور
مجھے سمجھین پر اپنا خادم حضور

محبت کا دل سے خریدار ہون
اشارے پہ مرنے کو تیار ہون

ہزارون ہمہ جہان آپ جلوہ فروش
ہر خدمت کو حاضر یہ حلقہ بگوش

یہ کہکر کیا یاد خاصہ شتاب
اٹھا پیش سلطانِ عالی جناب

شہِ دوجہان نے تناول کیا
دلش اپنا سب کو تبرک دیا

رہا کچھ دنون جو وہان وہ امیر ہوئے مرد وزن سارے فرمان پذیر

بلا کر یہ حیلہ سے اک دن کہا کہ اس سرزمین پر بہت مین رہا

ارادہ ہی چندے سفر کیجیے کہین چل کے کچھ دن بسر کیجیے

یہ سُن کر بہت عذر اُسنے کیے نہ مانا کوئی شاہِ آفاق نے

کہا اُسنے ای شاہِ میر و وزیر بہر حال ہون مین تو فرمان پذیر

نہین آج شب بھی بسر کیجیے دم صبح عزم سفر کیجیے

یہان سے ہی نزدیک اک ملک قاف بہت پر فضا ہی بہت پاک و صاف

وہان کے ہین انسان جیسے حسین کہین ایسے دنیا مین ہوتے نہین

کہ وہ جارجیہ کا ہی ملک سرد پری عورتین ہین پری زاد مرد

نہین مفلسی کا بھی نام ونشان جو اہر پری ہی وہان حکمران

غضب شوخ و آفت ہی فتنہ شریر نہین حُسن مین کوئی اُسکا نظیر

وہان کی بھی کچھ سیر فرمائیے جہان چاہیے جی پھر وہان جائیے

پھرین آپ کاندھے پہ میرے سوار مین ہر وقت ہر جا ہون خدمتگزار

کہا شہ نے بہتر ہی یہ بھی سہی
وہین چل کے دیکھین ذرا دل لگی

ملکِ قاف

صبوحی پلا ساقیا زود تر ‏ کہ ہو عین مستی میں عزمِ سفر

وہ مے دے کہ گو مستِ صہبا رہوں ‏ جو بہکوں بھی تو راہ پر آرہوں

اٹھا جامِ زر دور کر یہ حجاب ‏ سراپا بنا مجھکو روحِ شراب

شبِ مہ کی ٹھنڈی ہوئیں گرمیاں ‏ شعاعیں دکھانے لگیں شوخیاں

دمِ صبح سیندور اڑانے لگا ‏ چراغِ کواکب بجھانے لگا

اٹھانے لگا مہرِ تاباں نقاب ‏ تجلی میں چھپنے لگا ماہتاب

زمانے پہ چھایا جو رنگِ سحر ‏ وہاں سے کیا شہ نے عزمِ سفر

اڑا لیکے وہ دیوِ مازندران ‏ ہوا پانچویں روز داخل جہاں

نظر آیا اک شہر مینو سرشت ‏ سواد اسکا رشکِ ریاضِ بہشت

ٹہلتی ہے بادِ بہاری کہیں ‏ پہاڑوں سے چشمے ہیں جاری کہیں

کہیں لالہ خودرو کہیں ارغوان ‏ کہیں سنبلِ تر کہیں زعفران

غرض ہر طرف وادی و مرغزار ‏ درختانِ سرسبز تازہ بہار

جو یہ عالمِ لطف آیا نظر ‏ تو اترا وہیں وہ شہِ نامور

ہوئی محوِ نظارہ چشمِ حباب ‏ بڑھی بہرِ پابوس ہر موجِ آب

لبِ جوتہِ نخل وہ بیٹھ کر — لگا دیکھنے جانبِ بحر و بر

کہین اُڑتے ہین ڈالیون پر پرند — کہین سبزہ پر دوڑتے ہین چرند

لگا ہونے اُسکی یہ چھایا اثر — کہ تسخیر ہر سو ہوئی جلوہ گر

پھنسے دامِ اُلفت مین سب وحش و دام — غزالان صحرا ہوئے اُسکے رام

نکل کر سرِ ریگ بیتاب سی — تڑپنے لگی ماہیِ آب بھی

بہت سیر سے دل کو فرحت ہوئی — ہوا خوشیِ خاطر سے [illegible]

اسی طرح وہ شاہِ عالی مقام — رہا گرمِ نظارہ تا وقتِ شام

پلا ساقیا مے ترے دم کی خیر — کہ مستی مین ہو [illegible] کی سیر

اُٹھا جام کر زود تر کامیاب — نہین تو کہان پھر یہ عہدِ شباب

مئے وصل سے کر مجھے بے خبر — قریب آ گئی شامِ غفلت نگر

شفق کی وہ سرخی ہوئی آشکار — سنہرا ہوا قلۂ کوہسار

لگا کرنے حل آسمان زعفران — بسنتی ہوئی سطحِ آبِ روان

کنارِ فلک آ گیا آفتاب — روانی سے رکنے لگی موجِ آب

یہ دیکھا تو سلطانِ عالی گہر — بڑھا جانبِ شہر مثلِ نظر

ہوا چوک کی سمت پہلے گزر | تو دیکھا برنگِ عروسِ بہار
جب و راست آراستہ ہر دکان | ٹہلتے ہیں سرمست کیا کیا جوان
عمائد بھی کچھ شہر کے ذی وقار | چلے جا رہے ہیں فٹن پر سوار
بہت گلرخوں کو بٹھائے ہوے | وہ جاتے ہیں ولنٹ اڑائے ہوے
وہ نازک حسین جنکی عالم میں دھوم | ہیں ان سب کا اس پارک میں کیا ہجوم
وہ پھولوں کی کلغی لگائے ہوے | نزاکت سے چابک اٹھائے ہوے
نظر آتی ہے شانِ حسن آفرین | ہوا کھانے نکلے ہیں کیا کیا حسین
کھڑے ہیں وہ مالی ادھر بیشمار | لیے کامنی اور سیوتی کے ہار
وہ پھولوں کے گجرے مہکتے ہوے | گلوں کے گلے میں چمکتے ہوے
چلے آتے ہیں وہ ہزاروں لنگار | مزے لوٹتی ہے نظر بار بار
تماشائیوں کا ہے یہ ازدحام | کہ چھلتے ہیں کاندھوں سے کاندھے تمام
حسینوں کا جھرمٹ جدھر دیکھیے | نظر کو یہ حیرت کدھر دیکھیے
بسا عطر میں یہ ہر اک کا لباس | معطر ہو جس سے دماغِ قیاس
یکایک تفرج کناں وہ جری | گیا سوئے قصرِ جواہر پری
جھروکے سے تھی وہ تماشا کناں | پڑی اس جوان پر نظر ناگہاں

تو دیکھا کہ رشکِ مہ و آفتاب — ہے اک نوجوان مستِ حُسنِ شباب

نئی وضع ہے طرفہ انداز ہے — ہر اک گام پر فتنہ پرداز ہے

بنائے ہوئے جوگیون کا وہ بھیس — نہ معلوم چھوڑے ہے کیون اپنا دیس

فقیری مین بھی ہے عجب عزّ و جاہ — مقرّر کسی ملک کا ہے یہ شاہ

ہے گو گرد مین روشنی رُخ کی ماند — چھپا ہے کہین خاک ڈالے سے چاند

بلا کی ہے چنچل بل غضب کی اُمنگ — نگاہین لگاتی ہین دل پر خدنگ

یہ دیکھا تو رخصت ہوئے صبر و ہوش — گری کھا کے غش وہ بتِ خود فروش

انیسون جلیسون نے اُٹھکر شتاب — سونگھایا اُسے عطر چھڑکا گلاب

اُسے ہوش آیا تو بے اختیار — ہوئی کھینچ کر ایک آہ اشکبار

لگے گھٹنے صبر و تسکین بڑھا دردِ دل — ہوئی کثرتِ گریہ سے مضمحل

کھٹکنے لگا سینے مین خارِ غم — چُبھا دل مین پیکانِ تیرِ الم

ستانے لگا خود بخود اضطراب — ہوا کارگر عشقِ خانہ خراب

ہوئی اُسکے ملنے کی حسرت کمال — لگا چٹکیان لینے شوقِ وصال

تھی ایک اُسکی ہمراز گو ہر پری — الگ کر کے اُسکو یہ کہنے لگی

کہ اس نوجوان نے تو مارا مجھے — ملا اُس سے جلدی خدارا مجھے

نہ لائیگی اُسکو تو مرجاؤن گی — تڑپ کر مین جی سے گزر جاؤنگی

عوض اسکے دونگی زر و ملک و مال — کرونگی تجھے ہر طرح سے نہال

وہ کہنے لگی خیر جاتی ہون مین — جو آتا ہی تو ساتھ لاتی ہون مین

مگر لاؤبالی ہی وہ نوجوان — مین کیونکر کہون آئیگا خود یہان

چلی وہ پری زاد محشر خرام — ادب سے کیا جا کے اُسکو سلام

کہا شاہ جی کیونکر آئے یہان — کہان جائیے گا ہی آسن کہان

تکلف نہ ہو تو ذرا آئیے — وہان تک قدم رنجہ فرمائیے

نظر آتا ہی جو محل سامنے — سجا ہی اُسے خوب خدام نے

یہی آرزو ہی کہ اب وہ مکان — بنے فیضِ مقدم سے رشکِ جنان

کہا شہ نے چل دور ہو ای پری — کسی اور سے جا کے کر دل لگی

فقیرون کو کیا اہلِ دنیا سے کام — ہی ایسی تواضع کو میرا سلام

کہا اُسنے ای مالکِ دوسرا — ہی اس بات سے یہ مرا مدعا

جھروکے مین تھی شاہزادی ابھی — نظر آپ پر اُسکی ناگہ پڑی

سمجھکر مسافر یہ مجھ سے کہا — کہ تو شاہ صاحب کو جا جلد لا

وہ آئین تو ہو سرفرازی ہمین — کہ واجب ہی مہمان نوازی ہمین

مرے گھر میں ہوں جو وہ رونق فزا | یہ غم خانہ بن جائے عشرت سرا
فقیروں سے ہے اسکو اُلفت بہت | ہے واللہ مشتاق خدمت بہت
کہا اُس جوان نے کہ او بیسوا | خوشامد سے مجھکو لبھاتی ہے کیا
کہاں شاہزادی وہ رشکِ چمن | کہاں میں مسافر غریب الوطن
پریشان دلی میں کہاں یہ ہوس | کہ بیٹھوں میں جاکر کسی گل کے پاس
نہیں اُسکے ملنے کی پروا مجھے | اگر وہ ہے مشتاق تو کیا مجھے
کسی سے غرض مجھکو اصلا نہیں | مگر دل نہ ٹوٹے کسی کا کہیں
اگر واقعی دل سے یہ بات ہے | کہ منظور اُسکو ملاقات ہے
تو خود آکے مل جائے مجھسے یہاں | نہیں دم میں وہ گل کہاں میں کہاں
مسافر فقیر اور دل بے قرار | پھر ایسوں کے رہنے کا کیا اعتبار
طبیعت کا ایا جدھر پاؤنگا | یونہیں سیر کرتا چلا جاؤنگا
یہ سنکر ہوئی دنگ وہ حیلہ جو | کہا جاکے اُس سے کہ اے شمع رو
نہیں تجھکو یہ ناز امیری میں بھی | بہت دور ہے وہ فقیری میں بھی
میں کہتی تھی تجھ سے نہ آئیگا وہ | مجھے چٹکیوں میں اُڑائیگا وہ
کہا تھا یہ گو نکرِ انجام نے | وہی بات آئی مگر سامنے

سخن معجزہ سحر گفتار ہی ۔ مگر ایک ہی شوخ و عیار ہی
ہین واری گئی جانے دے یہ خیال ۔ ہو ایسے کے ہاتھو نسے جینا محال
نہین میرے کہنے کا اُسکو یقین ۔ تجھی کو بلاتا ہو ظالم وہین
کہا اُسنے جو ہونی ہو اب سو ہو ۔ نہین تاب لیکن دلِ زار کو
پرکھتی نہین بات کھوٹی کھری ۔ ذرا دل ہین اپنے سمجھ اے پری
فقیر ایسے ہوتے ہین نازک مزاج ۔ ہو بیشک کوئی صاحبِ تخت و تاج
وہ آتا نہین تو مین خود جاؤنگی ۔ اُسے دل مین بہلا کے لے آؤنگی
یہ کہکر مکان سے بحالِ تباہ ۔ اُٹھی یک بیک صورتِ دودِ آہ
وہ گوہر کو لے کر روانہ ہوئی ۔ قدمبوسِ شاہِ زمانہ ہوئی
ہوئی پاؤن پر رکھ کے سر اشکبار ۔ یہ کی عرض اے مایۂ افتخار
یہ کیون آپکو مجھسے وحشت ہوئی ۔ یہ کیون کفش خانہ سے نفرت ہوئی
یہ سچ ہو مین خدمت کے قابل نہین ۔ کسی طرح صحبت کے قابل نہین
مگر آپ کو تو کرم چاہیے ۔ غریبون کا بھی درد و غم چاہیے
کہان ایسے ہم لونڈیون کے نصیب ۔ کہ اُلفت سے جھکا ہین حضرت قریب
ہر پر یہ ہوس بن کے خدمتگزار ۔ کرین دولت و دین و دل سب نثار

یہ سن کر ہنسا خسروِ بے نظیر
کہا اُس سے ہم تو ہین مردِ فقیر

دیا چھوڑ اپنا ہی جب تخت و تاج
تو پھر کیا کسی کی ہمین احتیاج

کہا آپ اب فخرِ آفاق ہین
سلاطینِ آفاق مشتاق ہین

خدا رکھے ہین آپ کو بے غرض
نہین دوستی دشمنی سے غرض

مجھے تو ہی اپنی محبت سے کام
کہ بے عشق ہی زندگانی حرام

ضرور آپ کو گھر مین لیجاؤنگی
نہین منھ کسی کو نہ دکھلاؤنگی

کوئی اور صورت نکالونگی مین
منگا کر ابھی زہر کھالونگی مین

خدا نے کیا آپ پر یہ کرم
نہ رکھیئے روا عاجزون پر ستم

یہ مانا کیا مجھکو خانہ خراب
خدا کو بھی دینا ہی اکدن جواب

کہا شہ نے اس سے غرض کچھ نہین
ہین پر بندۂ عشق ہم اے حسین

ترے دل مین ہی درد و سوز و گداز
نہین تجھ سے کچھ اب ہمین احتراز

جسے ہم سے اُلفت ہو وہ خوب ہی
محبت کی گالی بھی مرغوب ہی

جواہر یہ بولی کہ گو ہون کنیز
بنون خادمہ کب مجھے یہ تمیز

مگر آپ بندہ نوازی کرین
مرے درد کی چارہ سازی کرین

ہون رونق فزا چل کے ایوان مین
کرین سیرِ خوبان پرستان مین

یہ سن کر اُٹھا وہ شہِ خوش نہاد ۔ چلا صورتِ موجِ بادِ مراد
پری قاف کی دیوِ مازندران ۔ ادب سے ہوئے ساتھ اُسکے روان
اسی طرح وہ سب کی سب آن مین ۔ ہوے جلوہ گر آکے ایوان مین
غرض دیکھتا بھالتا ہر مکان ۔ سرِ بام پہونچا وہ شاہِ جہان
تو دیکھا کہ وہ صاف ہے اسقدر ۔ نگاہین پھسلتی ہین دیوار پر
کنول جھاڑ فانوس ہانڈی گلاس ۔ ہر اک وضع کے آئینے بقیاس
لگے ہین قرینے سے سب جا بجا ۔ جنان کی طرح سارا کمرہ سجا
چڑھین بتّیان مشک و کافور کی ۔ تجلّی ہر اک شمع مین نور کی
نبتّ منقّش در و بام سب ۔ مہیّا ہر اک سازِ عیش و طرب
تکلّف کے اسباب پہلے ہی سے ۔ زیادہ ضرورت سے موجود تھے
جو شہ کو پسند آگیا وہ مکان ۔ اُسی جا کیا خاصہ بھی نوشِ جان
وہین دیر تک گرم صحبت رہی ۔ بہم رسمِ حرف و حکایت رہی
فراغت ہوئی جشن راحت سے جب ۔ ذرا دیر کو سو رہے سب کے سب

نقشِ سلیمان

پلا ساقیا جامِ فرحت اثر ۔ کہ اُٹھا رہی ہی نسیمِ سحر

بتا تجھ دو مست کر دل کو شاد
دکھا نشہ مین سیرِ باغِ مراد

اٹھا اب چھلک ساغرِ لالہ فام
کہ وصل سے کر مجھے شادکام

جو راہی ہوا کاروانِ نجوم
ہوئی آمدِ مہرِ تابان کی دھوم

شفق مین چمکنے لگی وہ کرن
سنہری ہوئی سقفِ چرخِ کہن

ملی روشنی مہر کے جام کو
اندھیرا نہ باقی رہا نام کو

جو ادہر اُٹھی بسترِ ناز سے
جگایا اُسے حُسنِ انداز سے

جو ان سے فارغ ہوا جب وہ شاہ
تو کہنے لگی اُس سے وہ رشکِ ماہ

ہی نقشِ سلیمان یہان ایک باغ
کہ رضوان کا جس سے ہو تازہ دماغ

کھلے ہین ہزارون طرح کے گلاب
وہان اور پھولون کا پھر کیا حساب

چہکتے ہین کیا بلبلِ خوش نوا
سُہانا یہی وقت ہی سیر کا

کہا شہ نے بہتر ہی چلیے ابھی
وہین چل کے بہلائین کچھ دیر جی

یہ کہکر اُٹھے دونون وہ بامراد
چلے جانبِ باغِ مینو سواد

ابھی ہین وہ گو کچھ گلستان سے دور
لگا کھینچنے دل کو لحنِ طیور

جو پہونچا درِ باغ تک وہ نگار
قدم لینے دوڑی نسیمِ بہار

دعائین لگے دینے برگِ چمن
گئی لوٹ پانون پہ شاخِ سمن

ہر اِ فرش سبزہ بچھانے لگا ‏ قدم سر پہ جادو اُٹھانے لگا

پھرے گرد آ آ کے مرغِ ہوا ‏ بلائین لگی لینے موجِ صبا

روش خاکساری دکھانے لگی ‏ کہین نرگس آنکھین بچھانے لگی

پڑھا دیکھ کر بلبلون نے درود ‏ ہلانے لگی مورچھل شاخِ عود

خوشی سے شگفتہ ہوا رنگِ گل ‏ بڑھی عطردان لیکے خوشبوئے گل

جھکا کر سرِ گیسوے پُرشکن ‏ لگا جھاڑنے سنبلِ تر چمن

بچھانے لگی صبح کافورِ ناب ‏ چھڑکنے لگی شبنمِ گل گلاب

بڑھا پیشوائی کو جوشِ نمو ‏ چلی رکھ کے سر خاک پر آبجو

جھکی شاخِ گل بہرِ تسلیم کو ‏ اُٹھے سرو و شمشاد تعظیم کو

زرِ گل کیا باغبان نے نثار ‏ تصدق ہوئی نو عروسِ بہار

کھلے پھول وہ آئے جو متصل ‏ دیے غنچۂ ناشگفتہ نے دل

جما خوب گلشن مین دربارِ عیش ‏ دیا تذرِ قدرت نے گلزارِ عیش

ترقی ہوئی وصل کے جوش مین ‏ اُڑی بو ہے گل لیکے آغوش مین

ہوے دونون جسدم وہان جلوہ گر ‏ قرانِ مہ و مہر آیا نظر

سجا ہو وہان ایک بنگلہ نفیس ‏ ہوے جا کے دونون وہین ہم جلیس

جو دیکھا ہے آراستہ وہ مکان
تو کہنے لگا اُس سے شاہِ جہان

رہینگے یہین آج ہم رات بھر
چلینگے سوے خانہ وقتِ سحر

اسی کے رہے مشورے تا بہ شام
کٹی عیش و عشرت مین وہ شب تمام

ہوا طبعِ شہ کو جو منظور یہ
ہوا آخرِ کار دستور یہ

کہ ہر روز وہ شام سے تا سحر
اُسی بنگلے مین رات کرتے بسر

مگر وہ پری غم سے گھُلنے لگی
چھپانے سے بات اور کھُلنے لگی

لگی کھانے وہ شعلہ رو پیچ و تاب
بڑھا قرب سے اور بھی اضطراب

طبیعت تو قابو سے جاتی رہی
بناوٹ سے لیکن چھپاتی رہی

ہدایت

پلا بادہ اے ساقیِ عشقِ یار
کہ دنیا کا سب ہیچ ہے کاروبار

لگا جامِ زر منھ سے میرے شتاب
ہوں فرزندِ پیرِ مغان مین خراب

اُٹھا وہ صراحی جو ہادی بنے
ندائے ازل کی منادی بنے

اندھیرا گیا غرب مین شام کا
ہوا دور اب بدر کے جام کا

وہ مہتاب سے پھول جھڑنے لگے
زبرجد پہ الماس جڑنے لگے

شبِ ماہ جلوہ دکھانے لگی
زمانے پہ حیرت سی چھانے لگی

لب جو نظر آئی اک بارگاہ — فلک قدر کیوان حشم عرش جاہ

منقش سراپردۂ سبز فام — جواہر نگار و مطلا تمام

لب جو ہی سرو چراغان کا باغ — کنارے کنارے منور چراغ

فروزان ہین مہتابیان اسقدر — کہ غالب ہی نور اُنکا مہتاب پر

وہ لہرون مین عکس تجلی کی ضو — لرزتی ہوئی وہ چراغون کی لو

ہوائی کا گردون پہ وہ چھوٹنا — کرن کا وہ مہتاب کی پھوٹنا

وہ چرخی کا چرخ اور بانون کا توڑ — وہ جھاڑون کا چکر وہ دریا کا موڑ

وہ ہتھپھول فرشی وہ فرشی انار — وہ ہر رنگ کی پھلجھڑی کی بہار

یہ سب فرش پاکیزہ پرخندہ زن — کھلے چاندنی پر چمن کے چمن

مسالا بھرا اُن مین وہ گلفشان — دھوئین کا نہین نام کو بھی نشان

ابھی تک چمکتے ہین گل جابجا — ذرا بھی نہ چادر کو دھبہ لگا

غبارے وہ ڈوبے ہوے سر بسر — ستارے بنے دیکھیے چرخ پر

ہوا پر کھلا خوب تارون کا باغ — پٹاخون کے قلعون پہ چمکے چراغ

پریزاد گل چہرہ و رشک حور — ادب سے کھڑے ہین قریب و دور

جواہر نے کی بزم آراستہ — بلائے حسینان نوخاستہ

رہا لطفِ صحبت بہت دیر تک — رہا رنگِ عشرت بہت دیر تک

گئی نصف شب اتنے مین ناگہان — ہوا مائلِ خواب شاہِ جہان

قدم رکھتے ہی بسترِ ناز پر — ہوا نشۂ خواب سے بے خبر

تو کیا دیکھتا ہی بحکمِ قدیر — ضیا بخشِ بالین ہی مہرِ منیر

جگاتا ہی جذبِ دلی سے مجھے — اُٹھاتا ہی آہستگی سے مجھے

لیا گود مین خوب ساکر کے پیار — دعا دی ابد تک رہے کامگار

کہا پھر کہ ای عاشقِ بے نظیر — رہیگا پرستان ہی مین اسیر

شب و روز تو عیش و عشرت مین ہی — مجھے بھول کر خوابِ غفلت مین ہی

اگر وصل منظور ہی اُٹھ شتاب — کہ ہو روضۂ قدس مین کامیاب

چلا جا یہان سے سوے راست تو — یہ سب یاد رکھ بے کم و کاست تو

گئی ہی وہ شہرِ ہدایت کو راہ — ملینگے وہان پر حبیبِ اِلٰہ

وہ محبوبِ حق اور رحمت لقب — اُنھین کے ہین قبضے مین یہ ملک سب

ادب سے وہان عرض کر تو یہ بات — کہ دکھلائیے مجھکو بابِ نجات

مجسم ہین رحمت وہ فخرِ جہان — بڑھائینگے تیرا بہت عز و شان

گمان سے بھی زائد تجھے دینگے وہ — تجھے اپنا محبوب کر لینگے وہ

دکھا دینگے تجھکو وہ بابِ نجات — کرینگے عطا حاصلِ کائنات

شتاب اُٹھ کہ غفلت کے یہ دن نہین — رہائی بغیر اُسکے ممکن نہین

نکل کر اُسی باب سے ہو روان — ہی پھر دوسری منزل اُسکی وہان

وہان راہ مین کچھ بکھیڑا نہین — کسی طرح کا پھر جھمیلا نہین

یہ سنتے ہی چشم اُسکی وا ہو گئی — وہ ساری کدورت ہوا ہو گئی

مئے شوق مین تازہ جوش آ گیا — اُسے عینِ غفلت مین ہوش آگیا

کسی کی محبت نہ باقی رہی — کسی کی رعایت نہ باقی رہی

کسی طرح کا پھر نہ آیا خیال — ہوا خود بخود دور رنج و ملال

نہ پھر ریب کی طمطراقی رہی — فقط یاد و تصدیق باقی رہی

ہوئی روح پاکیزہ مسرور دل — بنا سر بسر لمعۂ نورِ دل

تجلی ہوئی چہرے پر جلوہ گر — چمکنے لگی برق بن کر نظر

وہ تن صاف آئینہ سان ہو گیا — ازل کا وہ جلوہ عیان ہو گیا

ٹپکنے لگا ہر سخن سے اثر — بنا عیب بھی ایک اعلیٰ ہنر

اُسے دمبدم بڑھ گئی فکرِ مہر — کوئی دم نہ گذرا بجز ذکرِ مہر

حیاتِ ابد سے ہوا کامران — میسر ہوئی راحتِ جاودان

اسی گل کی بس یاد رہنے لگی ۔ طبیعت بہت شاد رہنے لگی

اسی وقت پہونچا جواہر کے پاس ۔ پڑی تھی وہ کمرے مین لپنے اُداس

تو دیکھا کہ اشکون سے تکیئے ہین تر ۔ تڑپتی ہی وہ فرشِ کمخواب پر

لبون پر صدا آہ وزاری کی ہی ۔ وہ تصویر سی بیقراری کی ہی

شکایت ہی کچھ بختِ ناکام کی ۔ تمنّا ہی وصلِ دلارام کی

کسی کو بٹھائے ہوے روبرو ۔ تصوّر مین کرتی ہی کچھ گفتگو

مزا دردِ اُلفت کا چکھّے ہوے ۔ کلیجے پہ وہ ہاتھ رکھّے ہوے

یہ کہتی ہی اِی میرے ربُّ العُلی ۔ یہ بیٹھے بٹھائے مجھے کیا ہوا

اجل دیکھ کر مجھکو شرما گئی ۔ ہین اس سخت جانی سے گھبرا گئی

کسی کو قلق کیون گذرنے لگا ۔ وہ بے رحم کیون رحم کرنے لگا

اسی دُھن مین بخود ہوئی اسقدر ۔ کہ آنے سے اُسکے نہین کچھ خبر

قریب آ گئے اُس دم شہِ بےنظیر ۔ پکارا کہ اِی تازہ غم کی اسیر

یہ غفلت ہی کیسی ذرا ہوش کر ۔ ہمارا ہی اس شہر سے اب سفر

نہ آئینگے اب بارِ دیگر یہان ۔ خدا جانے کل تو کہان ہم کہان

پڑی جب یہ کانون مین اُسکے صدا ۔ تو اُٹھ بیٹھی گھبرا کے وہ مہ لقا

تعجب سے حسرت سے کر کے نظر
لجا ئی بہت پہلے وہ دیکھ کر

نہ اشکون کا لیکن تسلسل گیا
کہا آج پردہ مرا کھل گیا

تب عشق دشمن ہوئی جان کی
رہی آرزو اب نہ ارمان کی

مجھے ذبح کر ڈالیے آ ئیے
تو پھر جس طرف چاہیے جائیے

کہا اُسنے کیا کوئی جلاّد ہون
نہ قاتل نہ ہین ظلم بنیاد ہون

نہ سودا زدہ ہون نہ اہلِ جنون
کسی کا مین کیون خون گردن پہ لون

مگر ہو ذرا دیر کا ماجرا
جسے دیکھ کر مین ابھی جاگ اُٹھا

سنایا اُسے قصۂ خواب سب
کہا اس سے مجبور ہون مین بھی اب

کسی سمت اب قلب جھکتا نہین
ترے روکنے سے مین رُکتا نہین

کہا اُسنے بہتر بہت خوب ہی
مجھے بھی یہی بات مرغوب ہی

مگر ساتھ سے منھ نہ موڑونگی مین
کسی دم رفاقت نہ چھوڑونگی مین

کہا شاہ نے یہ بھی ممکن نہین
ابھی کچھ دنون صبر کر تو یہین

وہان جا کے مقصد جو پالونگا مین
تجھے حسبِ موقع بلا لونگا مین

نہین تو کسی طرح ای خوش نصیب
چلی آنا خود سوے ملکِ حبیب

بتاتا ہون تجھکو نشان و مقام
اسے دل سے تو یاد رکھنا مدام

فراقِ جواہر

اُٹھا ساقیا جام کر بے خبر
کہ قطعِ علائق پہ باندھوں کمر

کہانتک یہ غفلت ذرا سی ہے بات
سونگھا ساغرِ گل میں بوئے حیات

پلا جلد میں ہوں پریشان حواس
کہ جی لیتی ہے باسی پھولوں کی باس

وہ پھولی شفق رات آخر ہوئی
صفا صبحِ صادق کی ظاہر ہوئی

فلک بسترِ شب اُٹھانے لگا
قمر چاندنی لے کے جانے لگا

سیاہی گئی جانبِ زنگبار
ہوئی روشنی شرق سے آشکار

رسالہ ستاروں کا چلتا ہوا
اُٹھا پھر وہ آنکھ ملتا ہوا

روانہ ہوا خسروِ بے نظیر
ہوئی سخت مضطر وہ بدرِ منیر

بن آیا نہ کچھ کام تدبیر سے
بگڑنے لگی بات تقدیر سے

کہا شہ نے حیلے سے تو رہ یہاں
میں ہوتا ہوں منزل کو تنہا رواں

جواہر مرے بعد گھبرائیگی
تجھے ساتھ لیکر چلی آئیگی

اُٹھا کچھ دنوں تو رفاقت سے ہاتھ
خدا چاہے تو پھر نہ چھوٹے گا ساتھ

یہ کہکر جواہر سے کہنے لگا
رہے تیرا ہر دم نگہبان خدا

رہیگا ہمیں پاس تیرا ضرور
سمجھنا نہ دل سے کبھی اپنے دور

وہ بیتاب ہو اُٹھ کے گرنے لگی
نظر میں [illegible] پھرنے لگی

مرادین ہم آغوش ہونے لگین
نگاہیں [illegible] رونے لگین

اشارون مین حسرت سے کی گفتگو
[illegible] کر رخصت ہوئی آرزو

چلا وہ تو مانندِ موجِ روان
غمِ نامرادی رہا میہمان

نظر سے جو غائب ہوا وہ امیر
ہوئی سخت محزون وہ غم کی اسیر

جدھر جاتے دیکھا تھا اُس ماہ کو
وہ حسرت سے دیکھا کی اُس راہ کو

اُٹھا درد جی سنسنانے لگا
تڑپ کر جگر مُنھ کو آنے لگا

بڑھین شدتین غم کی بیداد کی
گھٹی تاب تکلیفِ فریاد کی

زمین تر ہوئی اشکِ خوناب سے
ہوا دم خفا جانِ بیتاب سے

بڑھا ضبطِ فریاد سے سازِ دل
خموشی بنی نغمہ پردازِ دل

چبھونے لگا دردِ دل نیشتر
لگی لوٹنے بسترِ یاس پر

تڑپ دل کی بیچین کرنے لگی
وہ رو رو کے جی سے گزرنے لگی

تصور مین ہونے لگی ہمکنار
سکوتِ سخن بن گیا رازدار

رخِ زرد پر اشک بہنے لگے
لبِ خشک کچھ اور کہنے لگے

غمِ دل نے برہم کیا سازِ عیش
ہوئین حسرتین رخنہ اندازِ عیش

اُمنگیں دکھانے لگیں شوخیاں
ہوس دل میں لینے لگی چٹکیاں

چھری بن کے ہر سانس چلنے لگی
تمنا کلیجے کو ملنے لگی

چبھی پھانس غم کی دلِ زار میں
بھرے اشک بھی چشمِ خونبار میں

جلانے لگا شعلۂ آرزو
ہوا خشک سارے بدن کا لہو

ہوا دل میں خارِ الم رخنہ گر
کیا ناوکِ غم نے چھلنی جگر

بڑھا ہجر میں ناتوانی کا زور
جھکانے لگی حسرتِ وصل گور

نفس زیست سے تنگ آنے لگا
اُسے نام سے ننگ آنے لگا

ڈرا نالہ آتے ہوئے تا زبان
رہا دل میں گھُٹ گھُٹ کے شوقِ فغان

غم و درد نے قلب میں راہ کی
اجازت نہ دی شرم نے آہ کی

بڑھی ضبط سے اور دل کی اُمنگ
لگی ہونے یاس و تمنا میں جنگ

کیا صرصرِ غم نے جی کو نڈھال
لگا جھلملانے چراغِ جمال

گلِ رُخ پہ چھایا خزان کا اثر
اُڑا رنگ چہرے کا بن کر خبر

قلق دل میں کرنے لگا انتظام
بنا حسرت آباد سینہ تمام

مسرت گئی واشدِ دل کے ساتھ
چلی روح بھی نبضِ بسمل کے ساتھ

فراقِ صنم ہوش کھونے لگا
سرشکِ الم جی ڈبونے لگا

ہوئی زرد مانند برگِ خزان — بنی سوکھ کر ریشۂ زعفران

دلِ زار ہاتھون سے جانے لگا — طبیعت کو صبر آزمانے لگا

بہت دیدۂ تر نے تدبیر کی — بجھی پر سرِ مو نہ دل کی لگی

وہ چھلنی ہوئین خاطرِ زار کی — بنی جان پر اُس دلِ افگار کی

ہوئی فرقتِ یار جانی سے تنگ — گیا [illegible] نے زندگانی سے تنگ

گلا دل [illegible] دم گھبرانے لگا — کلیجہ غمِ یار کھانے لگا

شب و روز گزرا جو رنج و ملال — بنی بدر سے گھٹ کے وہ مہ ہلال

کھرچنے لگا دشنۂ غم جگر — بہانے لگی لختِ دل چشمِ تر

دل و جان سے ربطِ تمنا بڑھا — ہم آغوشیون کا تقاضا بڑھا

بڑھا رفتہ رفتہ جو شوقِ وصال — طبیعت لگی رہنے ہر دم نڈھال

جلانے لگا دل کو سوزِ فراق — بھڑکنے لگا شعلۂ اشتیاق

شرر تھا جو آنسو ٹپکنے لگا — کلیجہ حرارت سے پکنے لگا

ہوئی گرم چھاتی تب ذوق سے — جگر بھن گیا آتشِ شوق سے

یہ کہنے لگی کب تک آفت سہون — مصیبت سہی ہو تو مصیبت سہون

جنون طاقتِ ضبط کھونے لگا — تو خُشش سے کچھ ساز ہونے لگا

وہ مجبور آخر ہوئی درد سے
بڑھی گرم جوشی دم سرد سے

ادا اسکی چاہت جتانے لگی
نگاہوں مین اک بات آنے لگی

بنے اشک گلرنگ غماز دل
دکھانے لگین چتونین راز دل

طبیعت تپ غم سے گرنے لگی
ہنسی لب تک آ آکے پھرنے لگی

ہوئین آہ کی دل مین بیتابیان
اڑین آتش غم کی چنگاریان

تپ غم سے دن رات جلنے لگی
دھوان بن کے حسرت نکلنے لگی

بنا تار شعلہ ہر اک تار مو
سراپا بنی شعلۂ آرزو

ستمگاری جوش سودا بڑھی
گریبان دری کی تمنا بڑھی

ہوئی نام راحت سے وحشت اُسے
بڑھی زیب و زینت سے نفرت اُسے

سیہ زلف اک اژدہا ہوگئی
اُسے کنگھی چوٹی بلا ہوگئی

بگڑنے لگی مانگ سے بیدریغ
یہ سمجھی کہ سر پر کھنچی ہے یہ تیغ

کشاکش ہوئی جو غم یار سے
اُلجھنے لگی زلف خمدار سے

سیہ چوٹی ناگن سی ڈسنے لگی
شب غم کسوٹی پہ کسنے لگی

نہ وہ مانگ پٹیان نہ آرائشین
نہ مشاطہ سے ٹیڑھی فرمائشین

بنین حلقۂ دام غم بالیان
چبھی گو رنج مانند نوک سنان

گہر ان پسینے مین ہوئین تھے غرق
تڑپنے لگین بجلیان شکل برق

نہ پٹہ نہ بالا نہ بالی رہی
طبیعت مگر لاابالی رہی

نہ جھومر مین باقی رہی وہ جھلک
نہ افشان مین وہ ہیشہ سی چمک

شب غم مین یون خاک اُڑاتی رہی
کہ ضو چاند تارون کی جاتی رہی

نہ ابرو مین کس بل نہ آنکھو مین خواب
نہ یہ سرمہ آگین نہ وہ وسمہ تاب

نہ وہ پردہ داری حیا کی رہی
وہ شوخی نہ بانکی ادا کی رہی

شرارت گئی اگلی چتون کے ساتھ
رہی بیکسی چشم پرفن کے ساتھ

نہ عشوہ نہ وہ سحر کاری رہی
نگاہون پہ حیرت سی طاری رہی

تپ غم سے وہ زرد ایسی ہوئی
کہ رنگت گلابی بسنتی ہوئی

نہ ہر وقت آئینہ پیش نظر
نہ اب رنگ و روغن وہ رخسار پر

نگاہون سے جاتا رہا وہ حجاب
چھپی گرد مین تاب رخ کی نقاب

نہ مسی کا لب پر جمانا کبھی
نہ بھولے سے بھی پان کھانا کبھی

نہ وہ خال ابرو کی آرائشین
نہ وہ حسن صورت کی زیبائشین

گلے ملنے کا جو بڑھا حوصلا
لگا گھونٹنے طوق اُسکا گلا

ہوئی زار اسدرجہ وہ دل جلی
کہ چمپا کلی سے بڑھی بے کلی

نہ وہ موتیون کی لڑی تابدار — گلے کا بنے اشک گلرنگ ہار

بہت دست و پا ناتوان ہو گئے — سُبک زیور اُسپر گران ہو گئے

نہ اب وہ نکھرنا نہ اب وہ سنگار — نہ کپڑے بدلنا وہ اب بار بار

نہ اب وہ نہانا نہ دھونا اُسے — بس اشکون سے آنچل بھگونا اُسے

نہ اُٹھنا وہ گیسو سنوارے ہوئے — نہ چلنا وہ سینہ اُبھارے ہوئے

نہ اٹکھیلیون سے ٹہلنا رہا — نہ تلوون سے وہ دل کا ملنا رہا

ہوئی ضعف سے ایسی زار و نزار — کہ آب روان بھی ہوا اُسپہ بار

بڑھا اسقدر زور کم طاقتی — کہ آنچل سنبھالے نہ سنبھلا کبھی

تصوّر کو جانا کہ ٹٹی کی آڑ — دوپٹّے کے سائے کو سمجھی پہاڑ

نہ وہ دل لگی اب نہ وہ قہقہے — نہ وہ عیش و عشرت کے چرچے رہے

کیا غم نے مسدود وہ باب عیش — کیے ترک اُسنے سب اسباب عیش

اُسی باغ مین جا کے رہنے لگی — اکیلی غم و درد سہنے لگی

کہین کا نہ آنا نہ جانا رہا — فقط نازکی کا بہانا رہا

کوئی شی نہ دولت بظاہر رہی — مگر نام کو وہ جواہر رہی

جو گوہر نے دیکھا یہ سامانِ غم — گئی پاس اُسکے وہ محوِ الم

کہا ای جواہر تجھے کیا ہوا
ابھی سے جدائی مین سودا ہوا

زبان آشناے خموشی ہی کیون
نگاہون کی حیرت فروشی ہی کیون

کہین اور کچھ بات پیدا نہ ہو
خدا کے لیے مفت رسوا نہ ہو

نہ ناموس پر حرف آ لے کوئی
نہ چتون سے کچھ تاڑ جاے کوئی

یہ سُن کر دیا کچھ نہ اُسنے جواب
یہ پڑھنے لگی پرز چشمِ پُرآب

غزل

غمِ دل مین اتنا اثر بھی نہین
مین بیکس ہون اُنکو خبر بھی نہین

مجھے کھائے جاتا ہی یہ کسکا غم
ابھی دل نہ تھا اب جگر بھی نہین

جو کچھ دن رہا جوشِ سودا یہی
تو پھر دیکھ لینا کہ سر بھی نہین

بنایا مجھے غم نے تصویرِ یاس
اُنھین رحم اس حال پر بھی نہین

کہانتک سنوگے مری داستان
نہین طول تو مختصر بھی نہین

ہوئی اُنکے آنے سے یاس اسقدر
کہ اب جانبِ در نظر بھی نہین

زمانے مین معشوق ای بےنظیر
ستاتے ہین پر اسقدر بھی نہین

یہ پڑھ پڑھ کے روتی رہی زار زار
یہ دیکھا تو گوہر ہوئی بیقرار

کہا تجھپہ صدقے مین سو جان سے
جو کرنا ہو اب کر دو ارمان سے

مجھے حکم دے تو ابھی جاؤن مین | اُسے ڈھونڈھکر ساتھ لے آؤن مین

رفاقت کو حیلہ بھی موجود ہی | بہر نوع یہ فال مسعود ہی

پہونچ جائین تا یوم حج لا کلام | کہ معلوم ہی سب نشان و مقام

مگر اے رفیقانِ ہمت شعار | کسی پر نہ یہ راز ہو آشکار

غرض ختم جب یہ فسانے ہوے | وہ لیٹے یہی دل مین ٹھانے ہوے

پھر رات گزرے وہ سارے حزین | روانہ ہوے جانبِ شاہِ دین

راہزن

پلا ساقیا اب وہ جامِ عقیق | کہ میخانہ ہو رشکِ بیت العتیق

شتاب اُٹھ فلک کا ستایا ہون آج | بہت پھر پھرا کر مین آیا ہون آج

لگا دے مرے مُنھ سے تو خُم کے خُم | تو بتلاؤن کیونکر ہوے ہوش گُم

ملے وقت دونون گیا دن گزر | گلابی مصلا بچھا چرخ پر

کُھلے سر لرزتے ہوئے بیٹھ کے | نمازِ شہیدان پڑھی مہر نے

گیا سجدے مین آفتابِ منیر | شعاعون نے پھیرا سلام اخیر

نمازی جو مسجد سے چلتے ہوے | چلے گھر کی جانب ٹہلتے ہوے

ملا راہ مین اک غریب الوطن | سراپا مصیبت سراپا محن

گریبان دریدہ شکستہ لباس — [illegible] سیاحت کی باس
چبھے خار تلوون مین زخمی بدن — [illegible] شکل گل پیرہن
جمی گرد چہرے پہ تن پر غبار — سفر کے مصائب سے زار و نزار
جنون سے جو [illegible] سکے و مساس سب — نگاہون مین وحشت کے [illegible] سب
ہوے جمع لوگ اسکو جو دیکھ کر — وہ تکنے لگا اجنبی سا ادھر
کسی نے کہا ہی جو یہ [illegible] سکون — خدا جانے کب سے ہی اسکو جنون
کوئی بولا ہی کوئی مردِ نجیب — پڑی کوئی آفت ہوا یہ غریب
ہوا حرف زن کوئی یہ کچھ نہین — کسی کا ہی شیدا یہ اندوہگین
بھبھوت اپنے تن پر رمانے ہوے — فقیرون کی صورت بنانے ہوے
تلاشِ دلارام مین سینہ چاک — شب و روز اڑاتا ہی شہرون کی خاک
پریشان بالون سے ہی آشکار — ہی مرغِ دل اسکا کسی کا شکار
یہ کہتی ہی چتون کہ بیمار ہی — کسی کی محبت کا آزار ہی
اشارہ ہی تیور کا اے اہل دید — کسی تیغِ ابرو کا ہی یہ شہید
دکھاتے ہین یہ دیدۂ انتظار — نگاہین ہین مشتاقِ دیدارِ یار
رخِ زرد کے رنگ سے ہی عیان — تپِ عشق نے کر دیا ناتوان

لبِ خشک کی ہی ہوس آشکار — کہ چوسین لبِ لعلِ نوشینِ یار
کفن کا سرِ دوش اظہار ہی — کہ ہر وقت مرنے کو طیار ہی
یہ کہتی ہی گردِ رہِ جستجو — ملی خاک مین مل کے یہ آبرو
ہوا اشکِ گلرنگ سے یہ عیان — ہین مژگان غمِ ہجر سے خونچکان
نگاہون کی حیرت سے ہی آشکار — یہ ہی آئینہ دارِ حسنِ نگار
یہ سینہ کے داغون سے ظاہر ہوا — کہ گل کھاکے اُلفت سے ماہر ہوا
نہین اور اس لاغری کا سبب — کسی کے ہی موئے میان کی طلب
یہ گرد اور یہ خستگی ہی گواہ — کہ آیا ہی چل کر مہینون کی راہ
یہی ذکر کرتے تھے برنا و پیر — اُدھر ہوکے نکلا یہ لو اک شریر
وہ چلتا ہوا سانپ اک ہاتھ مین — شیاطین بھی ایک دو ساتھ مین
وہ پگڑی ہری سر گھٹائے ہوے — مشائخ کی صورت بنائے ہوے
عمامہ کے اندر کلہ پُر شکن — ہری گھانس کے نیچے جیسے لگن
وہ ریشِ مقطع گھنی بے گمان — کوئی خس کی ٹٹی ہی یا سائبان
وہ کہہ کہہ کے یا حق تڑپنا اُسے — تذبذب کے مالے کو جپنا اُسے
اُسے فکرِ تلبیس مین گھومنا — وہ نیچی نگاہین مگر جھومنا

وہ احسان فراموش ناحق شناس
تکلف سے پہنے ریا کا لباس

قریشی نہ وہ نسل سادات سے
مگر خوش خوشامد کی ہر بات سے

تصنع سے ہر دم شکنجے مین وہ
گرفتار نخوت کے پنجے مین وہ

رگڑتا تھا پتھر پہ سر حیلہ ساز
کہ گھٹے سے جائین سب اہل نماز

نہ عالم نہ وہ کوئی صاحب کمال
حماقت کے فن مین عدیم المثال

لیاقت تو یہ اور ایسا فصیح
نہ بولا کبھی لفظ کوئی صحیح

یہ اظہار لوگون سے باجدّ وکد
کہ یہ ساری نخوت ہی میراث جد

دھرا آگے پھونکا ہوا نیل ماش
اسے کالے مینڈھے کی ہر دم تلاش

گیا کوئی لے کر اگر کچھ امید
تو پہلے کہا مرغ لاؤ سفید

اسے بیر بھیرون کی حرمت کمال
بھوانی کے بکرے اسے سب حلال

بنا شیخ سدّو جو وہ بُت پرست
ہٹیلے کے مرغے ہوا کھا کے مست

برادر بڑا شیخ نجدی کا وہ
دُلارا بہت کالی دیبی کا وہ

وہ فتنے کی پڑیا وہ قامت قصیر
عزازیل کا وقت پیری مشیر

اسے یاد دو چار سفلی عمل
پڑا جس سے ایمان مین اسکے خلل

نہ تصدیقِ مرشدؒ نہ یادِ خدا
بھروسا اسے نقش و اعمال کا

گر جائین مصلیٰ [illegible] اہل نماز

پر اُن مین نہین بے یقین کچھ اثر — کہ ہین فطرتی سارے نفع و ضرر

نہ الفت خدا و نبیؐ سے اُسے — نہ کچھ عشق مولا علیؑ سے اُسے

وہ دنیا کا عاشق اُسی کا خیال — اُسے زندگی ماؤمن سے محال

حسد نفس و شیطان سے اُلفت اُسے — بنی فاطمہؓ سے عداوت اُسے

لیے ساتھ ایک بوریائے ریا — فقیری کی بو سے بھی نا آشنا

ہوا و ہوس کا وہ ہر دم کفیل — خدا خلق دونون کے آگے ذلیل

جو دیکھا ہو اک مردِ معمورِ عشق — سراپا وفا سربسر نورِ عشق

قریب آکے اُسوقت اُس سے کہا — کہان سے تو آتا ہی اے مہ لقا

کہا قاف سے آرہا ہون ابھی — ہی کیا نام اس شہر کا شاہ جی

کہا اسکا شہر ہدایت ہی نام — یہ کہیے یہان آپ کا کیا ہی کام

کہا ہی یہان کا جو شاہِ جہان — مجھے اُس سے ملنا ہی اے کاردان

کہا آج تشریف رکھیے یہین — سحر کو وہان لے چلینگے ہمین

یہ سُن کر چلا وہ خجستہ صفات — کہ ساتھ اسکے مسجد مین کاٹے وہ رات

پکارا اُدھر سے کوئی نوجوان — کہ او تختۂ مشقِ جورِ بتان

خبردار جانا نہ تو اسکے ساتھ — بہت روئیگا ہاتھ پر رکھ کے ہاتھ

وہ اک مردِ چالاک و عیّار ہے
بہت سخت نا اہل و مکّار ہے

ملا ہے اسے ورثہ نمرود کا
ابو جہل ہے نام مردود کا

بھری مکر سے ہے یہ سب گفتگو
تو کھوئی نہ کر منزلِ آرزو

یہ سُن کر اُدھر سے پھرا بینظیر
ہوے گرد اُسکے امیر و فقیر

کہا اس سے یہ بعدِ تفتیشِ حال
کہ اسوقت وہ شاہِ قدسی خصال

اراکینِ دولت کو لیکر تمام
لبِ جو جماتا ہے دربارِ عام

وہیں ہوگا وہ خسروِ ارجمند
کہ میدان کی چاندنی ہے پسند

چلا جا اسی دم تو دربار مین
نہین روک ٹوک اُسکی سرکار مین

وہان کچھ سفارش کی حاجت نہین
کسی واسطے کی ضرورت نہین

محبت سے جاتا ہے جو اُسکے پاس
عنایت سے پیش آتا ہے بیقیاس

یہ سن کر وہ دلدادہ بینظیر
چلا سوئے سلطانِ میر و وزیر

رحمت

چلا اب وہ مے بھر کے ساقی ایاغ
بدستم رہے جس سے روشن دماغ

اُٹھا جام دے راحِ روحِ روان
بنادے مجھے جانِ پیرِ مغان

چھکادے تو بس آج اے خوش عمل
کہ یوں ہیں ہے تقدیر روزِ ازل

سرِ شام اک دن گُلِ آفتاب
لگا ڈالنے زعفرانی نقاب

شفق کی چمک مُنھ چھپانے لگی
سیاہی سی ہر سمت چھانے لگی

ستارے ہوے چرخ پر جلوہ گر
جلایا فلک نے چراغِ قمر

میانِ حسینانِ رشکِ قمر
ہر اک مہرِ حُسنِ ازل جلوہ گر

وہ محبوبِ یزدان بشیرؐ و نذیرؐ
فرستادۂ خاصِ ربِّ قدیر

نزاکت ہر اک عضو مین جاگیر
صباحت نثارِ رُخِ دلپذیر

عجب روے تابان عجب آب و تاب
کہ پرتو سے بجلی بنی موج آب

وہ محبوبِ عالم شہِ اصفیا
حبیبِ خدا وارثِ انبیا

نہین ہوتے انسان ایسے وجیہ
مگر یک قلم نور کی ہر شبیہ

وہ فرقِ معلّا کی شانِ علا
جہانتک نہ پہونچین قیاس و ذکا

ازل سے ملی اُسکو یہ برتری
کہ حاصل ہی کونین کی سروری

عروج سرِ بامِ امّید ہی
وہ سرمایۂ فخرِ جاوید ہی

وہ گھونگر سے کچھ بال الجھے ہوے
کچھ اُلجھے ہوے کچھ وہ سُلجھے ہوے

سیاہی ہین وہ زلف ظلمت کا دل
شبِ ہجر بھی جس سے ہو منفعل

جو بننے مین خوبون کی تصویر ہی
بگڑنے مین عاشق کی تقدیر ہی

نہ کیون اُس جبین کی کرین کچھ قدر — کہ ہی آستانِ جلالت کی در

عجب روشنی ہی عجب آب وتاب — کہ ہی سجدہ گاہِ مہ وآفتاب

یہ لوحِ دو عالم کی تفسیر ہی — جو پیش آنی ہی اُس مین تحریر ہی

تجلی گہِ حُسنِ زیبائے حق — بیاضِ جمالِ دل آرائے حق

زیارت گہِ خاصِ حُسنِ قدیم — امانت گہِ نورِ ربِّ کریم

وہ روشن گرِ دل کشادہ جبین — سرِ مطلعِ صبحِ فتحٌ مبین

ہی خطِ جبین سے عیان سربسر — کہ خط کھنچ گیا خطِ تقدیر پر

یونہین کاٹتے ہین یہ مضمون تمام — کہ تقدیر ہی انکی مرضی کا نام

وہ ابرو قیامت کی سفاکِ خلق — جنھین خوفِ حق ہی نہ کچھ باکِ خلق

چڑھے تو نظر پر کوئی چڑھ گیا — جو سمٹے تو حد سے ستم بڑھ گیا

دو چشمِ فسون گر ادا آفرین — کہ بے سرمہ رہتی ہین وہ سرمگین

مصاحب ہی مستی شرارت شفیق — قیامت ہی دمساز فتنہ رفیق

غضب کے ہین وہ لال ڈورے مگر — ابھی نکلے ہین خون مین ڈوب کر

وہ ترچھی نظر کس بلا کی شریر — کہ بجلی گراتی ہی دکھلا کے تیر

نہ بیٹھی کبھی چین سے گھر مین یہ — بناتی ہی گھر جا کے چھپر مین یہ

گئی سرسری ہوگئی کار گر ۔ وہ برچھی کی برچھی نظر کی نظر

کبھی دیکھنا پشتِ پا کی طرف ۔ کبھی سینۂ باصفا کی طرف

تغافل سے پہلو کبھی دیکھنا ۔ وہ لڑکا کے گیسو کبھی دیکھنا

وہ بانکی ادائین وہ ترچھی نظر ۔ جو پھیرین چھری حلقِ عشّاق پر

شب و روز رہتی ہین اس تاک مین ۔ کہ مل کر ملائین کسے خاک مین

کسی کو نہ بھر کر نظر دیکھنا ۔ ادھر دیکھتے ہی اُدھر دیکھنا

اُدھر دیکھنا ہون جدھر دل چلے ۔ یہ مطلب کہ آپس مین کچھ تو چلے

شب و روز پھرتی ہی ساغر بدست ۔ کہ ہی ساقیِ جامِ عہدِ الست

وہ گو نشّہ مین مست و سرشار ہی ۔ مگر کام سے اپنے ہشیار ہی

اُڑی گاہ وہ بن کے شہبازِ حُسن ۔ بنی گاہ طاؤسِ طنّازِ حُسن

کیئے صید عشاق کے مرغِ ہوش ۔ پھری سو بسو مست و عشوہ فروش

کبھی موجِ بحرِ محبت بنی ۔ کبھی شورِ دریائے اُلفت بنی

دکھائی روانی یمِ ذوق کی ۔ سنائی صدا گریۂ شوق کی

بنی گاہ باغِ حقیقت کی بو ۔ بنی گاہ گردِ رہِ آرزو

سونگھائی شمیمِ ریاضِ الست ۔ کیا منزلِ عشق کا بند و بست

بنی صیقل تیغ خوبی کہین — پری بن کے شیشے مین اترین کہین
کسی سے کیا دور لاف وگزاف — کسی کا کیا دل کا آئینہ صاف
کبھی بن گئی وہ کمندِ امید — کبھی رشتۂ آرزو ہاے شہید
کبھی بام وصلت پہ پہونچا دیا — کبھی جلوۂ یار دکھلا دیا
کبھی برشِ تیغ قاتل بنی — کبھی بحرِ حسرت کا ساحل بنی
کہ جسکو وہ سفاک اشارا کرے — یہ تلوار کے گھاٹ اُتارا کرے
کبھی دامنِ دشتِ وحشت بنی — کبھی تارِ دامانِ رحمت بنی
کسی کا کیا جامۂ ننگ چاک — دیا گاہ خلعت کا ملبوس پاک
بنی گاہ دربانِ بابِ کریم — بنی گہ عصائے ضعیفانِ غم
جو مغرور آیا گرایا اُسے — جو عاشق گرا تو اُٹھایا اُسے
یہی فاتحِ بابِ امید ہی — کلیدِ درِ گنجِ توحید ہی
عجب رنگ مین ہی یہ ڈوبی ہوئی — کہ باقی نہین نام کو بھی دوئی
جو دل مل گیا خوب توڑا اُسے — غرض جسکو تاکا نہ چھوڑا اُسے
وہ کھینچے ہوے تیر مژگان کی صف — کہ ہو طائرِ قدس جنکا ہدف
انھین سوجھتی ہی بہت دور کی — کہ چوکی پہ ہین چشمۂ نور کی

وہ پلکین ہین یا پردۂ حُسن ہین | کہ مدت سے پرپردۂ حُسن ہین
وہ بینی کہ منقارِ طوطی خجل | صفائی مین نہرِ لبن منفعل
اگر یہ نہ ہو حُسن سب خاک ہی | غرض چہرۂ حُسن کی ناک ہی
وہ روئے نگارین بہارِ جمال | گلِ بوستانِ کمال و وصال
وہ رخسارِ نازک وہ رنگین عذار | ریاضِ لطافت کی تازہ بہار
وہ آئینۂ صورتِ لم یزل | صفائے دلِ اہلِ حُسنِ عمل
وہ بدرِ جمالِ رخِ تابدار | وہ مہرِ جلالِ خداوندگار
وہ رُخ مطلعِ صبحِ حقُّ الیقین | صبیح و شگفتہ ملیح و حسین
وہ رنگت گلابی نزاکت بھری | کہ جیسے کوئی پنکھڑی ہو دھری
حسین اسقدر وہ مہِ دلنواز | کہ خود حُسن کو اُسکے جلوے پہ ناز
وہ تابندہ رخ صورتِ مہرِ نور | تجلّی وہ شعلۂ شمعِ طور
نزاکت کا اُسکی یہ شہرہ ہی آج | کہ شرماتے ہین جس سے نازک مزاج
وہ مہرِ سعادت وہ بدر الدجیٰ | وہ شمعِ حقیقت وہ شمس الضحیٰ
فروزان ہی ایسا کہ نزدیک و دور | برابر اُسی کا ہی آنکھون مین نور
گلِ جان کا پہلا ورق ہی یہی | سرِ صفحۂ صنعِ حق ہی یہی

وہ لبہائے معجز بیان و فصیح | بھرین جنکے اعجاز کا دم مسیح
کرین کیون نہ عشاق کو بیحر حلال | کہ بے بان کھائے وہ رہتے ہین لال
وہ ابرِ گہربار شیرین زبان | کرے جو کہ سرسبز کشتِ جہان
فصاحت کے دریا کی یکتا نہنگ | کرے قافیہ جو بلاغت کا تنگ
کہے جو وہی ہو یہ ہی اختیار | کہ ہی سیفِ حکمِ خداوندگار
عصائے دل اہلِ ہمت ہی یہ | کلیدِ درِ بابِ رحمت ہی یہ
جو کہدے نہین اُسمین کچھ شک و ریب | اسے لوگ کہتے ہین مفتاحِ غیب
وہ گوشِ حسین رازدارِ نکات | سنا کرتے ہین جو محبت کی بات
دُرِ معرفت کے وہ دو کان ہین | عقیقِ سماعت کے وہ کان ہین
وہ گردن کہ اہلِ صفا منفعل | صراحیِ بلور جس سے خجل
نہ کیون قربتِ حق ہو اُس سے مزید | کہ ہی یہ گذرگاہِ حبل الورید
بھرے گول بازو وہ عالی وقار | کہ ہو ماہیِ آسمان بھی نثار
یہ نازک کلائی کا اُس گل کی رنگ | تصور بھی پھولونکا ہو جسکو ننگ
وہ پنجہ جو عشاق کا دستگیر | کہ پنجے مین جسکے دو عالم اسیر
وہ پنجہ کہ جس مین خدائی کا زور | وہ قدرت سلیمان بنے جس سے مور

وہ ناخن کہ مہرِ سپہرِ کمال ‖ بناتین جو پہرون بنا اک ہلال

نشانے پہ جوڑین اگر تیر کو ‖ بناتین وہ تقدیر تدبیر کو

غضب کی وہ گرمیِ حُسنِ شباب ‖ کہ جسپر دلِ قدسیان ہو کباب

نہ کیون اُس سے ملکر ہو خوش ہر بتول ‖ کہ خوشبو ہی وہ دونون عالم مین پھول

اسی عالمِ وجد مین وہ جوان ‖ مؤدّب گیا پیشِ شاہِ جہان

ستارون کے مانند میر و وزیر ‖ فراہم ہین گردِ شہِ دستگیر

یہ دیکھا تو وہ بینظیرِ حزین ‖ بڑھا بہرِ پابوسِ سلطانِ دین

مگر روکنے کو اُٹھے کچھ شریر ‖ کہ جانے نہ پائے اُدھر بینظیر

نہ روکے رُکا پر وہ کمسن دلیر ‖ کہ ہوتا ہی شیرون کا بچہ بھی شیر

سبھون کو ہٹا کر وہ عالی وقار ‖ گیا پیشِ محبوبِ پروردگار

ادا کرکے سارے رسومِ نیاز ‖ ہوا وہ قدمبوسِ شاہِ حجاز

اُٹھا شاہِ عالم اُٹھا یا اُسے ‖ گلے سے اُسی دم لگایا اُسے

کہا تجھپہ کیا ایسی آفت پڑی ‖ کہ طے کرکے آیا یہ منزل کڑی

کہا مین ستم دیدۂ ہجرِ یار ‖ امان خواہ آیا ہون باحالِ زار

کبھی تھا شب و روز سرگرمِ ناز ‖ پر اب ہون اسیرِ طلسمِ مجاز

ہوا باب غفلت سے داخل یہان — نہین ملتا اب مخلصی کا نشان
یہ کہکر سنایا سب احوال خواب — وہ ارشاد رہبر ہدایت مآب
کہا اُس شہنشاہِ دین نے کہ ہان — مین پہلے سے ہون واقفِ داستان
مجھے بھی دکھایا اُسی نے یہ خواب — کہ آتے ہی کرنا اُسے فیض یاب
وہ آلام سے دل شکستہ بہت — ہے تیرِ ملامت سے خستہ بہت
وہ جو کچھ کہے دل سے کرنا قبول — کہ ہو وصلِ محبوب اسکو حصول
حضوری ہوئی ہے جو حاصل تجھے — بنا دونگا انسانِ کامل تجھے
مرا مایۂ ناز و عشرت ہے تو — یہان صدر بزمِ محبت ہے تو
بسر کر مرے ساتھ آرام سے — چھکا دونگا توحید کے جام سے
یہ کہکر بٹھایا اُسے جائے صدر — رُخِ زرد اُسکا کیا رشکِ بدر
غرض جتنے موجود تھے اہلِ دین — ملے اُس سے با حسنِ صدق و یقین
اسی طرح ہر ایک میر و وزیر — ہوا حکمِ حاکم سے فرمان پذیر
جلیل و حسین عالم و ذی وقار — رفیق اُسکو شہ نے دیے بیشمار

وہ شہرِ ہدایت مین رہنے لگا
جو گزری تھی دل پر وہ کہنے لگا

بشارت و تصدیق

پلا ساقیا بادۂ وصلِ یار
کہ ہے چودھویں شب کی دونی بہار

دیے جا وہی مایۂ اختصاص
ازل سے ہوں میں تیرا محبوبِ خاص

چھکا مجھکو جامِ بشارت سے آج
بنا کامل اپنی عنایت سے آج

شبِ وصل آئی گیا روزِ ہجر
مبدّل ہوا ساز سے سوزِ ہجر

افق پر سرِ شام ہی ماہتاب
وہ چمکا اُٹھا کر بسنتی نقاب

درختوں پہ چاندی سی چڑھنے لگی
تجلّی بھی اٹھلا کے بڑھنے لگی

روپہلی کرن آسمان پر تمام
اُڑانے لگی ریزۂ سیمِ خام

پڑی پانی پر چاندنی کی جھلک
دکھانے لگی موجِ دریا چمک

وہ مل مل کے ابرک شعاعِ قمر
چھڑکنے لگی سطحِ آب پر

برسنے لگا نور افلاک سے
تجلّی اُبلنے لگی خاک سے

ہوا اسقدر روشنی کا وفور
بنی ہر کرن تارِ بارانِ نور

بنے آئینہ سارے دیوار و در
سفیدی پھری ہر در و بام پر

تجلّی کثافت کو دھونے لگی
مکانوں پہ قلعی سی ہونے لگی

نظر آتے ہیں ٹیکرے جو اُدھر
وہ کوہِ صفا بن گئے سربسر

بلندی پہ اب بدر آنے لگا
ستارون کو نیچا دکھانے لگا

بہت تن بنے دیدۂ حورعین
بہت چھپ گئے چادرِ نور مین

جو تھے خاص خاص اور معمور نور
وہی کچھ جھلکتے رہے دور دور

پکڑ کر ضیا کہکشان کی کمند
گئی تا سر بامِ بختِ بلند

ضیا چمکی داغِ جگر کی بہت
بڑھی لَو چراغِ قمر کی بہت

اندھیرے کو مایہ ترسنے لگا
درختون پہ جوبن برسنے لگا

ہی اس ناز سے چاندنی جلوہ گر
کہ سکتے کے عالم مین ہی ہر شجر

تجلّی سے وادی یہ معمور ہی
کہ موجِ ہوا موجۂ نور ہی

وہ پھول اُجلے اُجلے ہین جو سامنے
کٹوری سی چاندی کی سر پر لیے

دکھاتے ہین اسوقت کیسی بہار
کہ ہون ٹوٹ کر جن پہ تارے نثار

چمک ریگ پر صحنِ بلّور کی
بچھائے ہوئے چاندنی نور کی

یہ عالم جو دیکھا تو شکلِ کتان
ہوا پارہ پارہ دلِ عاشقان

شعاعون سے اُڑنے لگے جو شرر
سوئے چرخ اُڑے لپک پر کھولکر

لگے بھونکنے اُٹھ کے کتے کہین
مچانے لگے شور کوّے کہین

ہر اک حاسد ایسا ہی بکتا رہا
مگر بدرِ تابان چمکتا رہا

لیا رفتہ رفتہ وہ شور و شغب
گئی تا کمر زلفِ لیلائے شب

چمکنے لگا سر پہ بدرِ منیر
بنا قبۂ نور چرخِ مسیر

پئے اہلِ بیت نظارۂ نورِ ماہ
چڑھا بام پر وہ شہِ عرش جاہ

طبق مین زبرجد کے دُر نثار ہوا
قمر چین کے لایا برائے نثار

تھا اک ٹپکہ چاندی کا باندھے ہوئے
پھر اگرد اُس شاہِ ذیجاہ کے

وہ بھیگی ہوئی آبِ رحمت سے رات
کہ تر دامنون کی ہو جس سے نجات

وہ شبنم کی خنکی وہ ٹھنڈھی ہوا
وہ اشجار و آبِ روان کی فضا

وہ شاخون کا جھکنا لچک کر کہین
وہ لہرون کا اُٹھنا چمک کر کہین

وہ میدان مین چاندنی کا سمان
وہ شبنم کا گرد اُسکے کچھ کچھ دھوان

نجوم و قمر کا وہ عکس آب مین
وہ پانی مین جلتی ہوئی مشعلین

وہ ہر سمت چھایا ہوا نورِ بدر
وہ شب لیلۃ القدر کو جسکی قدر

بھری نور سے ڈالی ڈالی تمام
وہ اغیار سے بزم خالی تمام

نہ کوئی مصاحب نہ کوئی مشیر
حضوری مین حاضر فقط بےنظیر

وہ اشعار پڑھنا چہکتے ہوئے
وہ خاص اُسکے جملے پھڑکتے ہوئے

ہوا سن کے اُس شاہِ دین کو سرور
لگا چلنے دورِ شرابِ طہور

وہی ساقیِ جامِ عرفان بنا ‏ وہی قاسمِ آبِ حیوان بنا

میسر ہوئی قسمتون سے یہ رات ‏ پیالے کے دونون لے آبِ حیات

وہ ساغر پہ ساغر چڑھاتے گئے ‏ لگاتار مستی بڑھاتے گئے

لُنڈھے خُم پہ خُم اور سبو پر سبو ‏ ڈھلی جائے ہر دم یہی آرزو

بہت دیر پیتے پلاتے رہے ‏ محبت کے نشّے جماتے رہے

ہر اک اشکِ شادی بہانے لگا ‏ لبِ جام ہنس کر رُلانے لگا

ہوا نشۂ بیخودی کا یہ جوش ‏ کسی کو نہ باقی رہا اپنا ہوش

محبت دوئی کو مٹانے لگی ‏ تکلف کا پردہ اُٹھانے لگی

بنا بسترِ عیشِ حُسنِ قبول ‏ بچھانے لگی شوخیِ ناز پھول

چمکنے لگا چہرہ امید کا ‏ لگا ہون مین رنگ آگیا دید کا

کلی آرزو کی سی چٹکنے لگی ‏ وفا پنکھڑی سی مہکنے لگی

تمنائین ہمدم بنین شوق کی ‏ مرادون مین بو آگئی ذوق کی

گلے سے لگی مدعا کی اُمنگ ‏ بندھا رخصتِ آہ و زاری کا ڈھنگ

غمِ دل کا چلتا ہوا ازدحام ‏ قلق نے کیا دور ہی سے سلام

خوشی قلب کو گدگدانے لگی ‏ مسرت سی چہرے پہ چھانے لگی

ملی تازہ بو گیسوئے یار کی
ہوس دل مین پہلو بدلنے لگی
سکون دردِ دل سے ہوا ہمکنار
طرب آکے تشویش کھونے لگی
دل و سینہ کے زخم بھرنے لگے
ہوا شوق کا ضبط پر دسترس
یقین نے اُٹھائی گمان کی نقاب
شک و ریب روپوش ہٹنے لگے
نگاہین لگین لینے پیغام شوق
ادب سے بڑھین آگے گستاخیان
ارادے نئے داؤن چلنے لگے
بڑھا گرمیٔ شوق سے سازو باز
طبیعت کی شوخی بڑھی دمبدم
ملا سازِ تقدیر سے سازِ وصل
فرح بخش توفیق ہونے لگی

کتین بڑیان بندِ افکار کی
نکلنے کو حسرت سے مچلنے لگی
تسلّی ہوئی ہوش جانِ زار
بغلگیر تسکین ہونے لگی
اُمنگون کے جوبن اُبھرنے لگے
بڑھا جوش مین آکے دستِ ہوس
نظر آئی ہر آرزو بے حجاب
مقاصد بہم آغوش ہونے لگے
تمنا نے چوسا لبِ جامِ شوق
مرادین لپٹ کر بنین وصلیان
وہ برسون کے ارمان نکلنے لگے
عرق بن کے ٹپکا جبین سے نیاز
رکاوٹ کی باتین ہوئین کالعدم
بجا پردے مین نغمۂ رازِ وصل
تصوّر کی تصدیق ہونے لگی

دل آسودگی خوب پیہم رہی | وہی خلوتِ اُنس محرم رہی
نہ باقی رہی دل مین کوئی ہوس | عنایت پکاری کہ اللہ بس
یہ سن کر بنا خود فراموش دہ | ہوا جوشِ مستی سے بیہوش دہ
سنبھالا اگر ضبطِ چالاک نے | دیے چھینٹے آبِ رخِ پاک نے
کہا شہ نے ای مایۂ اختصاص | ازل سے ہی تو میرا محبوبِ خاص
رہے اسکی تصدیق ای نیکنام | مین تیرا ہی ہو کر رہونگا مدام
ملا ہی تجھے حکمِ ہر سہ سیر | لقب دون تجھے عاشقِ بینظیر
خدا نے دیا سب تجھے بے ریا | ولی عہد کا تاابد کر دیا
ازل سے ہی تو عاشقِ ذاتِ حق | ہوا آج صد شکر مختارِ حق
چلے گا ترا حکم آفاق مین | کہ تو صدر ہی بزمِ عشاق مین
ترے دم سے پھیلے گا دنیا مین جوگ | کرینگے ترے نام سے عشق لوگ
تجھے ہم نے عالم دیے دس ہزار | مرید اور ہر دم ترے جان نثار
علاوہ برین بیشمار اہلِ دین | ترے دم سے پائینگے راہِ یقین
کرینگے تری پیروی خاص و عام | کہ ہی وحی و الہام تیرا کلام
سمجھتے ہین اہلِ خبر بالیقین | کہ لا وحی بعدی کسی جا نہین

پڑھیگا جو دل سے اسے ایکبار — وہ ہوگا ولی صاحب اختیار

زہے رحمت ای عاشق ذو الجلال — کہ خود منتظم اب ہی تیرا خیال

تجھے احتیاج دعا کچھ نہین — کہ مرضی یہ تیری ہی رب امین

بشارت دیے جاتا ہی وہ بشیر — تحیر مین ہی خسرو بے نظیر

کہ یارب کہان مین یہ رحمت کہان — کیا جسنے محبوب رب جہان

اسی فکر مین غرق ہی وہ حسین — کہ یاد آگئی اسکو لوح یقین

جو دیکھا اسے غور سے ایکبار — تو یہ راز اس سے ہوا آشکار

کہ مہر منیر آکے اس دیس مین — تجھے آزماتا ہی اس بھیس مین

یہ دیکھا تو وہ عاشق پاکباز — پھرا گرد اسکے ز روے نیاز

کہا گرکے قدمون پہ ای پاکذات — بھلا اس مین پردے کی تھی کون بات

اسی کی رہی آج تک دوڑ دھوپ — یہان آپ بیٹھے ہین بدلے یہ روپ

ازل کی وہ باتین بھی کچھ یاد ہین — محبت کی گھاتین بھی کچھ یاد ہین

تکلف نہ رکھیے روا ای کریم — کہ ہون آپکا آشنائے قدیم

یہ کسواسطے رنگ لائے حضور — کہ اس جلوے مین آج آئے حضور

بلایا مجھے قدس کے دیس مین — یہان آپ بیٹھے ہین اس بھیس مین

بھلا اس مین کیا مصلحت تھی حضور — جزا اسکی کہ جلدی مین کیا ان ضرور

کہا مین نہ آتا جو ای خوش صفات — دکھاتا تجھے کون بابِ نجات

فقط تیری خاطر مین آیا یہان — محبت کا نقشہ جمایا یہان

اسی واسطے مین نے بدلا یہ بھیس — کہ مل کر تجھے لیچلون اپنے دیس

سحر ہو تو کھولون ہین بابِ نجات — تجھے بخشدون حاصلِ کائنات

کہ زادِ سفر ہو وہ حسنِ عمل — مرے ساتھ پھر تو سوئے قدس چل

پہونچکر تو اُس منزلِ عیش پر — بڑے چین سے تا ابد کر بسر

وہ اہلِ محبت وہ اہلِ طریق — وہین آ رہین گے ترے سب رفیق

سُنا جب یہ ارشاد مہرِ منیر — تو تڑپنے لگے وجد مین بے نظیر

غزل

محبت کا جذب و اثر دیکھیے — وہ خود مینے آئے خبر دیکھیے

کبھی جنکو لکھتے تھے ہم شوقِ دل — وہی آج ہین نامہ بر دیکھیے

کسی کا وہ منھ پھیر کر بیٹھنا — کسی کا وہ کہنا ادھر دیکھیے

کبھی میری قسمت کی پھر دیکھنا — ذرا اپنی ترچھی نظر دیکھیے

اسی پر ہی نازِ نگاہِ کرم ہے — مین تڑپون ادھر آپ اُدھر دیکھیے

یہ آنکھیں بہت دن سے تھیں فرشِ راہ | وہ آئے ہیں اب راہ پر دیکھیے
کوئی عشق کہتا تھا کوئی جنون | بتاتا ہی کیا چارہ گر دیکھیے
وہ آخر ملے بات کی بات میں | وہ طول اور یہ مختصر دیکھیے
بہت خوبصورت ہیں یوسف مگر | ذرا آپ کو دیکھکر دیکھیے
اس آئینہ خانہ میں حیرت ہی یہ | کدھر دیکھیے اور کدھر دیکھیے
نہیں کھولتے آنکھ کیون بینظیر | وہ آتا ہی کوئی ادھر دیکھیے

حسنِ قبول

زہے مست ای ساقیِ ذوالجلال | کہ ہین جو اہر ہی تیرا جمال
جو تو ہی تو کیا حاجتِ جامِ جم | یہ اپنی ہی گزری ہی بیکاست وکم
ہو العشق ہان میرا حصہ ہی یہ | کہ دوباکبازون کا قصہ ہی یہ
وہ گل ہی جو اہر تو مین بینظیر | مگر شرع کے دونون فرمان پذیر
ہر اک نظم کا اس کی دیوانہ ہی | یہ سچا محبت کا افسانہ ہی
نبی ص اس سے خوش اور اہلِ وصال | ہی خود جوشِ رحمت مین وہ ذوالجلال
وہ مرد ہے کہ جسکی ہر اک موج سے | دوعالم مین شورِ تلاطم پڑے
کوئی رند ہون مین نہ فاسق ہون مین | ترے نور کا پاک عاشق ہون مین

ترا مجھپہ احسان کیا کیا نہین — ملے غیر سے یہ وہ لیلیٰ نہین

شریعت ہوئی ختم باقی ہو عشق — ازل سے ہمارا تو ساقی ہو عشق

مجھے دونون عالم سے بہتر ہو یہ — کمالِ ولایت سے بڑھ کر ہو یہ

ملائک یہان آکے تھمتے نہین — قدم خاص لوگون کے جمتے نہین

جو صورت یہ ہو تو مجازی ہو وہ — جو ہو بیر یا حق طرازی ہو وہ

حرم مین رہین یا رہین دیر مین — مگر فرق آتا نہین سیر مین

ہمارا خدا ساتھ ہو سب کہین — جو عاشق ہو ہرگز وہ ڈگتا نہین

زلیخا بھی تھی غیر کی ہم جلیس — تھا لیلیٰ کا خاوند بھی اک خسیس

نہ شیرین نہ عذری مین یہ بات تھی — وہان بھی دوئی کی ملاقات تھی

ترا شکر اے عینِ اعیانِ کُل — کہ بخشا مجھے تو نے یہ پاک گُل

یہ تمیز دی تو نے وحدت کے ساتھ — ہوا عشق کامل شریعت کے ساتھ

نہین عشق کو شرع سے کچھ بھی کام — یہ ہو محرمیت وہ ہو انتظام

مگر ساتھ ہوان دونون تو خوب ہو — یہ عاشق حقیقت مین محبوب ہو

خلیں اُسکا مین وہ مری جان ہو — یہ پیمان سا ترد کا پیمان ہو

نہ کیون جان اہلِ حقیقت ہو عشق — وہ ہو فسق جو بے شریعت ہو عشق

نہ ہوتے جو عاشق جنابِ رسول — نہ پاتے یہ معراجِ حُسنِ قبول

انھین کے کرم سے ملا یہ وصال — رہے تا ابد دولتِ لازوال

جو وہ ذات پابندِ فطرت ہوئی — تو پہلے محمدؐ کی صورت ہوئی

مقید تھی خود پر مقید نہ تھی — تماشا کنِ غیرِ سرمد نہ تھی

ہین آزاد دنیا مین کامل بہت — کہ پابند ہونا ہی مشکل بہت

جو سچا کسی کا ہی ای ذوالجلال — اسی کو میسر ہی تیرا وصال

کہ ہر شی ہی مظہر تری ذات کی — تجلی ہی گھر گھر تری ذات کی

جو ہی مظہرِ ذات ہر جز و کل — نہ کیون میرا مرکز ہو پھر میرا گُل

کہین نام اللہ ہی ذات کا — کہین ہی وہ شانِ رسولِ خدا

کہین ہی جو امر کہین بینظیر — غرض ہر جگہ ہی یہ ہین دلپذیر

جو حفظِ مراتب کیا ذات سے — تو ہم کیون نہ برتین وہی قاعدے

بڑا سب سے اللہ کو جان کر — رسولؐ اور احکام کو مان کر

جو اہر مین دیکھون وہی نورِ ذات — کہ ہو جائین یکذات جملہ صفات

ہی ابلیس جو عکسِ شانِ جلال — پریشان کیا اُسنے کیا کیا خیال

بہت غارِ تیرہ ہین اس راہ مین — جو آیا گرا وہ کسی چاہ مین

مگر ہم محمدؐ کو پکڑے رہے — اوامر کے پھندے وان مین جکڑے رہے

بہت اُسنے مجبور ہم کو کیا — شریعت نے لیکن نہ گرنے دیا

کرین کیون نہین ہم خلاف نبیؐ — یہ سب آزمایش تھی اللہ کی

رسولِ خدا نے سنبھالا ہمین — خدا نے بلا سے نکالا ہمین

زمانے کی فکرون سے آزاد ہی — حرم مین جو اہر مری شاد ہی

مین پھرتا ہون گو ہر طرف جوش مین — مری روح ہی اُسکی آغوش مین

اگر محض شہوت پرستی نہ ہو — توکیون اسقدر جوشِ مستی ہو

نبیؐ کو تھی مرغوب طبعِ شریف — صلوٰۃ ونساء اور بوئے لطیف

نہ مستی کا ظاہر مین کچھ شور تھا — نبوّت کے احکام کا زور تھا

جو دنیا کی پوری ضرورت ہوئی — وہین ختم شانِ نبوت ہوئی

بہت اس طرف عشق غالب ہوا — کہ مطلوب خود مین طالب ہوا

مگر ہان شریعت نہ چھوٹی کبھی — یہ مضبوط رسّی نہ ٹوٹی کبھی

ہوا اس سے پیدا کچھ ایسا کمال — کہ ہم پہونچے بالائے بامِ وصال

ہی شانِ مستی رہ و رسمِ داد — خدا نے کیا اجتماعِ تضاد

تحمّل سکھاتے نہ جو یہ تمیز — تو اسوقت ہوتے نہ ہم کوئی چیز

کرین پیروی ہم اُسی راہ کی
کہ بیشک وہ رحمت ہین اللہ کی

بہت ان فقیرون نے دھوکا دیا
خلافِ شریعت یہ اغوا کیا

مگر اُنکو شیطان سمجھے رہے
شریعت کو ایمان سمجھے رہے

ادب جو محمدؐ کا ہم نے کیا
خدا نے ہمین جو دیا وہ دیا

ہی اسرارِ باطن سے جو رابطہ
کسی کا نہین اس مین کچھ واسطہ

وہی ذات خوب اس سے آگاہ ہی
مرا پیر واللہ اللہ ہی

اُسی نے دکھایا محمدؐ کا نور
رہین جسکے تابع میانِ ظہور

عجب عشق کامل کا بھی جاہ ہی
کہ جو کچھ ہی اللہ ہی اللہ ہی

کہین کس سے کس دھن مین رہتے ہین ہم
خدا ہی سے ہر بات کہتے ہین ہم

جسے دخل روحانیون مین نہین
اُسے کس طرح آئے اُسکا یقین

مگر اہلِ دنیا کے قابل ہی وہ
غرض جس سے پوری ہو کامل ہی وہ

مشیئت کے تابع ولیؑ و نبیؐ
مشیئت نہین اُن کی تابع کبھی

تمنا سے ہی پاک یہ کاروبار
جو ہو بھی تو بس حسرتِ وصلِ یار

ریا و ہوس کا نشان کچھ نہین
غرض کی محبت یہان کچھ نہین

الٰہی جو اُجڑ کو آباد رکھ
ہمین وصلِ باہم سے تو شاد رکھ

محمدؐ کے صدقے میں دے مرادِ امید — عطا کر تو اولاد ہم کو سعید

جہانتک کہ نسلیں ہماری رہیں — محمدؐ کی مقبول ساری رہیں

ولی ایک ان میں برابر رہے — جو محیی دینِ پیمبر رہے

ہوں مقبول ہم تا بروزِ شمار — جواہر کی عصمت رہے یادگار

ہے تیرا وجودِ اتم ہر جگہ — جو تو چاہے تو ہو حرم ہر جگہ

الٰہی ہم اب ملا دے ہمیں — ہیں مردہ سے دونوں جدا نے ہمیں

اسے بھیجدے یا بلالے مجھے — کہ ہر شی پہ قدرت ہے یا رب تجھے

مٹے وصلِ روحی سے کیا اضطراب — ملاقاتِ [illegible] ہوں کامیاب

جواہر کا ظاہر میں بھی ساتھ دے — مرے ہاتھ میں اسکا تو ہاتھ دے

مجھے ہوتا اذنِ حضوری اگر — تو پھرتا میں کیوں ہند میں دربدر

چلی استقدر سر بسر اضطراب — ستادی ہے جسنے بہارِ شباب

وہ راحت نہیں اب وہ صورت نہیں — کوئی لحظہ دل کو مسرت نہیں

تو چاہے تو ہو میرے پروردگار — بہارِ جوانی شبابِ بہار

کوئی بے غرض کب مرا یار تھا — جو ابتک ملا وہ ریاکار تھا

سوا بڑھکے مجھکو بہت نیک بھی — نہ اتنک ملا بے غرض ایک بھی

شب و روز کیا کیا نہ بیٹھے رہے | یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے

تھی آدم کو جنت مین وحشت کمال | مین پھر کیون نہ گھبراؤن یا ذوالجلال

طبیعت پہ کچھ زور چلتا نہین | اکیلے مین اب دل بہلتا نہین

کہانتک جدائی کہانتک یہ چال | ملا دے ہمین جلد یا ذا الجلال

عطا کر وفادار اصحاب بھی | ملین اہلِ تصدیق احباب بھی

ہمین صدق عالم کو پہچان دے | ہمین دوست سچے مسلمان دے

جواہر کو ہوس مجھی سے نیاز | اٹھاؤن جواہر ہی کے مین بھی ناز

رہے کام تیری رضا سے ہمین | بچانا تو فقر و بلا سے ہمین

الٰہی ہر آفت سے بہتان سے | بچانا ہمین اپنے احسان سے

تری چشمِ رحمت ادھر یون پھرے | کسی سے نہ حاجت رہے جز ترے

جنان اور دنیا مین بھی یا مجیب | رہے ہم کو دیدار تیرا نصیب

ارادون مین اپنے رہین کامیاب | دعا ہم کرین تو کرے مستجاب

دو عالم مین از بہر اربابِ حال | رہے ہم سے راضی تو یا ذوالجلال

طفیلِ محمد رسولِ کریم

بس اب رحم کر یا رحیم و عظیم

باب نجات

پلا اب وہ مے ساقیِ پاک ذات | بنے حلقۂ جام بابِ نجات

اچھوتی دے وہ دخترِ رز مجھے | کہ ہو دم پہ قابو دعا دون تجھے

بنا مست و بیخود مٹا حبِ غیر | کہ دیکھون ہین اپنے ہی عالم کی سیر

اُٹھا جام کر جلد رفعِ ملال | کہ دنیا سراسر ہی خواب و خیال

وہی خوب ہین جو کہ رہتے ہین مست | غمِ نیست اُنکو نہ کچھ فکرِ ہست

وہ مے دے کہ ڈوبین محبت مین ہم | کہ رہتی ہی شادی نہ رہتا ہی غم

مجھے مست کر کے تو پہونچا وہان | اناالحق کہے ذرہ ذرہ جہان

نہ چھوٹے مگر یہ سلامت روی | کہ پی کر اُبلتے ہین کم ظرف ہی

ہر اک راز کی پاسداری رہے | بہکنے مین بھی ہوشیاری رہے

نہ لغزش ہو کچھ خود پرستی مین بھی | قدم لڑکھڑائین نہ مستی مین بھی

چھڑا دے خیالِ حیات و ممات | کہ دنیا کے سب کام ہین بے ثبات

وہ مے دے کرے جو کہ یون بیخبر | نہ جنت کا غم ہو نہ دوزخ کا ڈر

اُٹھا جام دے بھر کے اب وہ شراب | جو دل سے اُٹھا دے دوئی کا حجاب

مری مے پرستی کی وہ شان ہو | جہان خود پرستی بھی ایمان ہو

حرم سے نہ مطلب نہ ہو دیر سے
لگاوٹ نہ باقی رہے غیر سے

نہ اغیار کام آئیں گے کچھ نہ یار
خیالی ہیں سارے یہ نقش و نگار

پلا ساغرِ عشق کر شاد کام
ہے دنیا فقط ایک دھوکے کا نام

کہاں تک ہیں افسانۂ [illegible]
کہا تب صراحی کا قلقل سنوں

پلا بادہ پھر سُن عمری داستان
کہ ہو جام آئینۂ داستان

نہ گھبراؤں کیوں دورِ ایام [illegible]
صدا آ رہی ہے لبِ جام سے

رہیگا نہ کوئی رہے بے نظیر
رہے بس نام اللہ کا بے نظیر

یہ وہ دور ہے جز خدا و نگار
کسی کا بھی ہرگز نہیں اعتبار

نہیں جز ترے جو کسی کو بقا
مجھے ذات میں اپنی کر تو فنا

نہیں جانتا کوئی دم کا شمار
نہ ٹوٹے کبھی جامِ زرّیں کا تار

شفق سے لگائی جو خمِ شراب
اُٹھا تمتماتا ہوا آفتاب

حیا صبح کی مہر کھونے لگا
دماغِ ہوا گرم ہونے لگا

چلی لڑکھڑاتی نسیمِ سحر
شعاعیں بڑھیں نشئہ میں جھوم کر

سنبھالے ہوئے خود کو وہ بے نظیر
چلا سوئے دربارِ مہرِ منیر

ملا راہ میں حیلۂ نامور
یہ پہونچائی اُس بادِ فا نے خبر

ہمین جانے کو تھا خدمتِ شاہ مین / مگر آپ تو نہ ٹہریے راہ مین
ذرا اتنی تکلیف فرمائیے / جو امہر کو بھی ساتھ لیجائیے
یہ سن کر چلا وہ شہِ دو جہان / وہ جس جا فروکش تھی آیا وہان
جو بھیجا تھا نامہ کسی گل کے ہاتھ / چلی طیبہ بھی جمیلہ کے ساتھ
اسی روز پہونچے ہین وہ بھی وہین / کہ جس جا جو امہر ہوئی ہے مکین
انھین بھی غرض ساتھ لیکر وہ شاہ / گیا پیشِ سلطانِ گیتی پناہ
بہ آئین شائستہ و دلپذیر / ہوئین وہ قدمبوسِ مہرِ منیر
وہ سلطانِ عالی نسب ذی کمال / بہت خوش ہوا بعدِ تفتیشِ حال
ہوئی رخصتِ دردو غم ناگزیر / ہوا موردِ صد کرم بے نظیر
دیا شاہ نے ہاتھ مین اسکا ہاتھ / ملے بلبل و گل مسرت کے ساتھ
کیا عقد دونون کا سلطان نے / ملایا پسِ ہجر رحمن نے
جو سازِ طرب سے فراغت ہوئی / تو سلطان کی پھر یہ رحمت ہوئی
بٹھا کر زراہِ عنایت اسے / دیا سونپ گنجِ محبت اسے
کہا ہے یہی حاصلِ کائنات / اسے لیکے چل سوئے بابِ نجات
یہ کہکر جو اٹھا تو وہ سب کے سب / روانہ ہوئے ساتھ باصد ادب

ذرا دور جا کر رُکا شاہِ دین — کہا دیکھ اب اپنی لوحِ یقین

پڑی لوح پر جو نظر ایک بار — تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی وقار

یہ لکھا ہے اے عاشقِ بے نظیر — اُٹھا جلد دامانِ مہرِ منیر

اُسی مین تو چھپ جا اے خوش صفات — نظر آئے تا تجھکو بابِ نجات

پڑھا یہ تو فوراً شہِ بے نظیر — چھپا زیرِ دامانِ مہرِ منیر

دکھائی دیا سامنے ایک باب — تجلّی مین رشکِ مہ و آفتاب

وہ بابِ سعادت بلند اسقدر — کہ مشکل سے کلسو نپہ ٹھہرے نظر

نگہبان ہزارون پیادے سوار — فرشتون کا بھی ہو نہ اُس جا گزار

اُنھون نے جو دیکھا اُٹھا کر نظر — کہ آتا ہے شاہنشہِ نامور

برابر کھڑے ہو گئے اک طرف — جُھکے بہرِ تسلیم وہ صف بہ صف

قریب آ گیا جب وہ عالی تبار — قدم آ کے سب نے لیے ایکبار

لیے ساتھ اُسکو بصد عزّ و شان — ہوا داخلِ بابِ شاہِ جہان

ہوئی ختم جسوقت وہ حدِّ باب — تو بولا وہ سلطانِ رحمت مآب

ذرا دیکھ اب لوح اے بے نظیر — کہ لکھتی ہے وہ کیا بحکمِ قدیر

یہ سن کر جو ہین لوح پر کی نظر — تو اپنی ہی تصویر تھی جلوہ گر

نہ اورنگِ شادی نہ ماتم رہا | فقط ایک حیرت کا عالم رہا

وادی حیرت

پلا اب وہ دُرِ ساقیِ مہ جبین | کہ آئینہ بن جائے لوحِ یقین
وہ مے جامِ خوش پڑھے جا درود | بنادے مجھے مستِ علمِ وجود
وہ مے دے کہ ہو اسکا عین الیقین | کہ انسان ہی ہو گیا انگبین
فلک پر اُڑا وہ سنہرا غبار | منور ہوے وادی و کوہسار
نجوم اپنی ہستی کو کھونے لگے | تجلی مین روپوش ہونے لگے
سحر لے کے آئینۂ آفتاب | ہوئی جلوہ افگن بصد آب و تاب
مطلا پہاڑون کی وہ چوٹیان | دکھاتی ہین اسوقت کیا کیا سمان
بھرے نخل اُنپر زرافشان کرن | شعاعون کی وہ کونپلون پر پھبن
وہ سرسبز پودے طراوت بھرے | وہ شفاف چشمے لطافت بھرے
وہ شبنم کی دھوئی ہری ٹہنیان | زمرد کی وہ قدرتی کلغیان
وہ پانی کا جھرنا وہ چاندی کے تار | وہ شیشے کی چادر وہ صاف آبشار
سرِ شاخ پھولون کا گُتھنا کہین | گلے مل کے نہرون کا بہنا کہین
وہ گدرائے پھل ہر شجر بارور | پھٹا پڑتا ہے جوبن اشجار پر

کہین لالۂ سرخ ساغر بدوش | کہین نرگس مست حیرت فروش

وہ نکھرا ہوا چہرۂ نونہال | وہ بکھرے ہوے سنبل تر کے بال

کہین پھولے پھلے کہین مرغزار | ریاحین خودرو کہین بے شمار

[illegible] کا رنگ کہین | [illegible] کا جنگل ہین [illegible] کہین

وہ گنجان [illegible] شاخین شجر سایہ دار | ہرا [illegible] کے دامن مین وہ سبزہ زار

کہین طائران سحر نغمہ زن | کہین [illegible]

کہین غول کے غول رعنا غزال | [illegible] کے پر [illegible] مرغ یاقوت بال

پرندون کا جھرمٹ برنگ سحاب | کہین جھنڈ چڑیون کا بالائے آب

وہ دریا کا موجین کہین مارنا | کچھارون مین شیرونکا ہنکارنا

کہین غار مین جاگزین تیندوے | کہین کھوہ مین بیٹھے ہوے اژدہے

درندون کا جنگل مین وہ گھومنا | کہین ہاتھیون کا کھڑے جھومنا

کہین کنڈ پر وہ گھنی جھاڑیان | [illegible] ہزارون نہان

چٹانون پہ وہ چادر آب صاف | ہو چاندی کے پتر کا جیسے غلاف

کہین گھاٹیون پر درندونکا زور | کہین ڈالیون پر پرندونکا شور

وہ کیلے کا جنگل وہ آب روان | ترائی مین لاکھون جڑی بوٹیان

وہ گلّون کا چرنا چراگاہ مین
بچھا سبز قالین ہر رہ مین

سلین سنگِ مرمر کی با آب و تاب
دکھاے نگین پر تو آفتاب

ذرا دور چل کر بیابان مین
روان ایک دریا تھا میدان مین

تلاطم ہی امواج کا اسقدر
کہ آتا نہین وہ کنارہ نظر

یہ سب ہی مگر کوئی مرد خدا
نہین دیکھتا [illegible]

جدھر آنکھ اُٹھاتا ہی وہ بیخبر
تو اپنی ہی تصویر ہی جلوہ گر

یہ عالم تحیّر کا ہر بات مین
کہ جو شی ہی وہ [illegible] ہی ذات مین

گھرا ہی تردّد کی حالت مین وہ
پھنسا ہی بہت سخت حیرت مین وہ

کھڑا سوچتا ہی وہ نازک مزاج
کہان لائی ہی مجھکو تقدیر آج

ہوا محوِ حیرت جو وہ خوش عمل
تو گھبرا کے پڑھنے لگا یہ غزل

غزل

یہ کیا ہی [illegible]
[illegible]

ہمین کوہ و وادی ہمین جوئے آب
ہمین نخل و سبزہ حجر بھی ہمین

ہمین ہین مورّخ ہمین داستان
ہمین مخبرِ حق خبر بھی ہمین

ہمین دیر و کعبہ خدا و صنم
ہمین صاحبِ خانہ گھر بھی ہمین

ہمین لامکان ہین ہمین ہر جگہ — ادھر بھی ہمین ہین اُدھر بھی ہمین

ہمین دفترِ کُل ہمین لفظِ کُن — ہمین طول بھی مختصر بھی ہمین

ہمین خود مصور ہمین خود نگاہ — تماشائے اہلِ نظر بھی ہمین

ہمین نیست ہین خود ہمین ہست ہین — قضا بھی ہمین ہین قدر بھی ہمین

ہمین نفسِ جانان ہمین منتظر — ہمین ذاتِ باری بشر بھی ہمین

اسی کشمکش ہین سر انجام کار — اُسے لوح یاد آگئی ایک بار

مگر وہ تو پہلے سے آئینہ تھی — نظر آئی پھر اپنی صورت وہی

اُسی شکل سے پر وہ رعنا جوان — لگا پوچھنے کیا کرون اب یہان

وہ کہنے لگی ای شہِ باخبر — یہ وادیِ حیرت کا ہے سب اثر

تری شکل ہر جا ہے گو جاگیر — نہان پر انھین مین ہے مہرِ منیر

تلون یہان سے تو کر اختیار — کہ تا تجھپہ یہ راز ہو آشکار

جسے ساتھ تیرے تغیر نہ ہو — سمجھ پھر اُس صورتِ پاک کو

پکڑ لے تو دامن اُسی مرد کا — نہ اندیشہ کر گرم کا سرد کا

جو ہو ربط اُس شاہِ دیندار سے — ابھی پار ہو بحرِ ذخار سے

جو اس بحرِ حیرت سے جائے گزر — پہونچ جائے تا دشتِ ہُو بیخطر

یہ سمجھا تو وہ خسروِ نامدار
بدلنے لگا حالتین بے شمار

بدلتا گیا جیسے وہ رنگ
وہ شکلین بدلتی ہین بیدرنگ

نظر آئی اک صورتِ بے نظیر
کہ ہرگز نہین وہ تغیّر پذیر

یہ دیکھا تو وہ خسروِ دوجہان
ہوا اک طرف ساتھ اُسکے روان

جدھر سے وہ ذی جاہ ہوتے گئے
بہت لوگ ہمراہ ہوتے گئے

نظر آئی اک کشتیٔ امتحان
ہوے سب سوار اُسپہ باعزّ و شان

چلی جس گھڑی موجِ بادِ مراد
روانہ ہوے سب وہ عالی نژاد

گئے جبکہ دھارے مین وہ نیکخو
بھنور مین پڑی کشتیٔ آرزو

جو طوفانِ حسرت ہوا آشکار
ہوے خوف سے سب کے سب بیقرار

بدلنے لگا رنگ ہر ناخدا
مگر ایک حالت پہ ہی ناخدا

یہ کہتا ہی گو ہو خفاجی سے تم
کہین کود پڑنا نہ کشتی سے تم

یکایک وہ گھبرا گئے اسقدر
گرے بحرِ ذخّار مین بے خبر

مگر لوح کے حسبِ تحریر شاہ
رہا ہمرہِ خسروِ دین پناہ

بہت کوششون سے غرض ناخدا
کنارے پہ کشتی کو لے ہی گیا

کنارے پہونچکر یہ ٹھہری صلاح
کہ اسوقت ہی بس اسی مین فلاح

گر جو ڈوبتے ہیں سنبھالو انھیں | پھنسے بے طرح ہیں نکالو انھیں
غرض [illegible] کے [illegible] خصال | جہانتک ملے انکو لائے نکال
گذارے جو [illegible] پہنچے بہ حکم قدیر | لگا دے بچھنے لوح کو بنظیر
تو اس [illegible] بیٹھے ہیں یہ آیا نظر | کہ تصویر محبوب ہی جلوہ گر
نہ تھا [illegible] فروغ نظر [illegible] ہی | جدھر آنکھ اٹھائی ادھر [illegible]

دشتِ ہو

امان ہی تو ساقی یہ کیا طور ہی | کہ ہر سو ہو اللہ کا دور ہی
بتا جلد بیخود ترے دم کی خیر | کہاں تک یہ کثرت میں وحدت کی سیر
وہ مے دے کہ دون جسکو سوغات میں | فنا کردے محبوب کی ذات میں
شب غم کی رخصت وہ پچھلا پہر | وہ تاروں کی چھاں وہ نسیم سحر
اٹھو جاگو کی ہر طرف ہی پکار | سحر کھاکے فارغ ہوئے روزہ دار
تجلی رحمت کا ہر سو ظہور | بسیروں سے اڑنے لگے ہیں طیور
وہ کچھ کچھ جھلکنے لگیں کونپلیں | کہروا اڑانے لگیں کوئلیں
پپیہوں نے دل پر لگائی وہ چوٹ | کہ معشوق بھی ہوگئے لوٹ پوٹ
تجلی فشان گنبد آسمان | نمود سحر کا سہانا سماں

طیورِ سحر گرمِ حمد و سپاس — ثناسنجِ مرغانِ زرّیں لباس

کوئی آگ بھڑکاتا ہوا جوش میں — ہے آتش فگن خرمنِ ہوش میں

کوئی گنگری [illegible] رہا ہے کہیں — کوئی [illegible] [illegible] ہے کہیں

خوش آئند لوری ہے بھرتی صدا — [illegible] رنگ [illegible] پنچھی ہوا

کوئی زمزمہ سنج اس آن سے — کہ اتری نکلتی ہے [illegible] سے

دکھاتا ہے کوئی رکھب کی بہار — کوئی اپنے پنچم کے سر پہ نثار

لگاتا ہے دھیوت کوئی اسطرح — کہ ہو اپنے نکھد [illegible]

چڑھی اتری مدھم کی چل پھر کہیں — وہ گندھار پر [illegible] دل [illegible]

وہ چھوٹا اور ہم کی نکھد پہ بہار — وہ گتکوں کی باڑی [illegible] اُتار

کوئی کر رہا ہے وہ مشقِ سند — دکھاتا ہے [illegible] کی کوئی شد و مد

کوئی بول اور گت پہ نغمہ سرا — کوئی جوڑ اور انترے پر فدا

وہ ملتی ہیں پیپل کی جو پتیاں — بجاتی ہیں [illegible] تال پر تالیاں

کہیں ٹیپ کی دون کا شور ہے — کہیں [illegible] کا زور ہے

صداؤں سے گونجا ہوا بن تمام — درختوں پہ حیرت کا جوبن تمام

سُنا جب یہ ذکرِ خفی و جلی — اُٹھا بسترِ خواب سے پھر بھی

ہوا محوِ فکرِ سفر مین دماغ
صدائے جرس بن گیا شورِ زاغ

کنارے سے آگے بڑھا بےنظیر
وہی ہر طرف شکلِ مہرِ منیر

ملا اک کفِ دست میدانِ ریگ
جدھر دیکھیے اک بیابانِ ریگ

وہ بالو کے ٹیلے وہ اُجلے پہاڑ
کہین چاندی کے ٹیکرونکی وہ آڑ

ہوا کے وہ جھونکے خدا کی پناہ
کہ جن سے تصوّر کی دُھندلی نگاہ

قریب آگئی دوپہر جب وہان
تپش سے ہوئی ریگ آتش فشان

شرر بن کے ذرّے جو اُڑنے لگے
ہوے کوہِ آتش فشان ٹیکرے

مگر دیکھتا ہی یہی بےنظیر
یہان ذرّہ ذرّہ ہی مہرِ منیر

ہوا وجد مین اُسکے نغمہ سرا
تو پیدا ہوئی ہر طرف یہ صدا

غزل

مرے جان و دل مین بسا ہی وہی
جدھر دیکھون جلوہ نما ہی وہی

وہی راہ رو ہی وہی رہنما
وہی مقتدی مقتدا ہی وہی

وہی بادِ صرصر وہی گردِ راہ
وہی ریگ موجِ صبا ہی وہی

وہی منزلِ عشق مین میلِ راہ
نشانِ رہِ مدعا ہی وہی

وہی سب سے اوّل اُسی کا ظہور
وہی سب کا بانی بنا ہی وہی

وہی سب کی صورت وہی سب کی جان — وہی سب سے واصل جدا ہی وہی

وہی ساقی مے وہی محتسب — وہی رند ہی پارسا ہی وہی

ہر اک جسم مین ہی وہی بس خموش — ہر آواز مین بولتا ہی وہی

وہی خود مرض ہی وہی خود دوا — ہر آزار کی خود شفا ہی وہی

کبھی دیکھتا تھا مین نیرنگ دہر — لگا ہون مین اب پھر رہا ہی وہی

وہی ذاتِ مطلق وہی بینظیر — وہی شکلِ انسان خدا ہی وہی

یہ پڑھتا ہوا جا رہا ہی وہ شاہ — گیا بیٹھ اک جا مگر بھر کے آہ

نظر لوح پر کی جو زیرِ سپہر — تو دیکھی پھر اُس مین وہی شکلِ مہر

اسی شکل سے وہ شہِ کاروان — یہ کہنے لگا کیا کرون اب یہان

رہون کب تک اس حال مین مین اسیر — جسے دیکھتا ہون وہ مہرِ منیر

وہ تصویر بولی کہ ای کاروان — مٹا دے تو اب قیدِ صورت یہان

فقط اپنے ہی دل سے کہہ مدعا — کسی غیر سے تو نہ رکھ واسطا

ہر اک عزم و ہر فعل کو ای جری — سمجھ لے محرک ہی اسکا وہی

ترے دل مین جو آئے کر بے دھڑک — کہ جاتی رہے یکقلم یہ جھجک

لگے آگ بھی تو نہ رکنا کہین — کہ آجائے قدرت کا حق الیقین

جو ہو بے تکلف تو ہر بات مین — ملے جا کے محبوب کی ذات مین
سوئے قدس جسوقت ہوگا گزر — تجھے خود نہ ہوگی کچھ اسکی خبر
کہ مین کون ہون اور آیا کہان — نہ تمییز ہوگی کسی کی وہان
یہان تو مٹا دے قیودِ صفات — وہان خود نہ رہجائیگی قیدِ ذات
گئی ہی جو وہ اک رہِ مستقیم — چلا جا اُسی سمت بے خوف و بیم
وہان سے سوئے راست ای متقی — وہ نکلا ہی اک کوچۂ بیخودی
سرِ راہ ہی ایک تخت روان — کہ گردش مین ہی صورتِ آسمان
یہ گو سب نظر آئینگے شکلِ مہر — بہر نوع دکھلائینگے شکلِ مہر
مگر پوچھنا دل سے ای تازہ بخت — وہ کہدیگا یہ راہ ہی یہ ہی تخت
سوار اُسپہ ہونا تو با کرّ و فر — نہ تا قدس پھر ہوگی تجھکو خبر
رہیگا نہ معشوق و عاشق مین فصل — وہان ایک ہوجائینگے نقل و اصل
وہان جا کے دیکھیگا جب ای حسین — تو کچھ بھی نہین اور سب کچھ وہین

بہار

پلا ساقیا وہ مئے لالہ فام — گلابی رہین میری آنکھین مدام
ستاتی ہی اک گل کی دوری مجھے — چھکاوے رہے تا حضوری مجھے

ہی نوروز آج ای بہارِ کرم — بنا دے مجھے غیرتِ جامِ جم
نظر آتی ہی قدرتِ ذوالجلال — کہ بیشِ نظر ہی زمانے کا حال
ابھی جل رہا ہی قمر کا چراغ — کھلا ہی سرِ چرخ تارون کا باغ
وہ جو کہکشان کی سڑک ہی ادھر — شعاعون نے چھڑکا اسے رات بھر
ہر اک سمت ہی کیا سہانا سمان — فرح بخش ہی کیسی تارونکی چھان
ابھی تک نہین آتی آوازِ کوس — جبینِ فلک ہی جبین عروس
وہی مشعلین جلتی ہین اب مین — وہی پھول پھولے ہین تالاب مین
کہین اونگھتے ہین تہجد گزار — پڑے ہین کہین مستِ شب زندہ دار
گئے شہر سے بھاگ کر دور چور — نہین اب کہین پہرے والونکا شور
تجلی کا ہی ہر طرف گو ہجوم — مگر ماند ہونے لگے ہین نجوم
پڑی ضو ستارون کی مدھم مگر — ابھی ہنس رہا ہی چراغِ قمر
تجلی مین ڈوبی ہوئی چاندنی — بنی آمدِ صبح سے حیرتی
قریب آتی جاتی ہی اب صبحِ وصل — یہ نقلی ضیا ہو گی دم بھر مین اصل
شفق آسمان پر ہوئی خیمہ زن — گلابی رنگا چرخ نے پیرہن
شعاعونکا جھولنا جو آنے لگا — چراغِ قمر جھلملانے لگا

بدلنے لگا رنگِ پیرِ فلک — دکھانے لگی ضو شفق کی جھلک
دمِ صبح وَالْفَجر پڑھنے لگا — اُجالا بھی رہ رہ کے بڑھنے لگا
نظر آتا ہی آدمی دور کا — پھٹی پو وہ تڑکا ہوا نور کا
گیا سیر کو غرب مین ماہتاب — نظر آئی وہ شرق مین آبِ تاب
پڑا بہتے پانی مین عکسِ شفق — بنی سطحِ دریا گلابی ورق
اُڑا ہر طرف وہ ابیر اور گُلال — ہوا دامنِ موج تک لال لال
مچانے لگا شور ہر سو گجر (لفظ ہندی ۱۲) — جگانے لگی بانگِ مرغِ سحر
ہوئی صبحِ رنگین ادا خندہ زن — چمکنے لگی جگمگاتی کرن
چلے جانبِ بتکدہ بید خوان — نمازی اُٹھے سُن کے شورِ اذان
بڑھے جام دردستِ رندانِ مست — درِ میکدہ پر اڑے مے پرست
شعاعون کی بڑھنے لگی اب بہار — بنا لالہ زارِ فلک شعلہ زار
سُنہرا ہوا عارضِ چرخِ پیر — نکلنے پہ ہی آفتابِ منیر
وہ چھایا گلستان پہ رنگِ شفق — مطلّا ہوے سارے گل کے ورق
وہ بلبل وہ طوطیِ شکّر شکن — چہکتے ہین کیا کیا طیورِ چمن
جوانانِ گلشن لبِ جوئبار — اُٹھے بہرِ تعظیمِ فصلِ بہار

عنادل کا ہر سمت جوش و خروش ‏ نسیمِ چمن مست و نزہت فروش

کہین بلبلِ زار کے چہچہے ‏ کہین شاہدِ گل کے وہ قہقہے

بہار آئی نکھرے نہالِ چمن ‏ بدلنے لگے نخل رختِ کہن

وہ بوٹون ہین کلّے لگے پھوٹنے ‏ عنادل کے چھکّے لگے چھوٹنے

درختون نے پہنا وہ دھانی لباس ‏ لبِ نہر سبزہ زمرّد اساس

نئی پتّیان وہ چمکنے لگین ‏ وہ کھِل کھِل کے کلیان مہکنے لگین

ریاحین سرسبز تازہ بہار ‏ وہ پھولی حنا ہر طرف عطر بار

وہ شاخون ہین کوپل نکلنے لگی ‏ درختون کی صورت بدلنے لگی

بنفشہ کہین سنبلِ تر کہین ‏ کہین سوسن و گل بہار آفرین

گلستان ہین ہر سو شمیمِ بہار ‏ اُڑی دوشِ بادِ سحر پر سوار

حسینانِ نازک ادا لالہ رو ‏ روش پر ٹہلتے ہین ہمرنگِ بو

کھِلے پھول بیلے کے وہ لاجواب ‏ وہ پھولے ہزارون طرح کے گلاب

وہ پھولی چنبیلی کھلا مونگرا ‏ کھلی چاندنی باغ ہین جا بجا

وہ گڑھل کھلا اور خیرو کھلا ‏ وہ نرگس کھلی اور شبّو کھلا

وہ پھولی نواڑی کھلی کاسنی ‏ وہ لالہ کھلا وہ کھلی کاسنی

چمن زیورِ گل سے زیبا نگار
وہ نوخاستہ نوعروسِ بہار

بھرا مے سے لالے کا رنگین ایاغ
دہکنے لگا آتشِ گل سے باغ

یہ فطرت کا ہے قدرتی انتظام
کھلے پھول لاکھون طرح کے تمام

وہ پھولون پہ اُڑتی ہوئین تتلیان
دکھاتی ہین قدرت کی صنّاعیان

پڑے ہین جو اس لطف سے بیخبر
جگاتی ہے اُنکو نسیمِ سحر

لیے لخلخہ موجِ بادِ بہار
ٹہلتی ہے جوشِ نمو پر سوار

گرین پھولون پر شہد کی مکھّیان
وہ چھتّون سے جُھکنے لگین ٹہنیان

بھری گود شاخون کی اثمار سے
ٹپکنے لگا شہد اشجار سے

وہ گدرائے پھل رنگ لانے لگے
انار اپنے جوبن دکھانے لگے

وہ انگور وہ رس بھری لیچیان
لٹکتی ہین آمون مین وہ کیریان

تر و تازہ سر سبز ہے ہر شجر
لدے ہین درختون مین فصلی ثمر

وہ نارنگیون اور لیمون کے پھول
کہ بے سونگھے ہون مست اہلِ عقول

وہ فصلِ ربیع کے خرمن کے ڈھیر
جنھین دیکھ کر قحط سالی ہو سیر

وہ صحرا کی دیکھے کوئی اب بہار
کہ پھولون سے ہر شاخ ہے شعلہ زار

وہ پھولا ہوا ڈھاک بھی ہر طرف
لگائے ہے اک آگ سی ہر طرف

وہ سرخی میں سنبھل کے گل بید لے — دکھاتی ہیں لطف ریاض خلیل
وہ سرسے کے پھولوں کی بو تیز و تند — جسے سونگھتے ہی کھلے ذہن کند
دکھاتے ہیں اس وقت کیا کیا پھبن — چمکتی ہو چاندی کی جیسے کرن
کدھر سے یہ آئی ہوا یا عجیب — مگر ہی کروندے کا جنگل قریب
عجب مست خوشبو ہے پھولوں کی واہ — ہوئی جاتی ہے دل کی حالت تباہ
بہت دور وہ جھاڑیاں ہیں مگر — ہوا میں لپٹ آ رہی ہے ادھر
کہیں نیم کے پھول عطر آفریں — کہیں گچھے کچنار کے نازنیں
کرن پھول انکو ہرے بے شمار — دکھاتا ہے چاندی کے گھونگھرو کا
وہ سہجن کے وہ سرخ ڈھونگھچی کے پھول — املتاس اور مال کنگنی کے پھول
وہ صحرا کا ہر نخل پھولا ہوا — غم باد صرصر کو بھولا ہوا
ہوا میں ہے نشو و نما کا اثر — ہیں مستی پہ وحش و طیور و بشر
دکھاتا ہے پھولوں کا جوبن ابھار — امنگوں پہ ہے جوش رنگ بہار
نہیں ہوتا یہ زور مستی کبھی — کہ ہر شے پہ چھائی ہے اک بیخودی
میں اُس شان قدرت پہ ہر دم نثار — دکھائی ہمیں جسنے کیا کیا بہار
کیئے خلق لاکھوں طرح کے بشر — نہیں ملتیں پر شکلیں باہمدگر

نظر آتی ہین جتنی یہ صورتین ہجوم خیالات کی مورتین

نہین قید صورت فقط بات ہی یہ کچھ بھی نہین ذات ہی ذات ہی

اُسی کے کرشمے ہین یہ روز و شب کہ اک چیز ہی دوسری کا سبب

فلک پر وہ چھیل بل دکھاتی ہوئین شعاعین بڑھین جگمگاتی ہوئین

ہوئی دھوپ ٹیلون پہ جلوہ فگن درختون کی چوٹی پہ چمکی کرن

تجلّی سے عالم ہوا فیضیاب وہ نکلا چمکتا ہوا آفتاب

وہ تخت رواں پر کوئی ذی ہمم اُڑا جاتا ہی شکل ابر کرم

مگر اُسکو اسکی نہین کچھ خبر کہ مین کون ہون اور آیا کدھر

یکایک ملا ایک باب بلند ہوا اُسمین داخل وہ فیروزمند

روضتہ القدس

پلا ساقیا جام حق الیقین لفیہ لنا راح نور مبین

دیے جا مئے وصل ہاں ای کریم فطوبیٰ لاصحاب فوز العظیم

ابد تک یونہین رکھ مجھے کامیاب ھو اللہ یعطی بغیر الحساب

تو قادر قوی و ولی کردگار مین بندہ ترا پر گنہ شرمسار

یہ قدرت ہی تجھ صانع پاک کو محمدؐ سے روشن کیا خاک کو

ترے لطف سے ہی یہ سب ای نگار — بہار شباب و شباب بہار

یہ تیری عنایت جو ای مری — ہو کس شان کی زندگانی مری

بنایا ہمین عاشقی کے لیے — پھر اسپر کمالات اتنے دیے

ادا شکر جنکا نہ ہو تا ابد — لَكَ الْحَمْدُ يَا ذَا الْجَلَالِ الصَّمَدْ

جسے جسقدر چاہے دے اختیار — تو قادر ہے ای میرے پروردگار

ترے حکم مین ہین زمین و زمان — کوئی جانے پھر تجھ سے بچ کر کہان

مین بندہ ہون تیرا تو معبود ہے — یہ سب کچھ نہین تو ہی موجود ہے

جو پردہ اٹھائے تو ای ذو المنن — تو گم ہو نگا ہون سے یہ انجمن

تو آنکھون مین یارب تو ہی جی مین ہے — مگر لطف کچھ بندگی ہی مین ہے

عنایت کی جسپر کرے تو نظر — معائب کو واللہ کر دے ہنر

غرض نیک و بد سے نہین زینہار — کہ تو ذو المنن ہے خداوندگار

یہ سب تیری قدرت ہے ای ذو الجلال — کہ ہر رنگ مین ہون عدیم المثال

پڑھایا سبق ہم کو اخلاص کا — کیا مورد اس رحمت خاص کا

دیا پھر پیمبر بھی وہ ای غفور — کہ جسکے لیے ہے یہ سارا ظہور

وہ احمدؐ وہ محبوب رب جلیل — نوید مسیحاؑ دعائے خلیلؑ

وہی حسنِ گل عشقِ بلبل وہی ‏ غرض سب یہ افراد ہین کُل وہی

دیا پھر وہ مرشد بھی ای ذوالجلال ‏ جو اسوقت کونین ہین بے مثال

لقب شاہ جیلان سے پہلے غلام ‏ وہی ہین مگر ہی ادب اسکا نام

حرم اور بغداد ہین [illegible] جو نور ‏ ہی اسد مست بانسہ ہین اُسکا ظہور (قریب لکھنؤ)

وہ محبوب فرزند شیرِ خدا ‏ سرِ اولیاؓ وارثِ انبیاؑ

وہ جلوہ نمائے کمال و وصال ‏ وہ آئینۂ قدرتِ ذوالجلال

وہ توحید و وحدت کے پشت و پناہ ‏ شریعت طریقت کے وہ تکیہ گاہ

دیا تونے پھر وہ گرامی پدر ‏ جو ہر راز سے عشق کے باخبر

شہنشاہِ دین شاہ احسان علیؓ ‏ وہ قطبِ مدار و فقیہ و ولی

خلافت کی رو سے بحُسنِ تمیز ‏ تھے وہ نائبِ شاہ عبد العزیزؒ

اب اس سے زیادہ ہو کیا مرتبا ‏ کہ تھے عاشقِ سنتِ مصطفےٰ

[illegible] ای ذوالمنن ‏ دیا تونے ایسا جو اُستادِ فن

[illegible] جسے رحمت سے پایا وحید ‏ نہ پھر کیون ہو عالم مین یکتا وحید

نثارِ محمدؐ وہ قطبِ زمن ‏ وحید و یگانہ خدائے سخن

الٰہی وہ ملجائے ناز و نیاز ‏ مرا مرشدِ پاک و دانائے راز

وہ عالی نسب سیدِ پاک زاد — ابد تک سلامت رہے با مراد

اُسی کی بدولت مین پہونچا یہان — کرون جسپہ قربان مکانِ لامکان

وہ اک شہر ہے روضۃ القدس نام — سراسر صفا جانِ خوبی تمام

مکانات اہلِ صفا کے ضمیر — نکالی ہوئی خشت ماہِ منیر

عمارات حیرت فزائے ملوک — مقامات اسرارِ اہلِ سلوک

مکانون مین نقشِ ازل کی نشست — وہ رفعت کہ ہو اوجِ اندیشہ پست

وہ دیوارین آئینہ با آب و تاب — جو دل سے اُٹھا دین دوئی کا حجاب

دریچے کہون ہون وہ بست ایچ این — کہ ہو وصلِ حق جن کی بنیاد مین

ملی آبِ رحمت سے عالم کی جان — گلِ یہ بنا اُس مکا جب بے گمان

لگائے دلِ عارفان جائے خشت — ہوئی صرف تحریر مین سرنوشت

پڑا سرخی مین رنگِ مہرِ جمال — سفیدی مین کافورِ صبحِ جلال

بلندی کو لازم تھی پستی جہان — ہوئی عشق کی خاکساری وہان

جہان تھی مناسب نمودِ فراز — وہان صرف کی رفعتِ کبر و ناز

دیا عرض اگر بحرِ امید کا — تو ہے طول بھی حسرتِ دید کا

نہ کس طرح مضبوط ہون پھر جہات — ہے کرسی مکانون کی پائے ثبات

ہر اک کنگرہ مہرِ اوجِ کمال | ہر اک آستان عرش جاہ و جلال
پناہِ غریبان درِ ارجمند | عصائے ضعیفان ستونِ بلند
محافظ ہر اک در کا پیکِ حیات | وہ ہر ایک دروازہ بابِ نجات
ہر اک گوشہ مین راز کا بندوبست | ہر اک کمرہ خلوت سرائے الست
قضاؤ قدر نام معمار کا | توکّل وہان پُشتہ دیوار کا
بھرا کوٹ کر ہر طرف رنگِ عشق | وہ شفّاف دیوارین از رنگِ عشق
جو خالی رہی جائے اہلِ نیاز | بھرا اُس مین خونِ شہیدانِ ناز
مکانون مین ہر سو وہ نورِ امید | کہ بختِ سیہ بھی وہان ہو سپید
چراغِ رضا سے جو روشن ہین گھر | ہی تسلیم سے حُسنِ محرابِ در
ہر اک در کی محراب مین ہی وہ خم | کہ قوسین کھائین اُسی کی قسم
مکانون مین مٹی وہی ہی تمام | کہ اُسکا عبیرِ محبت ہی نام
ہر اک طاق ہی دل کے لینے مین طاق | نہین دوسرا ایسا بالاتفاق
وہان چوب کی جا ہین تارِ نگاہ | ہی سقفِ مکان ظلِّ لطفِ الٰہ
وہین بام کو کہتے ہین اوجِ عشق | ہی زینہ اُسی بام کا موجِ عشق
نہ کیون وہ محل ہو حقیقت طراز | کہ ہو نردبان جسکا عشقِ مجاز

ہو اُس گھر مین کیا حال مشتاق کا | جہان فرش ہو چشمِ عشاق کا
وہان رکھتا ہی ہر مکانِ رفیع | فضائے تقرب کا صحنِ وسیع
ہر ایوان کی واہ کیا شان ہی | سعادت یہ اک در کی دربان ہی
ہو اُس رہ مین پھر کیا نشیب و فراز | جہان فرشِ رہ ہو جبینِ نیاز
کرے کیون نہ رشک اُس گلی کا فلک | بچھا مین جہان اپنی آنکھین ملک
لکھون کیا مین اُس شہر کی آب و تاب | کہ ہو ذرہ ذرہ جہان آفتاب
ہی خالی شکایات و آفات سے | بھرا ہی وہ فخر و مباہات سے
وہان پھرنے والون کو یہ عید ہی | کہ ہر نقشِ پا چشمِ امید ہی
یہ گلیون مین ہی روشنی کا وفور | کہ ہر سمت جاری ہی اک بحرِ نور
مکانو نکلے آگے وہ خوش وضع باغ | کہ عاشق کے سینے پہ جسطرح داغ
نسیمِ حیات اُس جگہ کی ہوا | جو مُردے کو زندہ کرے بر ملا
معطر یہ گلیان وہان کی تمام | کہ تازہ کرین قدسیون کا مشام
جلال و جمال اُسکے شمس و قمر | ازل اور ابد اُسکی شام و سحر
وہان موسمون کا نرالا ہی ڈھنگ | بدلتے نہین پر بدلتے ہین رنگ
جو گرمی ہی تو عشقِ بیدرد کی | جو سردی ہی تو اک دمِ سرد کی

اُسی جا مداخل وہین استدال ‎ ‎ وہان فصل کی کچھ نرالی ہی چال

دو رویہ مکانات با آب و تاب ‎ ‎ ادھر کا اُدھر ہی برابر جواب

عجب شہر حیرت کا گنجینہ ہی ‎ ‎ کہ جو شئی وہان ہی وہ آئینہ ہی

اگر کوئی جائے وہان بھی بہیر ‎ ‎ تو ہرگز نہ دیکھے وہ تصویر غیر

نظر اُسکی جس چیز پر جائیگی ‎ ‎ تو اپنی ہی صورت نظر آئیگی

جو کچھ چاہے تو کہے کوئی نہین ‎ ‎ ھُوَاللہ اَحَد اللہ وہان کچھ نہین

عجب شہر ہی حاصلِ دو جہان ‎ ‎ کہ رہتے ہین اربابِ وحدت وہان

نہ دنیا سے مطلب نہ دین سے غرض ‎ ‎ اگر ہی تو اپنے یقین سے غرض

عجب شہر آباد و معمور ہی ‎ ‎ جو کونین مین فرد مشہور ہی

وہان کچھ غم خیر و شر ہی نہین ‎ ‎ حدوث و قدم کا گزر ہی نہین

فزون عیش جاوید بے حدّ و کد ‎ ‎ وہان سب کو حاصل حیاتِ ابد

بری نفس سے ہی وہان ہر بشر ‎ ‎ ہی وہ مسکن قدسیان سر بسر

وہان نقد رائج درود و سلام ‎ ‎ غذا سب کی تسبیح ربّ انام

خدا کے کرم سے وہان کیا نہین ‎ ‎ نہین تو فقط اک تمنّا نہین

عجب پاک بستی عجب پاک شہر ‎ ‎ کہ ہی سر بسر جانِ ادراکِ شہر

اُسی شہر کا حاکمِ ذوالجلال — وحید و احد وارث بےمثال
وہ خلّاق و پروردگارِ جہان — وہ عاشق کی روح اور عالم کی جان
رحیم و کریم و قوی قدیر — لطیف و خبیر و سمیع و بصیر
تجلّی دہِ روئے ہستی جلیں — بہارِ رخِ آفرینش جمیل
بصارت دہِ چشمِ حق الیقین — تجسم [illegible] ادا آفرین
مسرّت دہِ نشۂ جوشِ [illegible] — طراوت فزائے لبِ برگِ گل
منوّر کنِ عارضِ ماہ و مہر — نبت کنِ سقفِ بامِ سپہر
تمنّا دہِ قلب و ربِ جواد — مرادِ دلِ عاشقِ بےمراد
صفا بخشِ صبحِ ریاضِ نعیم — بہارِ گلستانِ حسنِ قدیم
نیاز آفرینِ دلِ عاشقان — رہ و رسم سازِ نہان و عیان
وہ اوصاف مین ذات مین بےنظیر — وہ مشہورِ آفاق مہرِ منیر
اُسے سب نے دیکھا تو بے اختیار — اُٹھے حسبِ حکمِ شہِ باوقار
وہ اُٹھکر گلے سب سے ملنے لگا — طبیعت کے مانند کھلنے لگا
ہوا اس درجہ گو بیخودی کا اثر — کہ اسکی بھی اُسکو نہین کچھ خبر
مگر دفعۃً خسروِ بےنظیر — گیا سجدے مین پیشِ مہرِ منیر

وہ شاہنشہِ کشورِ لامکان　　امین وہ مبین مالکِ دو جہان

یہ کہنے لگا ای مرے بینظیر　　تو اب تک رہا کس بلا مین اسیر

یہان تو جو پہونچا ہی ای باصفا　　مرے واسطے لے کے آیا ہی کیا

کہا اُسنے ای میرے تاب وتوان　　بجز عجز کے اور کیا تھا یہان

وہی نذر لایا ہی تیرا فقیر　　پر اب جو ہو تیری رضا ای قدیر

یہ سن کر وہ سلطانِ رحمت پناہ　　اُسے لے گیا ساتھ با عزّ و جاہ

ہی اک باغ دولتسرا کے قریب　　گئے مل کے اُسمین وہ دونون حبیب

کہا مہر نے ای خجستہ صفات　　مفصّل بیان کر تو سب واردات

اسی عالمِ بیخودی مین وہ مرد　　بیان کر گیا سب کا سب حالِ درد

اُسے ہوش تھا کب کسی بات کا　　خدا جانے کس کی زبان سے کہا

جو مفہوم کل ہو گیا دل نشین　　یہ قطعہ پڑھا پیش اربابِ دین

قطعہ

کہا ایک دن رحمتِ پاک نے　　کہ جسکا دو عالم مین ہمتا نہین

ریاکار ہین جتنے احباب ہین　　زمانے مین اک دوست سچّا نہین

مناسب ہی اب تجربہ کر کے دیکھ　　کہ جز حق کوئی پھر ٹھہرتا نہین

سبک رو ہو تو دل لے جنسِ عشق — کہ اس سے گران کوئی سودا نہین
محبت عجب رازِ سربستہ ہے — ہر اک سے کھلے وہ معما نہین
قضا و قدر نے بھی آکر کہا — کہ تقدیر سے کوئی چارا نہین
کہین طے بھی کر منزلِ خاصِ عشق — کہ یہ عام لوگون کا رستا نہین
جسے چاہے دے منصبِ عشق حق — کچھ اس مین کسی کا اجارا نہین
غرض دل دیا اک دل آرام کو — کہ بے اُسکے جینا بھی صلا نہین
ملامت جفائین اُٹھائین تمام — مگر ہان کسی کا بھی شکوا نہین
نہ سننی تھین جو کچھ وہ باتین سنین — مگر پی گیا کچھ مین کہتا نہین
دیا تھا مجھے بھی وہ حق نے جمال — کہ اب تک کسی مہ جبین کا نہین
وہ کیا لائیگا تابِ برقِ نظر — جسے دیدِ جانان کا لپکا نہین
ہوا اجل کے وہ رنگِ روغن سیاہ — وہ کندن سا چہرہ دمکتا نہین
مرا قد ہوا سوکھ کر جیسا خار — کوئی نخل یون خشک ہوتا نہین
تھی جس باغِ رخ مین جنان کی بہار — وہان نام اب تازگی کا نہین
ہوا جیسا برباد میرا جمال — گلون کا بھی یون رنگ اُڑتا نہین
مٹایا محبت نے اُس گل کی یون — کہ دھبہ کا بھی اب مجھ پہ سیرا نہین

شکستہ دلی غم سے ایسی ہوئی — کہ بارِ تصوّر بھی اُٹھتا نہین
نہ ہم آسمان ہو کہ ہو لامکان — کہان شورِ فریاد پہونچا نہین
مرے دل سے پوچھے کوئی سوزِ عشق — کہ حاسد بھی اس طرح جلتا نہین
ہر اک طرح کی قابلیّت بھی تھی — اسی سے مقلِّد کسی کا نہین
اگر کی تو احمدؐ کی تقلید کی — کہ اب اُنسا دنیا مین پیدا نہین
بہر نوع ہر علم کا رازدان — مقابل مرے کوئی دانا نہین
یہ سب فیض ہر رحمتِ پاک کا — کہ حاصل مجھے فخر کیا کیا نہین
ہوا عشق تو بےخودی آگئی — خیالِ تبحّر کچھ اصلا نہین
شب و روز تھین صحبتین چند سال — مگر یہ تو گردون کو بھاتا نہین
وہ راہی ہوے جو کہ تھے علم دوست — رہے جو اُنھین شوق اسکا نہین
وہی اب یہ کہتے ہین اللہ کی شان — یہ پھر کیا ہر جو اسکو سودا نہین
عمل کے بھی طالب بہت کچھ ہوے — مگر یہ تو دستور اپنا نہین
محبت کا کوچہ بہت پاک ہر — یہان دخل مطلق ریا کا نہین
جو ہوتی ہر تیغِ دو پیکر اصیل — تو جوہر کسی طرح چھپتا نہین
مگر فیضِ رحمت سے اللہ کا شکر — دعائین مرے پاس کیا کیا نہین

بتائے بھی اور اور دو چار کو — کہ ان میں کسی طرح وقعت کا نہین

غرض جب مقاصد بھی حاصل ہوے — تو پھر کیا ہے کچھ میری پروا نہین

پڑھا اُس صنم پر بھی اکثر نے سحر — ہین پر حرف باطل سے ڈرتا نہین

کیا فیضِ رحمت سے اُن سب کو دم — وہان تک گزر اب کسی کا نہین

کسی کا نہ محتاج تھا مین مگر — بجز امتحان کچھ تمنا نہین

ہین آخر مٹا کر وہ سامانِ عیش — کہ جسکا کوئی دم بھروسا نہین

گیا بیشِ احباب ہر شہر مین — کسی نے بھی اُلفت سے پوچھا نہین

یہ وہ ہین جو تھے رات دن جان نثار — تسلّی ہی دے کوئی اتنا نہین

کہان کی صفائی کہان کا خلوص — کسی کا کوئی دوست حاشا نہین

بنے وقت کے ہین یہ سارے رفیق — جو بگڑا کوئی ساتھ دیتا نہین

اُٹھایا غرض دل سے سب کا خیال — کہ جز حق کسی کی تمنا نہین

یہ سوچا رہون ایک کا ہو کے اب — غرض کیا وہ اپنا ہے اب یا نہین

ہے جب تک کہ دل مین تمنائے غیر — کبھی وصلِ دلدار ہوتا نہین

اگر عشق بھی ہو تو قدرت کے ساتھ — کہان اسکا فطرت مین جلوا نہین

مظاہر بھی پیارے کے پیارے ہین — کہ ہر شے مین کب نور اسکا نہین

یہ نیرنگیان اور صناعیان ۔ اُن آثارِ قدرت مین کیا کیا نہین
کسی دستِ قدرت کے ہین یادگار ۔ نہ چاہین انھین ہم یہ زیبا نہین
نگر رو کے وہ ذات جس بات سے ۔ خلاف اُسکے ہو کچھ یہ اچھا نہین
مزا دین اوامر کی پابندیان ۔ تو اس سے کوئی بڑھ کے زیبا نہین
یہ سمجھا تو پہونچا مین رحمت کے پاس ۔ ملا فیض سے اُسکے کیا کیا نہین
نہ دنیا کی خواہش نہ دین کی ہوس ۔ جو دیکھا تو جز حق کچھ اصلا نہین
ملے وہ تو اللہ مجھکو ملا ۔ بہر حال اب کچھ بھی شکوا نہین
وہ میرے معاصی وہ میرے عیوب ۔ کہ یون حال ابتر کسی کا نہین
جو دیکھے تو رحمت سے کی پھر نظر ۔ اب اُنکا گمان تک بھی اصلا نہین
محاسن مین ہر طرح کامل کیا ۔ مجھے کونسا حُسن بخشا نہین
کیا خاص رحمت سے پھر بےنظیر ۔ کوئی دوست ایسا کسی کا نہین
مجھے جو دیا وہ دیا بے ریا ۔ غرض اُنکی کچھ اس مین حقّا نہین
کہا مجھسے کیون تجربہ کر لیا ۔ کہ کوئی محبت کا پورا نہین
ذرا غور سے دیکھ حالِ جہان ۔ کہ یہ جائے سیر و تماشا نہین
ہین جتنے کہ آثارِ ہستی عیان ۔ یہ سب نیست ہین آہ ن دھوکا نہین

محبت اگر ہو تو ہو بے ریا
کسی کا یہ بہتر سے جتنا نہین

بہت سخت ہی الفتِ بے ریا
کوئی پائون اس رہ مین دھرتا نہین

معائب کو تیرے مین سمجھا ہنر
ترے حال پر لطف کیا کیا نہین

جسے میرے اقوال پر ہی یقین
تو شک اُسکو کچھ اسمین جاتا نہین

کہ تو عشق بازی مین ہی بینظیر
کوئی مثل اس فن مین تیرا نہین

نہ پھنس دامِ اہلِ ہوس مین کبھی
کہ انکو خدا پر بھروسا نہین

یہ اپنے ہی مطلب کے سب یار ہین
غرض اور کچھ انکو جاتا نہین

تجھے خود ہوا تجربہ اسکا اب
یہ ظاہر ہی کچھ اس مین اخفا نہین

ہین راحت کے سب دوست ای بینظیر
مصیبت مین کوئی کسی کا نہین

کہا مہر نے سن کے سب داستان
کہ مجھپر عیان تھا یہ رازِ نہان

مگر مصلحت ہی یہی ای نگار
کہ یہ بھید ہو سب پر اب آشکار

نہ تا لوگ بھٹکین اِدھر اور اُدھر
تو لکھ سارے قصے کو با آبِ زر

یہ قصہ نہین اپنی ہی دید ہی
چراغِ رہِ عیش جاوید ہی

طلب کر کے فوراً دوات و قلم
کیا قصۂ عشق اُسنے رقم

ہوا پڑھ کے خوش مہرِ عالی وقار
گلے سے لگایا اُسے بار بار

ملا اس سے یون بات کی بات مین
کہ دونون ہوے وصل کی رات مین

تعین کا پردہ اٹھا جب وہان
تو کوئی نہ حاجب رہا درمیان

تمیز و تعدد کے بھولے صفات
یہانتک نہ باقی رہی قیدِ ذات

جو آئے ارکینِ دولت تمام
پڑھا ہر نے وہ خجستہ کلام

باصرار کہنے لگا پھر وہ شاہ
کہ اردو مین ہے یہ کلامِ الٰہ

پڑھے جو سمجھ کر اسے ایکبار
تو ہو وہ ولی صاحبِ اختیار

کہا سب نے صدقت یا شاہِ دین
جسے شک ہو زندیق ہے بالیقین

مگر اسکی تاریخ بھی ہو ضرور
کہ تا یہ رہے یادگارِ حضور

ہوا یون گہربیز شاہِ امین
کوئی قطعہ لکھدے تو اے حسین

قطعہ

بحقِ محمد فدایم کریم
بمرشدِ ہو ہادی الضالین

جعلنی الٰہی عدیم النظیر
ولی دائماً فی مرادی معین

ولا ریب یا ایہا العاشقون
امرت باردو ولسانٍ متین

کتبت کتاباً ولن تفعلوا
دلیلاً الی الخیر فی کل حین

فان تسئلوا انی اقول سنہ
ہو اللہ ہذا کتاب مبین

سنہ ہجری

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد و نعت رہروان منازل طریقت کو نوید مسرت و فرزندان رقائق نکات حقیقت کو مژدۂ فرحت انتما کہ اس زمان برکات اقتران میں کتاب مستطاب صحیفۂ نایاب۔ مفتاح کنوز اسرار الٰہی۔ منشور لامع النور فیوض نامتناہی معدن عرفان و جذبات۔ مخزن معارف و کرامات۔ مقبول خاص و عام۔ یعنی مثنوی مقدس موسوم بہ **احسن الکلام** کا پہلا حصہ مشہور بہ اسم جد نیر بشیر اور دوسرا صحیفہ معروف بہ **کتاب مبین** از ارشادات حضرت با عظمت۔ رہنماے مراحل تصدیق خضر طرائق تحقیق۔ قطب الولایۃ و الارشاد۔ غوث العارفین و الاوتاد۔ واقف اسرار خفی و جلی حضرت مولانا **محمد بشیر شاہ** صاحب قادری حسینی رزاقی سلمہ اللہ تعالیٰ و زادت برکاتہ خلف الصدق و جانشین عالیجناب طریقت مآب مولانا شاہ **احسان علی** صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب عالی جناب مولانا **شاہ محمد عبد العزیز** صاحب (دہلوی) و خلیفۂ خاص حضرت غوث صمدانی محبوب یزدانی مولانا حضرت حافظ سید **شاہ غلام جیلانی** صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین بانسہ شریف (لکھنؤ) جس میں حضرت مصنف ممدوح نے غوامض مکتوم معرفت کو بہ پیرایۂ

فسانہ بیان فرمایا ہی۔ فی الحقیقت اگر اس مثنوی شریف کو کوئی شخص بہ نگاہ غور ملاحظہ کرے ولی کامل ہو جائے۔ حسب اصرار و استبداد ارباب ذوق و شوق

باراول بہ تصحیح خاص حضرت مصنف موصوف مطبع نامی مشہور نزدیک و دور **منشی نولکشور** واقع لکھنؤ میں بعالی ہمتی آقاے نامدار جناب **منشی پراگ نرائن** صاحب دام اقبالہ مالک مطبع مذکور بماہ جولائی ۱۹۰۴ء مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ حلیۂ طبع سے آراستہ ہو کر وظیفۂ خاص و عام و مقبول انام ہوئی۔

نام کتاب	قیمت
بحر الحقیقت۔ اصلاح نفس مین	۲ر
آبحیات۔ اخلاق و موعظت مین مصنفۂ منشی کامتا پرشاد صاحب۔	۳ر
کیمیاے حکمت حصۂ اول بیان شرائف علم و ادب	۲ر
تہذیب الاخلاق۔ مولفۂ مولوی نجم الحق۔	۱ر
پیراہن یوسفی۔ اردو ترجمۂ مثنوی مولانا روم کا نظم شعر بہ شعر اور حاشیہ پر اردو مین حاصل مطلب مع فوائد تصوف کامل دو جلدین بتفصیل ذیل	۸ر ب
(جلد اول) ترجمۂ دفتر ۱ و ۲ و ۳۔	للعہ ب
(جلد دوم) ترجمۂ دفتر ۴ و ۵ و ۶	للعہ ب ۸ر
اخلاق رضی۔ مصنفۂ قاضی محمد رضی۔	۴ر
شجرۂ معرفت محشی۔ منتخبات مثنوی مولانا روم مترجمۂ سید غلام حیدر صاحب۔	عہ ۴ر
شان رحمت منظوم عبرت انگیز و دلچسپ مضمون ہی	[illegible]

نام کتاب	قیمت
بوستان معرفت شرح اردو مثنوی مولوی روم دفتر اول مولفۂ حضرت مولوی عبد المجید خان مولف ریاض التحقیق شرح اردو	
سکندر نامہ جدید الطبع	عہ ب
ایضاً۔ دفتر دوم۔	۱۲ر ب
ایضاً۔ دفتر سوم۔	عہ ۲ر ب
ایضاً۔ دفتر چہارم۔	۱۴ر ب
ایضاً۔ دفتر پنجم۔	عہ ب
ایضاً۔ دفتر ششم۔	عہ ۲ر ب
رسالۂ شرائف۔ مولفۂ منشی نادر حسین عزیز بلگرامی۔	۵ر ب
کنز الاسرار۔ ترجمۂ اردو نظم مثنوی شاہ بو علی قلندر قدس سرہ ہموزن مثنوی از مولوی سید غلام حیدر خان۔	۱ر
چشمۂ فیض۔ نظم ترجمۂ اردو پند نامۂ عطار کلام عارف کامل حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ از مولوی عبد الغفور خان بہادر۔	ار ۲
تہذیب احسانی از حکیم احسان علی	ار ۳